جامع الفتاوی

والذین اوتوا العلم درجٰت

کتاب فیض انتساب نافع شیخ وشاب

مسمّٰی بہ

جامع الفتاوی سنہ ۱۳۳۲ھ

جلد دوم

تالیف منیف عالم علوم عقلی ونقلی جامع فیوض خفی وجلی حضرت

مولنا مولوی مفتی محمد ریاست علیخانصاحب مدظلہ العالی

شاہجہانپوری

سعی متقی جناب محمد عبد الباقی خانصاحب شاہجہانپوری نے چھپواکر

شائع کیا

مولنا مولوی حکیم امجد علیصاحب اعظمی قادری رضوی نے اپنے اہتمام سے

مطبع اہلسنت وجماعت بریلی میں چھاپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کی نفاس کی عادت بیس روز کی ہے اور ایکی مرتبہ لڑکا پیدا ہوا تو تیس روز سے بھی زیادہ خون آیا تو عورت مذکورہ کو نماز روزہ وطی کب سے درست ہوگی۔ بینوا توجروا۔

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں جبکہ عورت مذکورہ کی عادت خون بند ہونیکی بیس روز کی تھی اور ایکی مرتبہ تیس روز سے زیادہ خون آیا تو اگر اکثر مدت نفاس سے کہ وہ چالیس روز ہیں زائد خون آیا تو نفاس کا حکم بیس روز کا موافق اسکی عادت کے دیا جاویگا اُسکے بعد وطی وغیرہ سب درست ہوگی خواہ خون آتا رہے اور اگر خون تیس روز سے زائد آیا مگر اکثر مدت نفاس سے زیادہ نہ ہوا تو حکم اُس خون کا نفاس کا دیا جاوے گا فی الدر المختار (والزائد علی اکثرہ استحاضۃ لو مبتدأۃ اما المعتادۃ فترد لعادتہا) قال العلامۃ الشامی علی قولہ (لو مبتدأۃ) یعنی انما یعتبر الزائد علی الاکثر استحاضۃ فی حق المبتدأۃ التی لم تثبت لہا عادۃ اما المعتادۃ فترد علی عادتہا ای ویکون ما زاد علی العادۃ استحاضۃ لا ما زاد علی الاکثر فقط انتہی وایضا فی الدر المختار (فان انقطع علی اکثرہما او قبلہ فالکل نفاس وکذا حیض) و قال العلامۃ الشامی علی قولہ (او قبلہ) ای قبل الاکثر وزاد علی العادۃ انتہی و فی جامع الرموز او زاد علی نفاسہا وہو اربعون یوما ولیلۃ المعتاد علی العادۃ سواء کانت اقل او اکثر او ما بینہما فیہما ای فی الحیض والنفاس جاوز عطف علی زاد ای جاوز ما زاد علیہما اکثرہما ای اکثر الحیض والنفاس و فی الاکتفاء اشارۃ الی انہ لو بلغ الاقل او زاد علیہ ولم یبلغ الاکثر او زاد علی العادۃ ولم یبلغ الاکثر او بلغہ ولم یجاوز کان الکل حیضا او نفاسا کما فی شرح الطحاوی وغیرہ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حاملہ عورت کو قبل ولادت کے خون آوے تو اس عورت

حاملہ کو نماز اور روزہ درست ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔ الجواب ہو الموفق للصواب
صورت مسئول عنہا میں حاملہ مذکورہ کو نماز اور روزہ درست ہی۔ فی الہدایۃ والدم الذی
تراہ الحامل ابتداء او حال ولادتہا قبل خروج الولد استحاضۃ وان کان ممتدا
انتہی وقال فی حاشیۃ الملا عبد الغفور علی قولہ ابتداء) ای سابقا علی الولادۃ وھو
مایشمل جمیع اوقات الحبل انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ
سوال کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ یہ جو صوفیاے کرام اور اولیاے
عظام مرید اور بیعت کرتے ہیں بیعت توبہ یا ارشاد سلوک باطنی کے واسطے یہ مرید اور
بیعت کرنا جائز ہی یا ناجائز۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ بیعت منحصر ہی خلافت اور
سلطنت پر تو یہ ان کا کہنا صحیح ہی یا غلط۔ بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں مرید اور بیعت کرنا جائز بلکہ مسنون ہی چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی قول الجمیل میں تحریر فرماتے ہیں واستفاض عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان الناس کانوا یبایعونہ تارۃ علی الھجرۃ وتارۃ علی اقامۃ ارکان الاسلام وتارۃ علی
الثبات والقرار فی معرکۃ الکفار وتارۃ علی التمسک بالسنۃ والاجتناب عن
البدعۃ والحرص علی الطاعات وروی ابن ماجۃ انہ بایع ناسا من فقراء المھاجرین
علی ان لا یسئلوا الناس شیئا فکان احدھم یسقط سوطہ فینزل عن فرسہ
فیاخذہ ولا یسئل احدا ومما لا شک فیہ ولا شبھۃ انہ اذا ثبت عن
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فعل علی سبیل العبادۃ والاھتمام بشانہ فانہ
لا ینزل عن کونہ سنۃ فی الدین۔ انتہی
وایضا قال فلنبحث عن البیعۃ من ای قسم ھی فظن قوم انہا مقصورۃ علی قبول
الخلافۃ وان الذی تعتادہ الصوفیۃ من مبایعۃ المتصوفین لیس بشیء وھذا
ظن فاسد لما ذکرنا من ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان یبایع تارۃ علی اقامۃ
ارکان الاسلام وتارۃ علی التمسک بالسنۃ وھذا صحیح البخاری شاھد علی

انہ صلی اللہ علیہ وسلم اشترط علی جریر عند مبایعتہ فقال والنصح لکل مسلم وانہ بایع قوما من الانصار فاشترط ان لا یخافوا فی اللہ لومۃ لائم ویقولوا بالحق حیث کانوا فکان احدھم یجاھر الامراء والملوک بالرد والانکار فالحق ان البیعۃ علی اقسام منہا بیعۃ الخلافۃ ومنہا بیعۃ الاسلام ومنہا بیعۃ التمسک بحبل التقوی ومنہا بیعۃ الھجرۃ والجہاد ومنہا بیعۃ التوثق فی الجہاد انتھی ملخصا وایضا قال فاعلم ان اللہ تعالی اجری سنتہ ان یضبط الامور الخفیۃ المضمرۃ فی النفوس بافعال واقوال ظاھرۃ وینصبہا مقامہا کما ان التصدیق باللہ ورسولہ والیوم الاخر خفی فاقیم الاقرار مقامہ وکما ان رضی المتعاقدین بمبادلۃ الثمن والمبیع امر خفی مضمر فاقیم الایجاب والقبول مقامہ فکذلک التوبۃ والعزیمۃ علی ترک المعاصی والتمسک بحبل التقوی خفی مضمر فاقیمت البیعۃ مقامہا انتھی واللہ سبحانہ اعلم

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ۔

سوال کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ منفرد پر تکبیر تشریق واجب ہے یا نہین۔ بینوا توجروا۔ **الجواب** واللہ سبحانہ الموفق للصواب۔

نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے منفرد پر تکبیر تشریق واجب نہین فی الفتاوی العالمگیریۃ واما شروطہ فاقامۃ مصر ومکتوبۃ وجماعۃ مستحبۃ ھکذا فی التبیین انتھی وفی الصغیری وتکبیر التشریق عقیب الصلوۃ فریضۃ بجماعۃ مستحبۃ فلا یجب علی المسافر ولا علی المنفرد انتھی وفی فتاوی السراجیۃ لا تکبیر علی المنفرد عند ابی حنیفۃ انتھی واللہ سبحانہ اعلم العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ۔

سوال کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی شخص رمضان مین نماز وتر مین رکعت تیسری مین رکوع مین امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو وہ شخص مذکور جو رکعتین پوری کرے گا تو پھر دعاے قنوت اس مین پڑھے گا یا نہین۔ بینوا توجروا

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین دعاے قنوت نہین پڑھے گا فی الفتاوی الحاوی لو ادرک الامام

فی الرکوع فی الرکعۃ الثالثۃ من الوتر فی رمضان فانہ یکون مدرکا للقنوت انتھی
وایضا فیہ اذا ادرک الامام فی الثالثۃ فی الرکوع لا یقنت فی قضاء ماسبق لانہ
لما ادرک الثالثۃ مع الامام صار کانہ قنت مع الامام واللہ اعلم العبد المجیب
محمد ریاست علی عفی عنہ۔

سوال کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ مسجد محلہ مین ایک مرتبہ جماعت سے
فرض نماز امام حی اور اہل محلہ نے پڑھ لی ہو پھر چند لوگ اُسی محلہ کے یا غیر اُس محلہ کے اُس
مسجد مین آئین تو اگر جماعت سے نماز پڑھین تو یہ جماعت ثانیہ اُنکی بلا کراہت جائز ہوگی
یا نہین۔ بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب
صورت مسئول عنہا مین اگر ساتھ تبدیل ہیئت اولی کے ہی تو بلا کراہت جائز ہی اور اگر
تبدیل ہیئت اولی نہین کی تو جماعت ثانی مکروہ ہی اور نیز امام ابو حنیفہ صاحب سے مروی
ہے کہ اگر جماعت ثانیہ مین کثر تین آدمیون سے ہون تو جماعت ثانیہ مکروہ ہی اور اگر
تین آدمیون سے کم ہون تو جماعت ثانیہ مکروہ نہین فی الفتاوی العالمگیریۃ المسجد اذا
کان لہ امام معلوم وجماعۃ معلومۃ فی محلۃ فصلی اھلہ فیہ بالجماعۃ لا یباح
تکرارھا فیہ باذان ثان اما اذا صلوا بغیر اذان یباح اجماعا وفی الصغیری
واما اذا کان لہ امام ومؤذن فیکرہ تکرار الجماعۃ فیہ باذان واقامۃ عند ناوعن
ابی حنیفۃ لو کانت الجماعۃ الثانیۃ اکثر من ثلثۃ یکرہ التکرار والا فلا وعن ابی یوسف
اذا لم یکن علی الھیئۃ الاولی لا تکرہ وھو الصحیح وبالعدول عن المحراب تختلف الھیئۃ
انتھی اگر کوئی یہ کہے کہ علامہ شامی نے یہ حدیث نقل کی ہو اس سے کراہت جماعت ثانی
کی مطلقا ثابت ہوتی ہو لما روی عبد الرحمن بن ابی بکر عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم خرج من بیتہ لیصلح بین الانصار فرجع وقد صلی فی المسجد بجماعۃ فدخل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی منزل بعض اھلہ فصلی بھم جماعۃ انتھی
تو جواب اس کا یہ ہو کہ اس حدیث سے یہ بات معلوم نہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مع اصحاب کرام کے تھے تاکہ جماعت ثانیہ کی مسجد مین ممانعت سمجھی جاتی بلکہ

ثابت ہوتی ہی اس حدیث سے یہ بات کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تھے چنانچہ
لفظ خرج ولفظ رجع بصیغہ مفرد شاہد ہی اس معنی کا تو ثابت ہوتی ہی حدیث مذکور سے
یہ بات کہ جب جماعت ہوگئی تو پھر مسجد مین تنہا بھی نماز جائز نہین یا اولی یہ ہی کہ گھر مین
اپنے اہل کے ساتھ پڑھے مسجد مین نہ پڑھے جیسا کہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
یہ بات ظاہر ہی کہ تنہا بھی مسجد مین نماز نہ پڑھی یا یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر مسجد مین نماز
پڑھے تو بھی کچھ مضایقہ نہین اور اگر اپنے گھر مین نماز پڑھے اہل کے ساتھ تب بھی کچھ
مضایقہ نہین چنانچہ فتاوی عالمگیری مین ہی واذا فاتتھم الجماعۃ لا یجب علیہم الطلب
فی مسجد اخر بلا خلاف بین اصحابنا لکن ان اتی مسجدا اخر یصلی بھم مع الجماعۃ
فحسن وان صلی فی مسجد اھلہ فحسن وذکر القدوری انہ یجمع فی اھلہ و
یصلی معھم انتھی۔ پس روایت عبد الرحمن سے مدعا مخالف کا ثابت نہ ہوا۔ دوسرے
یہ کہ شامی نے یہ اثر نقل کیا ہی وروی عن انس ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کانوا اذا فاتتھم الجماعۃ فی المسجد صلوا فرادی انتھی تو اس قول سے بھی مدعا
مخالف کا ثابت نہین ہوتا کیونکہ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ جماعت اولی ہوجاوے
تو پھر فرادی نماز پڑھنا مسجد مین جائز ہی نہ جیسا کہ حدیث عبد الرحمن ابن ابی بکر سے ثابت
ہوتی ہی یہ بات کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر مین نماز پڑھی نہ مسجد مین تو نماز مسجد
مین بحالت ہوجانے جماعت اولی کے جائز نہ ہو یا اولی نہ ہو جیسا کہ ثابت ہوتا ہی حدیث
عبد الرحمن بن ابی بکر سے تو یہ قول انس کا رافع احتمال عدم جواز او یا اولویت نماز کا ہی
مسجد مین بحالت ہوجانے جماعت ثانیہ کے یعنی عبد الرحمن کے قول سے یہ بات ظاہر
ہوتی ہی کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مین نماز نہ پڑھی تو ایسی صورت مین
نماز مسجد مین جائز یا اولی نہ ہو تو انس رض کی روایت نے اس شبہہ اور احتمال کو رفع
کردیا یا یہ کہ درست ہوئی عبد الرحمن بن ابی بکر سے یہ بات کہ اگر مسجد مین جماعت فوت
ہوجاوے تو اپنے مکان مین اہل کے ساتھ نماز پڑھ لے نہ یہ کہ انس رض کے قول سے
کراہت جماعت ثانیہ کی ثابت ہوئی کیونکہ صلوا فرادی سے یہ نہین سمجھا جاتا کہ اصحاب کرام کا

مجمع بھی ہوتا تب بھی تنہا نماز پڑھتے بلکہ سمجھا جاتا ہو یہ کہ صحابہ کا یہ فعل تھا کہ جب جماعت
ہوجاتی تو تنہا مسجد مین نماز پڑھ لیتے اور اگر کوئی یہ شبہہ کرے کہ یہ جو دلیل شامی نے
بدائع کی نقل کی ہو لان التکرار یؤدی الی تقلیل الجماعۃ لان الناس اذا علموا
انھم تفوتھم الجماعۃ یتعجلون فتکثر والا تاخروا اھ بدائع تو جواب اس کا یہ ہو
کہ یہ حجت بدائع کی کافی نہین ہو اسلیے کہ شامی خود اس پر اجماع نقل فرماتے ہین کہ
بلا اذان اور اقامت جماعت ثانیہ اجماعاً مباح ہو قال فی رد المحتار عبارتہ فی الخزائن
اجمع مما ھنا ونصہا یکرہ تکرار الجماعۃ فی مسجد محلۃ باذان واقامۃ الا اذا صلی
بہما فیہ اولاً غیر اھلہ او اھلہ لکن بمخافتۃ الاذان ولو کرر اھلہ بدونہما
او کان مسجد طریق جاز اجماعاً نقلا عن امالی قاضی خان والدرر وایضا
فیہ قال فی المنبع والتقیید بالمسجد المختص بالمحلۃ احتراز من الشارع
وبالاذان الثانی احتراز عما اذا صلی فی مسجد المحلۃ جماعۃ بغیر اذان حیث
یباح اجماعاً انتھی پس ظاہر ہوئی یہ بات کہ دلیل مذکور بدائع کی اس اجماع کے
مقابل ہین کہ کثیر فقہا سے منقول ہو کوئی چیز نہین اگر کوئی یہ شبہہ کرے کہ شامی
نے ظہیریہ کی روایت نقل کی ہو ویؤیدہ ما فی الظھیریۃ لو دخل جماعۃ
المسجد بعد ما صلی فیہ اھلہ یصلون وحداناً وھو ظاھر الروایۃ انتھی
اس روایت سے تکرار جماعت کی مکروہ معلوم ہوتی ہو تو جواب اس کا یہ ہو کہ روایت
ظہیریہ سے جواز تنہا نماز پڑھنے کا مسجد مین ثابت ہوتا ہو تو یہ روایت ظہیریہ کی اور
قول انس رضی اللہ عنہ کا عبد الرحمن بن ابی بکر کی حدیث کے معنی کے احتمال کو کہ اس
سے بظاہر تنہا نماز پڑھنے کی مسجد مین بحالت مذکورہ ممانعت ثابت ہوتی ہے
دفع کرتا ہو نہ کراہت جماعت ثانیہ اس واسطے کہ روایت ظہیریہ مین لفظ کراہت کا
نہین ہو اور بالفرض اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جاوے کہ روایت ظہیریہ سے کراہت
تکرار جماعت ثابت ہوتی ہو تو وہ وہ صورت ہو کہ جماعت ثانیہ بہ تبدیل ہیئت اولے
نہ ہو اور اگر تبدیل ہیئت اولی کردی گئی تو پھر کراہت مرتفع ہوجاتی ہو امام محراب کے

بدل دینے سے ہیئت اولی بدل جاتی ہی کما فی رد المحتار و فی آخر شرح المنیۃ و عن
ابی یوسف اذا لم تکن علی الھیئۃ الاولی لا تکرہ والا تکرہ وھو الصحیح و
بالعدول عن المحراب تختلف الھیئۃ کذا فی البزازیۃ و فی التاتارخانیۃ
عن الولوالجیۃ و بہ ناخذ انتھی و فی البحر الرائق فالحاصل ان تکرار الصلوۃ
ان کان مع الجماعۃ فی المسجد علی الھیئۃ الاولی فمکروہ تو فی الواقع جماعت
ثانیہ بہ تبدیل ہیئت اولی مخالف ظاہر الروایۃ کے نہ ہوئی البتہ مخالف ظاہر
الروایۃ کے جب ہوتی کہ بلا تبدیل ہیئت اولی جماعت ثانیہ ہوتی پس روایت
ظہیریہ کا محل دیگر ہی اور اجماع اور روایت شرح منیہ اور تاتارخانیہ وغیرہا کا محل دیگر ہی
فلا تعارض۔ اگر کوئی یہ کہے کہ روایت ظہیریہ سے تو مطلقا کراہت جماعت ثانیہ کی
ثابت ہوتی ہی خواہ بہ تبدیل ہیئت اولی ہو یا بلا تبدیل ہیئت اولی کے ہو تو
جواب اس کا اولا تو یہ ہی کہ روایت مذکورہ سے جواز تنہا نماز پڑھنے کا مسجد
مین ثابت ہوتا ہی نہ کراہت جماعت ثانیہ اور اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ کراہت
جماعت ثانیہ مراد ہی تو جواب اس کا یہ ہی کہ جماعت کی دو فرد ہین ایک کامل
اور دوسری ناقص فرد کامل جماعت کی یہ ہی کہ بلا تبدیل ہیئت اولی کے ہو
اور فرد ناقص یہ ہی کہ بہ تبدیل ہیئت اولی ہو اور ظہیریہ کی روایت چونکہ مطلق ہی
تو فرد کامل پر محمول ہوگی چنانچہ کتب اصول مین اسکی تصریح ہی۔ فی نور الانوار
ان المطلق ینصرف الی الفرد الکامل انتھی پس روایت ظہیریہ سے فرد کامل
جماعت ثانی کی کراہت ثابت ہوگی کہ وہ بغیر تبدیل ہیئت اولی ہی دوسرے یہ کہ
وارکعوا مع الراکعین نص مطلق ہی درباب وجوب جماعت۔ جماعت ثانیہ کی
اس مین ممانعت نہین فی المدارک وجاز ان یراد بالرکوع الصلوۃ کما یعبر
عنھا بالسجود وان یکون امرا بالصلوۃ مع المصلین یعنی فی الجماعۃ ای
صلوھا مع المصلین لا منفردین انتھی و فی البیضاوی فی تفسیر ھذہ الآیۃ فان
صلوۃ الجماعۃ تفضل صلوۃ الفذ بسبع وعشرین درجۃ لما فیھا من

تظاہر النفوس و قال علیہ فی حاشیۃ عبد الحکیم و الیہود کانوا یصلون وحدانا فامروا بالصلوۃ بالجماعۃ انتہی و ایضا فی الترمذی فی باب ماجاء فی الجماعۃ فی مسجد قد صلی فیہ مرۃ عن ابی سعید الخدری رض قال جاء رجل وقد صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ایکم یتجر علی ہذا فقام رجل وصلی معہ انتہی قالوا لا باس ان یصلی القوم جماعۃ فی مسجد قد صلی فیہ وبہ یقول احمد واسحٰق وقال آخرون من اہل العلم یصلون فرادی و فی صحیح البخاری عن انس رض انہ دخل مسجد بنی رفاعۃ قد صلی فیہ فاذن واقام وصلی جماعۃ ہکذا فی سنن البیہقی ومسند ابی یعلی وغیرہ اور بھی حرمین شریفین اور تمام دیار میں عمل اسی طرح ہے کہ بہ تبدیل ہیئت اولی جماعت ثانیہ کرتے ہیں و فی الحدیث وما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن انتہی مگر انصاف یہ ہے کہ اس وجہ سے جماعت اولی ترک نہ کرے کہ دوسری جماعت تو بلا کراہت درست ہی تو پھر جماعت اولی ترک کرنے میں کیا قباحت کیونکہ فقہا نے جماعت ثانیہ کی کراہت کا بھی قول کیا ہے۔ اور جو جماعت اولی کسی ضرورت کی وجہ سے ترک ہو گئی ہو اور پھر جماعت ثانیہ کر لی تو کچھ مضایقہ بھی نہیں۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

لعبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ۔

صحیح سیدی۔ ہٰذا افتی المولوی محمد عبد الحی اللکھنوی

کذلک افتی۔ النقی محمد سعد اللہ مفتی دار الریاست رامپور

سوال چہ میفرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندرین مسائل کہ خیرات کردن بوقت دفن مردہ یا بعدش جائز ست یا نہ و از مولویان و مشائخ کہ حال او شان از عوام بہتر پندا شتہ از او شان زیارت کنانیدہ نقدے چند بنیت ایصال ثواب او شان را تقسیم کنانیدن و طعام خورانیدن جائز ست یا نہ و قول بعضے کہ صدقہ و خیرات کنندہ و گیرندہ ہر دو کافر شوند این امر صحیح ست یا غلط و قبل اکل طعام یا بعد سورۂ فاتحہ و آیات قرآنی خواندہ ایصال ثواب کردن جائز ست یا نہ

ــــــــــــ

لہ ای اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم والتابعون ۱۲

ودرباب مجالس ولادت شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم چہ حکم ست حال تولد
آنجناب بیان نمودن وقیام کردہ صلوٰۃ وسلام بر ارواح پاک رسانیدن جائزست
یا چہ وحصیر یکہ در مسجد انداختہ شود نجس ست یا طاہر بران بلاشبہہ نماز اداخواہد شد
یا نہ ختم قرآن یا تہلیل کنانیدہ نقدے تقسیم کردن وطعام خورانیدن جائزست یا نہ مع
دلائل حوالہ کتب مسعود کنید بینوا بالبرہان توجروا من الرحمن۔

الجواب واللہ سبحنہ الموفق للصواب

جواب سوال اوّل این ست کہ خیرات کردن بنظر ایصال ثواب میّت بوقت دفن
مردہ یا بعد دفن مردہ جائزست وبسیارے از احادیث وروایات فقہا برین شاہد
ومؤید اند فی المشکوٰۃ الشریفۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت ان رجلا قال للنبی صلی
اللہ علیہ وسلم ان امّی افتلتت نفسہا واظنہا لو تکلمت تصدقت فھل
لہا اجران تصدقت عنہا قال نعم متفق علیہ قال فی شرح لمعات
وفی الحدیث دلیل علی ان ثواب الصدقۃ یصل الی المیت وکذا حکم الدعاء
وھو مذھب اھل الحق وایضا قال النووی علی شرح الحدیث المروی فی
صحیح مسلم من اراد بر والدیہ فلیتصدق عنہما انتھی فان ثواب الصدقۃ
تصل الی المیت وینفع بہا بلا خلاف بین المسلمین وھذا ھو الصواب و
اما ما حکاہ من ان المیت لا یلحقہ بعد موتہ ثواب فھو مذھب باطل
قطعًا وخطاء بیّن ومخالف لنصوص الکتاب والسنۃ واجماع الامۃ فلا
التفات الیہ انتھی وایضا فی الدر المختار الاصل ان کل من اتی بعبادۃ
ما لہ جعل ثوابہا لغیرہ وفی رد المحتار علی قولہ بعبادۃ ما ای سواء کانت صلوٰۃ
او صومًا او صدقۃ او قراءۃ او ذکرا او حجا وطوافا وعمرۃ او غیر ذلک انتھی
وایضا قال فی موضع آخر من صام او صلی او تصدق وجعل ثوابہ لغیرہ من
الاحیاء والاموات جاز ویصل ثوابہا الیہم عند اھل السنۃ والجماعۃ انتھی
ھکذا فی الھدایۃ وغیرھا وفی فتاوی حاوی ویستحب ان یتصدق عن

المیت بعده الی سبعة ایام انتهی البته معتزله مخالف این مذهب اند جواب سؤال
ثانی آنست که زیارت قبور فی نفسه مستحسن ست فی المشکوٰة عن ابن مسعود ان رسول
الله صلی الله علیه وسلم قال کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها فانها تزهد
فی الدنیا وتذکر الاخرة رواه ابن ماجه پس از مولویان ومشایخان زیارت قبور
کنانیده نقدے چند بنیت ایصال ثواب اوشان را تقسیم کنانیدن وطعام خورانیدن
چه مضایقه است چه این هم از روایت معتبرهٔ فقها واز احادیث کثیره ثابت ست فی
المشکوٰة من باب الوصایا فی آخر الفصل الثالث عن جابر رضی الله عنه قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم انه لو کان مسلما فاعتقتم عنه او تصدقتم عنه
او حججتم عنه بلغه ذلک رواه ابو داود حررناه بالاختصار وفی البحر الرائق من
صام او صلی او تصدق وجعل ثوابه لغیره من الاموات والاحیاء جاز ویصل
ثوابها الیهم عند اهل السنة والجماعة کذا فی البدائع انتهی وفی رد المحتار
علی قول الدر المختار بعبادة ما ای سواء کانت صلوٰة او صوما او صدقة
او قراءة او ذکرا او طوافا او حجا او عمرة او غیر ذلک من زیارة قبور الانبیاء
علیهم الصلوٰة والسلام والشهداء والاولیاء والصالحین وتکفین
الموتی وجمیع انواع البر انتهی وهکذا نقله کثیر من الفقهاء المتقدمین
بالاختصار لیستفید منه اولو الابصار پس بنا بر آن قول بعض که صدقه وخیرات
کننده وگیرنده هر دو کافر شوند صحیح نیست وجواب سوال چهارم آنکه قبل اکل طعام
یا بعدش سورهٔ فاتحه یا آیات قرآنی خوانده ایصال ثواب کردن جائز ست فی رد
المحتار ویقرأ من القرآن ما تیسر له من الفاتحة واول البقرة الی المفلحون
وآیة الکرسی وآمن الرسول وسورة یٰس وتبارک الملک وسورة التکاثر
والاخلاص اثنی عشر مرة او احدی عشر او سبعا او ثلثا ثم یقول اللهم
اوصل ثواب ما قرأناه الی فلان او الیهم انتهی وفی العینی شرح الهدایة
فی باب الحج عن الغیر ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر وزمان ویقرؤ

القرآن ویهدون ثوابه لموتاهم انتهی ملخصا و فی المشکوة عن جابر
بن عبد الله سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول افضل الذکر
لا اله الا الله و افضل الدعاء الحمد لله و در تفسیر روح البیان در باب فضیلت
سورۂ فاتحه می نویسد و من فضائلها قوله علیه السلام ایما مسلم قرأها اعطاه من الاجر
کانما قرأ القرآن کله و کانما تصدق علی کل مؤمن و مومنة انتهی پس مقصود
از اکل طعام یا ایصال ثواب الی المیت باشد و آن بالجزم از روایات معتبرۂ
فقهیه و احادیث صحیحه ثابت ست کما حررناه سابقا و اگر مقصود ثواب برای نفس
خود ست پس آن هم ممنوع نیست کما هو ظاهر لا حاجة الی الاستدلال و السند نیز
واضح گردید که سورۂ فاتحه خواندن برائے دعاے میت نوعے خصوصیت دارد و
تاثیر عظیم و اجر جزیل جواب سوال پنجم آنکه مجالس ذکر ولادت شریف صلی الله
علیه وسلم نمودن و حالات ولادت جناب سرور عالم بیان کردن باعث ترقی ایمان
و موجب اجر و خیر و برکت ست و منکر او از اهل نفاق و فرقۂ ضاله است چه ثبوت
این فعل مستحسن از آیات قرآنیه و از احادیث صحیحه محبوب ربانی ست قال الله تعالی
لقد جاء رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین
رءوف رحیم و ایضا قال الله سبحانه و جل جلاله و عم نواله لقد من الله
علی المؤمنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم یتلوا علیهم ایته و یزکیهم
و یعلمهم الکتب و الحکمة پس این احسان بعثت و ولادت جناب سرور
عالم از اعاظم احسان الٰهی ست جل مجده بر ما و از اعاظم نعمات الٰهی و اظهار و بیان
نمودن نعمت الٰهی بر ما واجب ست لقوله عز اسمه و اما بنعمة ربك فحدث
و ایضا قال سبحانه و اذکروا نعمة الله علیکم و بیان بعثت بیان تولد نبی
صلی الله علیه وسلم ست پس واجب آمد بیان بعثت و تولد نبی صلی الله علیه وسلم ازین
آیات کریمه و نیز ملا علی قاری در رساله خود مورد الروی فی مولد النبی ارقام می فرمایند
قلت و فی قوله تعالی لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص

علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم اشعار بذلک انتھی و ایضا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت من خیر قرون بنی آدم حتی کنت من القرن الذی کنت منہ رواہ البخاری و ایضا فی المشکوٰۃ عن واثلۃ بن الاسقع قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ اصطفی قریشا من کنانۃ واصطفی من قریش بنی ہاشم واصطفانی من بنی ہاشم رواہ مسلم وفی الترمذی فی باب ماجاء فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن المطلب بن عبد اللہ بن قیس بن مخرمۃ عن ابیہ عن جدہ قال ولدت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل قال وسئل عثمان بن عفان قباث بن اشیم اخا بنی یعمر بن لیث انت اکبر ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکبر منی وانا اقدم منہ فی المیلاد انتہی و ایضا فی المشکوٰۃ عن المطلب بن وداعۃ قال جاء العباس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانہ سمع شیأ فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ علیک السلام قال انا محمد ابن عبد اللہ بن عبد المطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرہم ثم جعلہم فرقتین فجعلنی فی خیرھم فرقۃ ثم جعلہم قبائل فجعلنی فی خیرہم قبیلۃ ثم جعلہم بیوتا فجعلنی فی خیرہم بیتا وخیرھم نفسا انتہی و نیز شیخ عبد الحق محدث دہلوی در کتاب خود ماثبت بالسنۃ ارقام مے فرماید ولا زال اہل الاسلام یحتفلون بشہر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظہرون السرور ویزیدون فی المبرات و یعتنون بقراءۃ مولدہ الکریم ویظہر علیہم برکاتہ کل فضل عمیم ومما جرب من خواصہ انہ امان فی ذلک العام وبشری عاجل بنیل البغیۃ والمرام فرحم اللہ امرأ اتخذ لیالی شہر مولدہ المبارک اعیادا لیکون اشد علۃ علی من فی قلبہ مرض وعناد انتہی و نیز اینکہ میلاد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مشتمل مے شود

ہر چہار امر ذکر ولادت شریف و ذکر اوصاف حمیدہ و فضائل سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر معجزات و ذکر معراج و ذکر این چہار خالی از اجر نباشد و ثبوت این ہر چہار از آیات و احادیث ست پس چگونہ ممنوع باشد منع آنرا نکند مگر آنکہ در دل او کدورت و جہالت باشد چنانچہ در فضائل نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام کتب احادیث مملو اند فی المشکوٰۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فضلت علی الانبیاء بستٍّ اُعطیتُ جوامع الکلم و نصرتُ بالرعبُ احلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجداً وطھورا و اُرسلتُ الی الخلق کافۃ وختم بی النبوۃ رواہ مسلم وایضاً فی المشکوٰۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس واجود الناس واشجع الناس الحدیث وعلی ہذا القیاس احادیث در باب معجزات جناب سرور عالم بیشمار اند و نیز در ذکر معراج صلی اللہ علیہ وسلم و نیز در حدیث آمدہ عند ذکر اولیاء اللہ تنزل الرحمۃ فکیف لا اذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم پس ذکر خیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم چرا ممنوع شود اگر کسے بعقل گوید کہ این ہمہ مسلم ست لیکن بار بار اعادۂ او خصوصاً در ہر سال ماہ ربیع الاول بدعت ست و قبیح گویم امریکہ مستحسن و مسنون باشد پس اعادۂ او چگونہ بدعت و قبیح باشد قال اللہ سبحانہ وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا پس ازین امر جناب سرور عالم منع نفرمود اکنون فرقۂ ضالہ وہابیہ بانی شریعت جدیدہ شدہ بدعت قبیحہ گفتہ عجب جہل ست بدعتی خود ہستند دیگران را بدعتی میگویند و قیام ذکر ولادت خیر الانام مستحسن کافہ علمای شرقاً و غرباً و جنوباً و شمالاً است و فی الحدیث ما راٰہ المومنون حسناً فھو عند اللہ حسن پس قیام مذکور مستحسن خواہد شد و نیز عمل علمای حرمین شریفین برین ست

ل چنانچہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اپنے فتاوے میلاد شریف وعرس کے صفحہ ۱۴ مین لکھتے ہین اب ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہی پس یہ ہر روز اعادہ ولادت مثل ہنود کی ہے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہین ۱۲

وعمل اہل الحرمین مستند ست فی الهدایه وعلیه عمل الحرمین انتهی ونیز فرمود حق سبحانہ تعالے
وتعزروہ وتوقروہ ودر شفاء قاضی عیاض ست چنانکہ تعظیم جناب سرور عالم در حیات
او واجب ست ہمچنین بعد وفات او صلی اللہ علیہ وسلم ونیز چنانکہ تعظیم ذات شریف آن سرور
صلی اللہ علیہ وسلم ست ہمچنین تعظیم کہ بآن سرور عالم منسوب ست واجب ست پس تعظیماً
واجلالاً وفرحاً وقت ذکر ولادت شریف قیام نمودن قباحتی ندارد ونیز صاحب سیرۃ حلبی
میفرماید ومن الفوائد انه جرت عادة كثير من الناس اذا سمعوا ذكر وصفه صلى الله
عليه وسلم ان يقوموا تعظيما له وهذا القيام بدعة لا اصل لها لكن هي بدعة حسنة
وامام برزنجی در عقد جوہر نوشتہ است وقد استحسن القيام عند ذكر مولده الشريف
ائمة ذو رواية وروية فطوبى لمن كان تعظيمه صلى الله عليه وسلم غاية مرامه ومرماه
انتهی وحصیر یکہ در مسجد انداختہ شود اگر گمان غالب نجاست او باشد حکم بنجاست وی کردہ شود
ورنہ طاہرست نماز بروی صحیح خواہد شد لان اليقين لا يزول بالشك انتهى كذا فى
العالمگیری وجواب سوال ہفتم آنکہ ختم قرآن یا تہلیل کنانیدہ نقدی تقسیم کردن وطعام
خورانیدن جائزست فی رد المحتار الاصل ان كل من اتى بعبادة ماله جعل ثوابها لغيره
وان نواها عند الفعل لنفسه لظاهر الادلة واما قوله تعالى وان ليس للانسان
الا ما سعى اى الا اذا وهبه كما حققه الكمال او اللام بمعنى على وايضا قال فى رد
المحتار واجيب باجوبة اخر ذكرها الزيلعي وغيره منها النسخ باية والذين امنوا و
اتبعتهم ذريتهم بايمان الحقنا بهم ذريتهم وما التناهم من عملهم من شئ ومنها
ان المراد بالانسان الكافر ونیز این آیت را معتزلی حجت آوردہ اند این مذہب اہل السنة
والجماعة نیست فی رد المحتار حیث قال ما حاصله ان الاية وان كانت ظاهرة فى ما قاله
المعتزلة لكن يحتمل انها منسوخة او مقيدة وقد ثبت ما يوجب المصير الى ذلك
وهو ما صح عنه صلى الله عليه وسلم انه ضحى بكبشين املحين احدهما عنه والاخر
عن امته فقد روى هذا عن عدة من الصحابة وروى الدار قطنى ان رجلا
سأله عليه الصلوة والسلام فقال كان لى ابوان ابرهما حال حياتهما فكيف لى ببرهما

بعد موتہما فقال صلی اللہ علیہ وسلم ان من البر بعد الموت ان تصلی لہما مع
صلاتک وان تصوم لہما مع صومک وروی ایضا عن علیؓ انہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال من مر علی المقابر وقرأ قل ھو اللہ احد احدی عشر مرۃ ثم وھب اجرھا
للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات فھذا کلہ ونحوہ مما ترکناہ خوفا للاطالۃ
یبلغ القدر المشترک بینہ وھو النفع بعمل الغیر یبلغ التواتر وکذا فی الکتاب العزیز
من الامر بالدعاء للوالدین ومن الاخبار باستغفار الملئکۃ للمؤمنین قطعی فی
حصول النفع انتہی ملخصا واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علماے دین مندرجہ ذیل مسائل مین۔ طاعون کے خوف سے
فرار کرنا کیسا ہی درصورت جواز فرار عن الطاعون جو کہ بخاری مین عبدالرحمن ابن عوف
سے مروی ہی کیا معنی ہین درصورت عدم جواز فرار عن الطاعون کس درجہ کی معصیت
ہے صغیرہ یا کبیرہ صغیرہ یا کبیرہ گناہ پر اصرار کرنا شرعًا کیسا ہی طاعون سے جان کے
خوف سے فرار کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہی بینوا بسند الکتاب توجروا
من اللہ الوہاب۔

جواب اول سوال کا یہ ہی کہ طاعون سے فرار کرنا کسی دوسرے شہر مین ممنوع ہی
البتہ اگر کسی ضرورت کی وجہ سے وہان سے کسی دوسرے شہر کو چلا جائے اور نظر
بقضاء قدر اور اعتقاد اُسکے مین یہ ہی کہ جو کچھ مضرت اور منفعت ہی وہ اللہ تعالی کی طرف
سے ہی تو کچھ مضایقہ نہین سفر السعادت نیز اُسکی شرح مین جو شیخ عبدالحق محدث دہلوی
کی تالیف ہی لکھا ہی واذا وقع بارض وانتم فیہا فلا تخرجوا منہا فرارا منہ بخاری ومسلم
وموطا وابوداود از ابن عباس آوردہ اند کہ گفت بیرون آمد امیر المومنین عمرؓ بجانب شام
ودر راہ شنید کہ در شام وباے واقع شدہ پس طلبید مرا وگفت بخوان براے من مہاجرین
اولین را چون آمدند مشاورت کرد با ایشان وگفت در شام وبا واقع شد شما چہ میگوئید آنجا
برویم یا نہ مہاجرین اختلاف کردند بعض گفتند اکنون چون قصد آنجا کردی برگشتن مناسب

نبود و بعض گفتند باتو اصحاب رسول اللہ و مردم دیگر اند اقدام بر بلاد و بائیکو نباشد پس ازان
بانصار مشاورت کرد ایشان نیز اختلاف کردند مثل اختلاف مہاجرین پس شیخت قریش راکہ
از مہاجرین فتح اند بخواند باایشان مشاورت کرد ایشان باتفاق گفتند کہ رجوع باید کرد و اقدام
بروبا درست نیست عمرؓ برقول ایشان قرار داد و درین میان ابوعبیدہ بن الجراح بود گفت
از قدر خدا میگریزی عمرؓ گفت اگر غیر از تو کسے این سخن می گفت سے گفتم بلے چیز سے اے
ابا عبیدہ از قدر خدا میگریزم بقدر خدا عبد الرحمن بن عوف حاضر نبود چون آمد گفت نزد من
علمے ست درین باب از رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ فرمود اذا سمعتم بہ بارض فلا تقدموا
علیہ الحدیث پس حمد گفت عمر خدا را و برگشت و در حدیث دیگر ثابت ست الطاعون
شہادۃ لکل مسلم یعنی اگر طاعون در جائے پیدا گردد و کسے صبر کند بر آن و راضی گردد بقضائے
الٰہی اگر بمیرد شہید بمیرد انتہی وفی الدر المختار و اذا خرج من بلدۃ بہا الطاعون فان علم
ان کل شئی بقدر اللہ تعالی فلا باس بان یخرج ویدخل ولو کان عندہ انہ لو خرج نجا
ولو دخل ابتلی بہ کرہ لہ ذلک فلا یدخل ولا یخرج صیانۃ لاعتقادہ وعلیہ حمل النہی
فی الحدیث الشریف مجمع الفتاوی انتہی جواب سوال دوسرے کا یہ ہی جبکہ ثابت ہوا
کہ فرار عن الطاعون ممنوع ہی تو درصورت عدم جواز فرار عن الطاعون گناہ صغیرہ ہی فی شرح
الفقہ الاکبر وکذا ارتکاب الحرام وترک السنۃ مرۃ بلا عذر تساہلا بہا صغیرۃ وکذا ارتکاب
الکراہۃ انتہی جواب سوال تیسرے کا یہ ہی کہ گناہ صغیرہ پر اصرار کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہی اور گناہ
کبیرہ پر اصرار کرنے سے اس طور پر کہ اس کو بیباکی سے مثل مباح کیا کرے تو باعث کفر کا ہے
مالابد منہ ہی گناہ صغیرہ را سہل انگاشتن وبران اصرار کردن گناہ کبیرہ است انتہی اور شرح
فقہ اکبر میں ہی ومنہا استحلال المعصیۃ صغیرۃ کانت او کبیرۃ کفر اذا ثبت کونہا معصیۃ
بدلالۃ قطعیۃ وکذا الاستہانۃ بہا کفر بان یعدہا ہینۃ سہلۃ ویرتکبہا من غیر
مبالاۃ ویجریہا مجری المباحات من ارتکابہا انتہی جواب سوال پانچویں کا یہ ہی کہ طاعون
سے جان کے خوف سے فرار کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہی کیونکہ غایت یہ ہی کہ وہ
فاجر ہوگا اور فاجر کے پیچھے نماز جائز ہی فی عقائد النسفی صلوا خلف کل بر وفاجر انتہی

لقولہ علیہ السلام صلوا خلف کل برو فاجر شرح عقائد واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ جمعہ کے روز جنازہ ساڑھے ۱۲ بارہ بجے دن کے تیار ہوا لوگون نے وضو کیا تو قریب ایک بجے کے وقت آگیا جب جنازہ مسجد مین آیا تو امام سنت پڑھکر خطبہ جمعہ کے واسطے کھڑا ہو گیا اُس وقت امام کو اطلاع جنازہ آجانے کی ہوئی تو اب شرعاً اس صورت مین نماز جنازہ مقدم تھی یا نماز جمعہ بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئولہ مین نماز فرض جمعہ مقدم تھی فی الحاوی فی فتاوی الحجۃ یکرہ صلوۃ الجنازۃ والامام یخطب لان الواجب السعی الی الجمعۃ وفیہما ترک او تاخیر انتہی اور اگر امام کو جنازہ کے آنے کا قبل خطبہ اور سنت بھی علم ہوتا تاہم تقدم اوپر قول مفتی بہ اور معتمد کے نماز جمعہ کو تھا نہ نماز جنازہ کو فی الحاوی قال المصنف رح رأیت بخارا یصلون صلوۃ الجنازۃ فی یوم الجمعۃ بعد الفراغ من الجمعۃ قبل اداء السنۃ واما اھل بلخ یصلون ست رکعات بعد الجمعۃ ثم یصلون صلوۃ الجنازۃ وعلیہ الفتوی انتہی وایضا فی الدر المختار فی باب العیدین وتقدم صلوۃ الجنازۃ علی الخطبۃ وعلی سنۃ المغرب وغیرھا قال فی رد المحتار علی قولہ وغیرھا کسنۃ الظہر والجمعۃ والعشاء انتہی وایضا فی الدر المختار لکن فی اخر احکام دین الاشباہ ینبغی تقدیم الجنازۃ والکسوف حتی علی الفرض مالم یضیق وقتہ فتامل وقال فی الطحطاوی علی قولہ حتی علی الفرض۔ ولو المغرب او الجمعۃ وبکذا العید ینافی مافی البحر المذکور قریبا ومافی المصنف من قولہ وتقدم علی الجنازۃ وفی الحلبی مراد الاشباہ بالفرض غیر الجمعۃ وھو ظاہر وغیر المغرب لما یشیر الیہ قولہ مالم یضیق وقتہ ای المستحب وحینئذٍ لاتنافی بین النقول ولذلک اشار بقولہ فتنبہ اھ والذی یظہر لی ان الاول ھو المعتمد لانہ نص صریح ومافی الاشباہ بحث لایعارض النص انتہی اور بعض صاحب نے جو اپنی کم فہمی سے ترجیح اسکو دی ہی کہ قبل نماز جمعہ جنازہ کی نماز ودفن اسپر مناسب تھا اور جنازے کی تاخیر کو نماز فرض پہ مکروہ لکھا ہی اور اسکی سند مین یہ روایت

درمختار لائے ہین وکرہ تاخیر صلوتہ ودفنہ لیصلی علیہ جمع عظیم بعد صلوٰۃ الجمعۃ الا اذا خیف فوتہا بسبب دفنہ انتہی تو اس روایت کے یہ معنی نہین جو بعض صاحب سمجھے گئے بلکہ اس روایت کا مطلب یہ ہی کہ دن جمعہ سے جنازہ تیار ہوگیا تو پھر انتظار اور تاخیر اسلیے نکرے کہ بعد جمعہ کے جماعت کثیر اُسپر نماز پڑھے چنانچہ مؤید اُسکی روایت قنیہ کی بھی ہی ولو جہز صبیحۃ یوم الیوم الجمعۃ یکرہ تاخیر الصلوٰۃ ودفنہ لیصلی علیہ جمع عظیم بعد صلوٰۃ الجمعۃ انتہی اور بھی روایت صغیری کی ولو جہز المیت صبیحۃ الجمعۃ یکرہ تاخیرہ الی وقت الجمعۃ لیصلی علیہ جمع عظیم انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ یہ شہر مانڈلہ ابتدا مین برما راجہ کا تھا بوجہ خطا اور ناجان کردہ ایک مسلمانون پر راجہ نے ظلم بھی کیا مگر اللہ تعالی نے فوراً کوئی کرامت اہل اسلام کی ظاہر فرمائی جس سے راجہ بھی بہت نادم ہوکر مسلمانون کو بلاکر حکم دیا کہ تم اپنے اسلام کے موافق اچھی طرح سے عمل کرو اور ذبیحہ وغیرہ سے کوئی مانع نہ ہوگا اور نیز راجہ نے دو چار مسجدین بھی نماز کے واسطے طیار کرا دین پھر چند سال کے بعد وہ ملک انگریزون کے قبضہ مین آگیا تو اللہ تعالی نے وہ ترقی اسلام کی ظاہر کی جس سے کوئی گاؤن اور بستی بغیر مسجدون کے خالی نہین خاصکر اس شہر مین ساٹھ مسجدین ہین ایک ایک تیاری مین لاکھ روپیہ کی خرچ کی نمازیون سے بھری ہوئی ہین اور انگریز لوگ اور برہما ہمارے ارکان اسلام ذبیحہ وغیرہ سے مانع نہین ہان گاؤن اور بستی مین ملک پنجاب وغیرہ کے ہنود اس ملک مین تجارت وغیرہ کرتے ہین اگر ان لوگون کے مکان کے قریب ذبح کیا جاوے تو یہ لوگ ناراض ہون اور البتہ فتنہ اور فساد کا بھی خیال ہی ورنہ برہما بیچارہ ہمارا ذبیحہ وغیرہ کھاتے ہین کچھ فساد کا خیال نہین ہر طرح مسلمان غالب تو ازروئے شرع شریف کے فرماوین کہ یہ شہر دار الحرب ہی یا دار الاسلام یا تابع دار الاسلام جمعہ جائز ہی یا نہین اور ربا یعنی سود فی روپیہ دو آنے یا چار آنے لینا جائز ہی یا نہین اور بتقدیر دار الحرب ہجرت کرنا واجب ہے یا نہین۔ فقط بینوا توجروا۔ **الجواب** واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین شہر مذکور دارالاسلام ہی اور اُس مین نماز جمعہ جائز ہی اور سود لینا
مسلمانون کو اُس شہر مین حرام اور ناجائز ہی اِس واسطے کہ دار الحرب ہونیکی تین شرطین
ہین ایک یہ کہ صرف احکام اہل شرک کے اُس مین جاری ہون اور اگر اہل شرک
کے بھی جاری ہون اور احکام اسلام کے بھی جاری ہون تو وہ دارِ حرب نہ رہے گا
اور دوسری شرط یہ ہی کہ اتصال اُس کا دارِ حرب سے ہو باین طور کہ درمیان دونون
شہرون کے کہ دارِ حرب ہین دار اسلام حائل نہ ہو اگر دار اسلام اُن دونون شہرن
کے درمیان مین واقع ہوگا تو دارِحرب نہ رہے گا اور تیسری شرط دارِ حرب کی یہ ہی کہ
نہ باقی رہے کوئی مسلمان یا ذمی مامون ساتھ امان کے کہ جو اوّل سے اُسکو حاصل ہی
پس شہر مذکور بلا شبہہ دار اسلام ہی اور بالفرض اگر دارِ حرب بھی ہوتا تو دارِ حرب دارِ اسلام
بھی ہو جاتا ہی اگر اُس مین احکام اسلام جاری ہونے لگین اور کفار اجرائے احکام سے
مانع نہ آوین وہ احکامِ اسلام نماز جمعہ ہی اور نماز عید ہی مثلاً تو جس صورت مین کہ مسلمان
لوگ نماز جمعہ اور عید اُس شہر مین پڑھتے ہین اور کفّار مانع نہین آتے تو وہ شہر بلاشبہہ
دارِ اسلام ہی دارِ حرب نہین اور سود لینا اُس مین ہرگز جائز نہین اور نماز جمعہ اور عید
اُس مین پڑھنا جائز ہی۔ فی الدر المختار لا تصیر دار الاسلام دار حرب الا بامور
ثلاثہ باجراء احکام اهل الشرك وباتصالها بدار الحرب وبان لا یبقی فیها مسلم
او ذمی امنا بالامان الاول علی نفسه ودار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء
احکام اهل الاسلام فیها کجمعة وعید وان بقی فیها کافر اصلیٌ وان لم تتصل
بدار الاسلام در مختار انتہی وقال فی رد المحتار علی قوله باجراء احکام اهل الشرك)
ای علی الاشتهار وان لا یحکم فیها بحکم اهل الاسلام هندیه وظاهره انه
لو اجریت احکام المسلمین واحکام اهل الشرك لا تکون دار حرب ط انتهی
وایضا قال علی قوله وباتصالها بدار الحرب) بان لا یتخلل بینهما بلدة من بلاد
الاسلام هندیه ط وایضا قال علی قوله بالامان الاول) ای الذی کان ثابتا
قبل استیلاء الکفار للمسلم باسلامه وللذمی بعقد الذمة هندیه ط انتهی

وایضا فی رد المحتار فی معراج الدرایۃ عن المبسوط البلاد التی فی ایدی الکفار
بلاد الاسلام لا بلاد الحرب لانهم لم یظهروا فیها حکم الکفر بل القضاۃ والولاۃ
المسلمون یطیعونهم عن ضرورۃ او بدونها وکل مصر فیه وال من جهتهم یجوز
له اقامۃ الجمعۃ والاعیاد فلو الولاۃ کفارا یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر
القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیهم ان یلتمسوا والیا انتهی وایضا
فی رد المحتار واما بلاد علیها ولاۃ الکفار فیجوز للمسلمین اقامۃ الجمع والاعیاد
ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین انتهی۔ واللہ سبحانه اعلم وعلمه اتم

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنه

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ تعزیہ بنانا کیسا ہے اور اُسکی نذر
ماننے والا کیسا ہے اور قاضی الحاجات خیال کرنے والا کیسا ہے بینوا توجروا فقط

الجواب ومنه التوفیق الی الصواب

تعزیہ بنانا بدعت اور گمراہی ہے بنانے والا اسکا اگر توبہ نہ کریگا اور اللہ تعالی سے خوف
کرکے باز نہ آئیگا تو دوزخ کا مستحق ہے اگر مومن ہے اور محب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہے تو اُس کو ترک کردے حق سبحانہ تعالی اُس کو عذاب دوزخ سے بچا کر راضی ہوگا
اور ثواب عطا فرمائیگا اگر توبہ نہ کی اور اس فعل شنیع سے باز نہ آئیگا تو اللہ تعالی کے
عذاب کا مستحق ہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ناراضی اور اُس کا حج اور روزہ
اور صدقہ اور جہاد اور عبادت نافلہ قبول نہ ہوگی اور زمرۂ اسلام سے نکل جانے کا
حکم زجراً ہی نہ ہو تاہم گناہ سے خالی نہین ترک اسکا واجب ہے حدیث شریف مین وارد
ہے۔ شر الامور محدثاتها وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار اور بھی
حدیث مین وارد ہے من احدث حدثا او اوی محدثا علیه لعنۃ اللہ والملئکۃ
والناس اجمعین لا تقبل اللہ منه صرفا ولا عدلا روایت کیا اس حدیث کو
طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنه سے اور نیز حدیث مین وارد ہے من احدث
فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد انتهی روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے اور مسلم

المطالع انما المعتبر فی الصوم لتعلقه بمطلق الرویۃ وھذا بخلاف الاضحیۃ فالظاھر انما کاوقات الصلوٰۃ یلزم کل قوم العمل بما عندھم فتجزی الاضحیۃ فی الیوم الثالث عشر وانکان علی رؤیا غیرھم ھو الرابع عشر انتہی سو اللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم - العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

قد صح الجواب
مُہر
ابو الذکا سراج الدین

الجواب صحیح
مُہر
محمد عبد الغفار خان

قد صح الجواب
محمد شجاعت علی

محمد سلامت اللہ

ھذا ھو الحق للعبارۃ واللہ سبحانہ اعلم
محمد فضل حق رامپوری

الجواب صواب
مُہر
محمد عنایت اللہ خان

الجواب ھو الصحیح الصریح والرائی النجیح
مُہر
محمد ارشد علی سلمہ الولی

ولد حبیب اللہ خان

الجواب صواب
مُہر
محمد رشید مفتی مدرسہ دار العلوم کانپور

الجواب صحیح
مُہر
محمد اسحاق مدرس مدرسہ کانپور

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ اگر جمعہ کا خطبہ یا دیر پڑھے تو عصا ہاتھ مین رکھے تو اسپر تکیہ کرے یا مثل قیام کھڑا رکھے سنت کیا ہی اور اگر عصا موجود نہین ہی تو ہاتھ دونون مثل نماز کے ناف پر باندھنا ضروری ہی یا نہین اگر ہاتھ نہ باندھے بلکہ آویزان رکھکر پڑھے تو کوئی خرابی تو نہین اور صفوف نماز کی کب باندھنا

شروع ہون یعنی قبل تمام خطبہ یا بعد از تمام خطبہ۔ بینوا توجروا۔ فقط

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین عصا کے رکھنے مین خطیب کے واسطے اختلاف فقہا کا ہے لیکن ترجیح اس قول کو ہی کہ وقت خطبہ پڑھنے کے عصا پر تکیہ کرے فی الدر المختار وفی الخلاصۃ ویکرہ ان یتکئ علی قوس او عصا انتہی قال علیہ المحقق العلامۃ الشامی استشکلہ فی الحلیۃ بانہ روایۃ ابی داود انہ صلی اللہ علیہ وسلم قام ای فی الخطبۃ متوکئا علی عصا او قوس ونقل القہستانی عن المحیط ان اخذ العصا سنۃ کالقیام انتہی اور اگر عصا موجود نہین ہی تو ہاتھ دونون مثل نماز کی ناف پر باندھنا ضروری نہین اور صفوف واسطے نماز کے بعد خطبہ کے باندھے فی الصغیری اذا فرغ من الخطبۃ اقاموا وصلی بہم رکعتین علی ما ہو المعروف انتہی واللہ سبحانہ اعلم

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ جب ایک دن مین نماز عید اور نماز جمعہ جمع ہو جاوین تو بوجہ کثرت حضور خلائق وعدم وسعت فی المسجد جم غفیر کی نماز عیدگاہ مین پڑھ کر کچھ قدر اُس مقام مذکور پر نماز جمعہ کے وقت آنے تک وقفہ کرکے نماز جمعہ بھی وہان ادا کرین تو آیا شرعاً نماز کل اشخاص عام وخاص کی جائز ہو گی یا نہین بینوا توجروا۔ فقط الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین نماز جمعہ بھی جس جگہ کہ نماز عید جائز ہی جائز ہو جائیگی اور جاننا چاہیے کہ نماز جمعہ شہر مین یا فنائے شہر مین درست ہی اسی طرح نماز عید فی الدر المختار ویشترط لصحتہا سبعۃ اشیاء الاول المصر او فناؤہ انتہی وفی رد المحتار وکما ان المصر او فناءہ شرط جواز الجمعۃ فہو شرط جواز العید انتہی واللہ سبحانہ اعلم

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ کہ زید باوجود قدرت اس بات کے کہ زمین پر یا تخت پر نماز پڑھ سکتا ہی لیکن بلا عذر پلنگ پر نماز پڑھتا ہی آیا یہ نماز درست ہے

ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں پلنگ پر نماز پڑھنا جائز ہے فی صحیح البخاری فی باب الصلاۃ الی السریر حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ قال اخبرجریر عن منصور عن ابرھیم عن الاسود عن عائشۃ قالت اعدلتمونا بالکلب والحمار لقد رأیتنی مضطجعۃ علی السریر فیجئ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیوسط السریر معناہ یجعل نفسہ فی وسط السریر لان المراد من باب الصلوۃ الی السریر الصلوۃ علی السریر کما فی بعض النسخ نبہ علیہ الکرمانی اور بھی تیسیر القاری میں ہے شارحان در تطبیق حدیث بترجمہ اشکال کردہ اند کہ در ترجمہ الصلوۃ الی السریر و در حدیث واقع شدہ جواب داد کہ حرف الی در ترجمہ علی ست و حرف جرلبسیار ست کہ بمعنی یکدیگرے آیند انتہی وایضا فی فتاوی حاوی لوسجد عجلۃ ان کانت علی البقرۃ لایجوز وان کانت علی الارض یجوز کما لو سجد علی السریر انتہی) البتہ اگر پلنگ ایسا ڈھیلا بنا ہو کہ اسپر پیشانی اور ناک بخوبی نہیں ٹھہرتی بلکہ نیچے کو دھستی ہے تو اسپر نماز پڑھنے میں کلام معلوم ہوتا ہے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال چہ میفرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین درین باب کہ خوردن لحم اسپ برائے مسلمانان خصوصا اہل سنت والجماعۃ جائز ست یا نہ در صورت جواز وعدم جواز دلیل شرعی بیان فرمایند۔ فقط الجواب ہو الموفق للصواب

فقہا در خوردن لحم اسپ اختلاف نمودہ اند صاحب ہدایہ وقاضی خان وغیرہ ترجیح وتصحیح این امر فرمودہ اند کہ خوردن لحم اسپ مکروہ تحریمی ست لیکن ظاہر الروایۃ ومفتی بہ قول این ست کہ خوردن لحم اسپ مکروہ تنزیہی ست فی الدر المختار ولا یحل ذوناب الخ والخیل وعندھما والشافعی یحل وقیل ابا حنیفۃ رجع عن حرمتہ قبل موتہ بثلاثۃ ایام وعلیہ الفتوی عمادی انتہی وقال العلامۃ الشامی علی قولہ وعلیہ الفتوی فھو مکروہ کراھۃ تنزیھیۃ وھو ظاھر الروایۃ کما فی کفایۃ البیہقی وھو الصحیح علی ما ذکرہ فخر الاسلام وغیرہ قہستانی انتہی۔ واللہ سبحانہ اعلم

وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ۔

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین ان چند مسائل کے اندر اول یہ کہ بعد چار رکعت سنت بعد الجمعہ کے چار رکعت آخر پڑھنے کا کیا حکم اگر کوئی کہے کہ آخر ظہر کی نماز پڑھنے والا بے نمازیون مین داخل ہی تو اس قائل کے حق مین کیا حکم ہی اسکو کہنے کا حکم ہی یا نہین دوسرے یہ کہ کھانا پکوا کر کھلانا بہ نیت ایصال ثواب الی المیت جائز ہی یا نہین برتقدیر جواز اغنیا کو کھانا درست ہی یا نہین اور جو صاحب عدم جواز مین یہ مقولہ سند مین لاتے ہین طعام المیت یمیت القلب اسکا استناد شرعًا معتبر ہوگا یا نہین اور تیسرے یہ کہ مدت عقیقہ کی کب تک رہتی ہی اور عقیقہ کرنا عند الاحناف سنت ہی یا مستحب کوئی بوجہ افلاس کے نہ کرے گا تو مجرم ہوگا یا نہین۔ بینوا بیانًا شافیًا وتوجروا اجرًا وافیًا۔

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین چار رکعت سنت بعد الجمعہ کی بعد چار رکعت آخر ظہر کی پڑھنا اولی ہے جس جگہ کہ جواز جمعہ مین شک ہی فی الصغیری قالوا فی کل موضع وقع الشک فی جواز الجمعۃ ینبغی ان یصلی اربع رکعات بنیۃ اخر الظہر ادرکت وقتہ ولم یسقط عنی بعد حتی ان صحت الجمعۃ کان علیہ ظہر یسقط عنہ والافضل والاولی ان یصلی بعد الجمعۃ سنتہا ثم الاربع بہذہ النیۃ ثم رکعتین سنۃ الوقت انتہی پس جبکہ اولیت اسکی ثابت ہوئی تو قول قائل مذکور کا کہ آخر ظہر پڑھنے والا بے نمازیون مین داخل ہی غیر معتبر اور لغو ہی جواب سوال دوسرے کا یہ ہی کہ کھانا پکوا کر کھلانا بہ نیت ایصال ثواب الی المیت جائز ہی اور بہت سی احادیث اور کتب فقہ مین مصرح لکھا ہی فی المشکوۃ عن عائشۃ قالت ان رجلا قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان امی افتلتت نفسہا واظنہا لو تکلمت تصدقت فہل لہا اجر ان تصدقت عنہا قال نعم متفق علیہ انتہی قال فی شرح لمعات فی الحدیث دلیل علی ان ثواب الصدقۃ یصل الی المیت وکذا حکم الدعاء وھو مذہب اہل الحق انتہی وایضا فی رد المحتار من صام او صلی او تصدق وجعل ثوابہ لغیرہ من

الاحیاء والاموات جاز ویصل ثوابہا الیہم عند اہل السنۃ والجماعۃ انتہی اور
اگر کھانا واسطے تصدق فقرا کے پکایا ہی تو اغنیا کو کھانا جائز نہین مگر نیت شمول اغنیا کی بھی
کر لی ہو تو اغنیا کو بھی کھانا جائز ہی چنانچہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی جامع البرکات مین
تحریر فرماتے ہین وطعامیکہ برائے تصدق فقرا از اموات پزند تا ثواب آن بایشان
برسد جز فقیر را روا نباشد چہ تصدق مر فقرا را میباشد و ہدیہ اغنیا را و آنچہ بہ نیت ضیافت
مسلمین طیار کنند ہر کہ باشد خواہ غنی خواہ فقیر چنانچہ در اعراس مشایخ دیار ما متعارف ست عام
باشد مر فقرا و اغنیا را آنچہ فقرا و محتاجان خورند موروث ثواب خواہد شد و آنچہ غیر فقرا خورند نیز موجب
عقاب نخواہد شد انتہی اور مدت عقیقہ کی سات روز سے اکیس ۲۱ روز تک ہی اور بعض نے
اس مدت مذکورہ کو طرف امام شافعی صاحب کے مذہب کے منسوب کی ہی فی فتاوی
حاوی ویعق المولود فی الیوم السابع او اربعۃ عشر او احد وعشرون انتہی ملخصا
اور عقیقہ کرنا مذہب حنفی مین مستحب ہی یا مباح فی رد المحتار ویستحب لمن ولد له ولد
ان یسمیہ یوم اسبوعہ ویحلق راسہ ویتصدق عند الائمۃ الثلاثۃ بزنۃ شعرہ
فضۃ او ذہبا ثم یعق عند الحلق عقیقۃ اباحۃ علی ما فی الجامع المحبوبی او تطوعا
علی ما شرح الطحاوی انتہی پس جو شخص کہ بوجہ افلاس کے عقیقہ نہ کرے گا تو وہ گنہگار
نہ ہوگا۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ نفاس والی عورت کا چالیس روز
کے اندر اگر خون بند ہو جائے تو نماز اور وطی اُس کو جائز ہی یا نہین اور عورت معتادہ کب
ہوتی ہے بینوا توجروا۔ **الجواب ہو الموفق للصواب**

صورت مسئول عنہا مین اگر چالیس روز کے اندر خون بند ہو جاوے تو عورت پر نماز واجب
ہے اور وطی بھی اُس سے درست ہی فی الحموی وفی الحجۃ وان انقطع الدم قبل
الاربعین ودخل وقت صلوۃ تنتظر الی اخر الوقت ثم تغتسل فی بقیۃ الوقت
وتصلی کذا فی التاتر خانیۃ انتہی البتہ آخر وقت نماز تک انتظار کر کے پھر غسل
کر کے نماز پڑھے اور معتادہ عند الطرفین ساتھ دو بار کے ہوتی ہی یعنی جتنے روز

دو بار خون آئے وہ دن حیض اور نفاس مین شمار کیے جاوین گے باقی جو خون زائد اُن دلون سے آئیگا وہ استحاضہ قرار دیا جائیگا اُس مین وطی اور نماز درست ہی اور نزدیک امام ابو یوسف کے ایک مرتبہ خون جتنے روز آئے وہی عادت اُسکی قرار دی جائیگی اور اسی قول کو مفتی بہ لکھا ہی فی جامع الرموز واعلم ان المدانة تصیر عادة عند الطرفین بمرتین لانہا مشتقة من العود وعنده بمرة وعلیہ الفتوی کما هو المشہور انتہی۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ عید الفطر کی نماز مین امام نے تکبیرات اخیر رکعت کی ادا نہین کین یعنی بغیر تکبیرات ثلثہ کے ادا کیے ہوئے رکوع مین چلا گیا لیکن مقتدیون نے تکبیرات کے انتظار مین رکوع نہین کیا جب امام سجدے مین گیا تب سب کے سب اُسکے بعد سجدہ مین گئے اور امام نے سجدہ سہو کا کر کے حسب دستور سلام پھیر دیا اس صورت مین بتلائیے کہ نماز ہوئی یا نہین ہوئی اگر ہوئی تو صرف امام کی ہوئی یا مقتدیون کی بھی ہنے مالابد وغیرہ مین یہ مسئلہ دیکھا اُس سے معلوم ہوا کہ امام کی نماز ہوگئی اور جن مقتدیون نے رکوع نہین کیا اُنکی نماز نہین ہوئی یہان اس مین اختلاف پڑا ہوا ہی اس مسئلہ کو دلیل نقلی سے بسند کتاب لکھو اجر پاؤ۔ فقط الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین نماز امام کی اور اُن مقتدیونکی جو رکوع مین امام کے ساتھ مین شریک ہو گئے ہون بلا شبہہ ہوگئی اس واسطے کہ امام سے صرف واجب ترک ہوا کہ وہ تکبیرات عیدین ہین۔ عالمگیری مین ہی واجبات صلاة کے بیان مین ومنہا تکبیرات العیدین قال فی البدائع اذا ترکہا او نقص منہا او زاد علیہا او اتی بہا فی غیر موضعہا فانہ یجب علیہ السجود کذا فی البحر الرائق انتہی تو اُس نے سجدہ سہو کر کے بھی اصلاح کر لی حالانکہ فقہا یہ لکھتے ہین کہ اگر جمعہ اور عیدین مین واجب ترک ہو جاوے تو بوجہ فتنہ کے سجدہ سہو لازم نہین اور اگر امام نے سجدہ سہو کر بھی لیا تو کچھ مضایقہ بھی نہین رد المحتار مین ہی وفی حاشیة ابی السعود عن العزمیة انہ لیس

المراد عدم جوازہ بل الاولیٰ ترکہ لئلا یقع فی فتنۃ انتہی اور ترک اولیٰ تب ہے
کہ اژدحام کثیر ہو کہ لوگ دھوکا کھاجاوین کہ سجدہ سہو کا ہے یا اختتام نماز کا اور اگر اژدحام
کم ہو کہ جس کے سبب سے یہ خوف نہ ہو تو پھر سجدہ سہو کا ترک اولیٰ نہین رد المختار
مین ہے درمختار کے اس قول پر وبہ جزم فی الدرر لکنہ قید محشیہا الوانی
بما اذا حضر جمع کثیر والا فلا داعی الی الترک ط انتہی البتہ قابل تامل یہ امر ہے
کہ اگر کل مقتدی رکوع ترک کردین تو اس بنا پر کہ نماز عیدین مین بھی جماعت شرط ہے
چنانچہ صغیری وغیرہ مین ہے ویشترط لھما جمیع ما یشترط للجمعۃ وجوبا واداء
الا الخطبۃ انتھی اور نیز فقہا منجملہ شرائط جمعہ سے جماعت کو بھی لکھتے ہین قال فی
الفتاوی العالمگیریۃ ومنہا الجماعۃ پس بوجہ فوت ہو جانے جماعت کے نماز امام کی بھی
نہین ہوئی تو جواب اسکا یہ ہے کہ جماعت جمعہ اور عیدین مین شرط بقا نہین ہے چنانچہ علامہ
شامی تحریر فرماتے ہین والمقصود من ھذا التفریع بیان ان ھذا الشرط وھو
الجماعۃ لا یلزم بقاؤہ الی اٰخر الصلاۃ انتہی وفی الطحطاوی والجماعۃ لیست
بشرط البقاء انتہی پس جبکہ عیدین مین جماعت بقائے شرط نہ ہوئی تو بلا تامل نماز
امام کی صحیح ہوئی۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ۔

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ مرثیہ اور مقتل حسین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کا ذکر کرنا کیسا ہے بینوا توجروا۔ الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب
مرثیہ اور مقتل حسین علیہ الرضوان کا ذکر کرنا اس طرح پر کہ اول مقتل دیگر صحابہ کرام کا اور
بعد کو ذکر مقتل حسین رضی اللہ عنہ کا کرنا مناسب اور درست ہے البتہ دروغ مضمون
اور ایسا مضمون کہ مخل تعظیم اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو نہ چاہیے قال
فی روح فی کراھۃ القھستانی لو اراد ذکر مقتل الحسین ینبغی ان یذکر
اولاً مقتل سائر الصحابۃ لئلا یشبہ الروافض انتہی وایضا فیہ قرأ یوم
عاشوراء واوائل المحرم مقتل الحسین فقد تشبہ بالروافض خصوصا
اذا کان بالفاظ مخلۃ بالتعظیم لاجل تحزین السامعین انتہی۔ واللہ

سبحانہ اعلم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ
سوال کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ اولیاء اللہ سے بغض رکھنا
اور طعن کرنا کیسا ہی بینوا توجروا۔ فقط **الجواب** ومنہ التوفیق الی الصواب
اولیائے اللہ پر طعن کرنا اور اُن سے بغض رکھنا اکبر کبائر سے ہی فی روح البیان
فمحبۃ اولیاء اللہ تعالی وموالاتہم من انفع الاعمال عند اللہ وبغضہم
وعداوتہم واستحقارہم والطعن فیہم من اضر الاعمال عندہ تعالی
واکبر الکبائر انتہی۔ واللہ سبحانہ اعلم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ
سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی شخص محتاج ایسا ہی
کہ اُسپر حج فرض نہین ہوا اور اُس شخص مذکور سے کوئی حج فرض نیابۃً کروالے خواہ
میّت کی طرف سے خواہ آپ معذور ہی حج کرنے سے تو اپنی طرف سے تو یہ حج کروانا
شخص مذکور سے درست ہی یا نہین بینوا توجروا۔ **الجواب** ہو الموفق للصواب
صورت مسئول عنہا مین جبکہ شخص مذکور سے حج نیابۃً کسی نے کروایا تو اس مین فقہاء
کا اختلاف ہی بعض کہتے ہین کہ مکروہ ہی ایسا حج اور بعض کے نزدیک بلا کراہیت جائز ہی
قال فی الدر المختار فجاز حج الصرورۃ) وقال علیہ فی رد المحتار قال فی النہج
النجاۃ لابن حمزۃ النقیب بعد ما ذکر کلام البحر اقول وظاہرہ یفید ان الصرورۃ
الفقیر لا یجب علیہ الحج بدخول مکۃ وظاہر کلام البدائع باطلاقہ الکراہۃ
ای فی قولہ یکرہ احجاج الصرورۃ لانہ تارک فرض الحج یفید انہ یصیر بدخول
مکۃ قادراً علی الحج عن نفسہ وان کان وقتہ مشغولا بالحج عن الآمر وھی واقعۃ
الفتوی فلیتامل اھ قلت وقد افتی بالوجوب مفتی دار السلطنۃ العلامۃ
ابو السعود وتبعہ فی سکب الانہر وکذا افتی بہ السید احمد بادشاہ والف
فیہ رسالۃ وافتی السید عبد الغنی النابلسی بخلافہ والف فیہ رسالۃ
لانہ فی ھذا العام لا یمکنہ الحج عن نفسہ لان سفرہ بمال الآمر فیحرم عن
الآمر ویحج عنہ وفی تکلیفہ بالاقامۃ بمکۃ الی قابل لیحج عن نفسہ ویترک

عیالہ بیلدہ حرج عظیم وکذا فی تکلیف بالعود وھو فقیرحرج عظیم ایضا ولما مافی البدائع فاطلاقہ الکراھتہ المنصرفتہ الی التحریم یقتضی ان کلامہ فی الضرورۃ الذی تحقق الوجوب علیہ من قبل کما یفیدہ ما مر من الفتح انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد العجیب محمد ریاست علی عفی عنہ۔

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین ان چند سوالات کے جواب مین اول یہ کہ لفظ ظاہر کی تشریح مطلوب ہی کہ جو آیت کریمہ مین واقع ہی ہو الاول والآخر والظاہر والباطن دوسرے یہ کہ قرآن شریف مین اللہ تعالی نبی کریم کی نسبت فرماتا ہی ووجدک ضالا فھدی جس کے معنی یہ ہوئے کہ ہمنے تمکو گمراہ پایا پس ہدایت کی نعوذ باللہ من ذلک اس سے یہ ظاہر اور ثابت ہوتا ہی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راہ حق سے بھٹکنے تھے اس آیت کی تفسیر اطمینان بخش ہونا چاہیے تیسرے یہ کہ انبیا علیہم السلام سے گناہ صادر ہوتا ہی یا نہین اگر صادر ہوتا ہی تو قرآن شریف سے اسکا ثبوت چاہیے اور اگر گناہ صادر نہین ہوتا تو پھر واستغفر لذنبک کے کیا معنی ہوئے ایک جگہ قرآن شریف مین اللہ تعالی یون فرماتا ہی کہ اگر کفار اور مشرکین کے معبود سب کے سب اکٹھے ہوجاوین تو بھی ایک مکھی پیدا نہین کر سکتے اور پھر دوسری جگہ یون فرماتا ہی کہ حضرت عیسے علیہ السلام چڑیان پیدا کرتے تھے اور مُردے زندہ کرتے تھے ان دونون آیتون مین تطبیق کس طرح ہوگی اور نیز اعتراض بھی وارد ہوتا ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام تو مُردے زندہ کرتے تھے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے حق مین ارشاد ہوتا ہے انک لا تسمع الموتی تو فضیلت کسکی ثابت ہوئی اس کا شافی جواب مطلوب ہی پانچوین یہ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے وقت وفات اپنی کے فرمایا کہ قلم اور دوات لاؤ تاکہ مین تمھین کچھ لکھدون تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قلم دوات نہ دینے دیا بلکہ بروایت بخاری ثابت ہی کہ انھون نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نسبت کہا کہ وہ ہذیان مین ہین اب دریافت طلب یہ امر ہی کہ انبیا علیہم السلام سے بھی ہذیان صادر ہوتا ہی یا نہین اگر ہوتا ہی تو اُن مین اور عام آدمیون مین کیا فرق ہوا اور پھر ممکن ہی کہ ہذیان مین

اُن سے کلمات کفر بھی صادر ہون اسلیے کہ ہذیان مین حواس صحیح نہین رہ سکتے اور اگر نہین صادر ہوتا ہی تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گناہگار اور حکم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والے ہوئے یا نہین اگر نہین ہوئے تو کیون۔ بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول کا یہ ہی کہ لفظ ظاہر کی تشریح یہ ہی کہ ظاہر سے مراد یہ ہی کہ ظاہر ہی ساتھ ادلّہ کے اوپر اُسکے یعنی حق سبحانہ تعالی کے ظہور کی بہت سی ادلّہ ہین کہ اُن ادلّہ پر نظر کرے تو حق سبحانہ تعالی مخفی نہین۔ فی تفسیر الجلالین علی قولہ تعالی والظاہر بالادلۃ علیہ انتہی اور نیز تفسیر حسینی مین ہی وآشکار وجود بکثرت دلائل انتہی اور معنی اس لفظ کے اہل معنی ومذاق باطنی رکھنے والون کے نزدیک یہ ہین کہ تمام مخلوق ماسوی اللہ تعالی مثل ظلال وعکوس کے ہی جیسے آفتاب کا عکس چند آئینون مین پڑکے بہت سے آفتاب نظر آتے ہین اور حقیقت مین وجود اصلی ایک آفتاب کا ہوتا ہی پس ظاہر اصل مین وہی ایک وجود آفتاب کا ہی اور عکس کا وجود ظلّی اور مجازی ہی اور اسی طرح وجود حقیقی حق تعالی کا ہی اور وجود ماسوی اللہ تعالی کا ظلّی اور مجازی ہی پس درحقیقت ظہور حق سبحانہ تعالی کا ہی مگر جو کور باطن ہین اُنکے نزدیک مخفی ہے جواب سوال دوسرے کا یہ ہی کہ ووجدک ضالا فہدی کے معنی چند مفسرین نے بیان فرمائے ہین یعنی مراد ضال سے اس جگہ ضال عن الشریعہ ہی یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اول شریعت کے نازل کرنے سے تم ضال عن الشریعہ تھے کبھی عبادت تم شریعت ابراہیمی پر کرتے تھے اور بعض کے نزدیک عبادت الٰہی قبل نزول قرآن کے اپنی رائے سے کراکرتے تھے تو اُسکو حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہی کہ تھے تم ضال شریعت سے اب ہم نے تم کو اُس سے آگاہ کردیا پس راہ حق سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھٹکنا ثابت نہوا گمراہ کفار اور مشرکین کہلائے جاتے ہین اور اہل توحید ومعرفت گمراہ نہین کہلائے جاتے بلکہ ضال ہونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شریعت جدیدہ سے ہوا اور اس مین کوئی نقصان نہین جملہ نبی قبل نازل ہونے وحی کے باین معنی ضال تھے اور یہ نقصان نہین نقصان یہ ہی کہ ضال عن التوحید والمعرفۃ ہو یا ضال سے مراد اس جگہ گم ہونا مکّہ کے راستہ سے ہی کہ جس وقت

حلیمہ سعدیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنکے جدامجد کے پاس لاتی تھین اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رستہ مین گم ہوگئے تھے کہ جس کا قصہ معروف اور مشہور ہی کما فی تفسیر الجلالین ووجدک ضالا عما انت علیہ الان من الشریعة انتہی آور تفسیر حسینی مین ہو اس آیت کریمہ کی تفسیر مین ویافت ترا خداوند کریم راہ گم کردہ بر در دروازہ مکہ وقتیکہ حلیمہ دایہ ترا آوردہ بود تا بجدو مادر تو سپاردپس راہ نمود ترا با آنکہ جدّت را بر سر تو رسانید یا در راہ شام وقتیکہ با میسرہ بہ تجارت رفتہ بودی وشتر تو از راہ منحرف شد جبرئیل علیہ السلام فرستادم تا زمام شتر تو گرفتہ بار اہ آورد و یا راہ نیافتہ بودی بعلم واحکام ترا بآن راہ نمود و در حقایق سلمی مذکورست کہ ترا یافت مستغرق در بحر معرفت ومحبت بر تو منت نہاد بمقام قرب رسانید انتہی۔ آور اسی طرح مدارج النبوة مین تشریح اور تفصیل اس آیت کریمہ کی موجود ہی فلا اشکال جواب سوال تیسرے کا یہ ہی کہ انبیا علیہم السلام معصوم ہین گناہ صغیرہ اور کبیرہ سے کما قال فی الفقہ الاکبر وشرحہ للملا علی القاری والانبیاء علیہم السلام کلہم منزہون ای معصومون عن الصغائر والکبائر ای من جمیع المعاصی والکفر انتہی وایضا فی شرح الفقہ الاکبر ثم ہذہ العصمة ثابتة للانبیاء علیہم السلام قبل النبوة وبعدہا علی الاصح انتہی پس جبکہ انبیا علیہم السلام سے حسب تفصیل مافوق گناہ صادر نہین ہوتا اور معصوم ہین تو پھر استغفر لذنبک کے معنی یہ ہین استغفر لذنب امتک کذا فی مدارج النبوة وغیرہ علم بلاغت مین ایجاز واطناب وحذف وذکر بھی بلاغت کلام سے ہی پس بعض جگہ حذف مناسب ہوتا ہی تو اُس جگہ حذف موافق قاعدہ بلاغت کے مناسب ہی آور نیز جائز ہی کہ مراد اس جگہ استغفار سے استغفار عن الزلة ہو آور نیز ممکن ہی کہ استغفار حالت سابقہ سے ہو یعنی چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت آخری حالت اولی سے بہتر تھی چنانچہ حق سبحانہ ارشاد فرماتا ہی وللآخرة خیر لک من الاولی پس مراد استغفار سے استغفار حالت اولی سے ہو آور نیز استغفار ترک اولی سے ہو چنانچہ روح البیان مین ہی وہو کل مقام عال ارتفع علیہ السلام عنہ الی اعلی وما صدر عنہ علیہ السلام من ترک الاولی عبر عنہ بالذنب نظرا الی منصبہ الجلیل کیف لا و حسنات الابرار سیات للمقربین وارشاد لہ الی التواضع وہضم النفس و

استقصاء العمل انتہی جواب سوال چہارم کا یہ ہی کہ کفار اور مشرکین کی معبود سب اکٹھے
ہو جاوین تو بھی ایک مکھی پیدا نہین کر سکتے یہ قرآن مین نظر نہین آیا البتہ یہ قرآن مین ہی کہ مکھی انکو
بتون سے کچھ چھین لے تو اُسکو وہ بُت مکھی سے چھڑا نہین سکتے ہان مفاد قرآن مین ہی کہ معبود
مشرکین اور کفار کے کہ جو بُت ہین وہ کچھ پیدا نہین کر سکتے اور عیسی علیہ السلام کا چڑیان پیدا
کرنا اور مُردے زندہ کرنا باذن حق سبحانہ تعالیٰ تھا اور نیز عیسی علیہ السلام کے واسطے مفسرین
نے یہ بات ثابت کی ہی کہ تصویر چڑیا کی بناتے تھے اور جان اُس مین اللہ جل شانہ ڈالتا تھا
چنانچہ قرآن مجید مین باذن اللہ کا لفظ موجود ہی تفسیر جلالین وغیرہ مین ہی اخلق اصور لکم من
الطین کھیئۃ الطیر فیکون طیرا باذن اللہ واحیي الموتی باذن اللہ انتہی وفی
روح البیان علی قولہ اصور ای اشکل واقدر لانہ ثبت ان العبد لا یکون
خالقا بمعنی التکوین والابداع فوجب ان یکون بمعنی التصویر والتقدیر انتہی
پس نفی قرآن مین خالقیت کے جملہ افراد سے جو ماسوے اللہ ہین ہوئی مگر انبیا سے تصویر بنانا
اور اُس مین جان پڑنا ساتھ اذن اللہ تعالیٰ کے بطور معجزہ کے ثابت ہی فوضح الفرق اور جو کہ
ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق مین ارشاد ہوتا ہی کہ انک لا تسمع الموتی تو مراد
سماع سے اس جگہ سماع قبول ہی اور مراد موتی سے کفار ہین یعنی ای نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
تو یقینی کفار کو کہ وہ اصل مین مُردہ ہین سماع قبول نہین کرا سکتا چنانچہ تفسیر جلالین مین ہی
اس آیت کریمہ کی تفسیر مین سماع افہام وقبول انتہی اور روح البیان مین ہی فانک لا تسمع
الموتی) ھذہ الایۃ واردۃ فی حق الکفار وقطع الطمع للنبی صلی اللہ علیہ وسلم
فی ھدایتہم فان کونہم کالموتی موجب لقطع الطمع وانما شبھوا بالموتی لعدم
انتفاعہم بما یتلی علیہم من الآیات والمراد المطبوعون علی قلوبہم فلا یخرج ما فیہا
من الکفر ولا یدخل ما لم یکن فیہا من الایمان انتہی جواب سوال پنجم کا یہ ہی کہ حدیث
کے الفاظ یہ ہین جو باب العلم مین صحیح بخاری کے وارد ہی قال ائتونی بکتاب اکتب
کتابا لا تضلوا بعدہ قال عمران النبی صلی اللہ علیہ وسلم غلبہ الوجع وعندنا کتاب
اللہ حسبنا انتہی تیسیر القاری مین اسکی تحقیق یون کی ہی حق آنست کہ حقیقت حال

مبہم ست معلوم می شود کہ چہ می خواستند بنویسند و بیدا دور نیست کہ گفتہ شود کہ ظاہر افحوای حال
آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میخواست کہ بتجدید تنصیصی نماید بر ضروریات دین و
استقامت بر اوامر و نواہی و اطاعت اولو الامر و حفظ حرمت اہل بیت نبوت کہ جمعی بعدم
رعایت این امور از جادۂ صراط مستقیم بیرون خواہند افتاد این ہمہ چون از کتاب اللہ بتاکید
و تفصیل معلوم شدہ عمر رضی اللہ عنہ بنور فراست خدائی داد و رائے صائب دریافتہ کہ
مقصود آنحضرت (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) ہمین خواہد بود بقوتی و استقلالی کہ در تثبیت و اجرای
احکام و تہمت ضروری دران نداشتہ بتصدیع آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) راضی نشد
بقرینہ مقام کہ در ہمین حال ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ را امر خلافت و امامت نماز فرمودہ و
ہمہ اصحاب اقتدا بوی کردند بطریق دال ست بر خلافت کبری اور قسطلانی نے بھی یہی
توجیہ اس حدیث کی ارقام فرمائی ہی پس اس بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر کوئی اعتراض
نہین چنانچہ تیسیر القاری مین ہی ہمین حدیث را کہ مؤلف در کتاب الجہاد در باب ھل
یستشفع الی اھل الذمۃ باسناد دیگر از ابن عباس رضی اللہ عنہ آوردہ صریح ست
در انکہ این اعتراض بر جمعی ست کہ باعث بر کتابت بودند قال دعونی فالذی انا فیہ
خیر مما تدعونی الیہ اھ فرمود جمعی را کہ باعث بودند بگذارید مرا آنچہ من درانم از مراقبہ
حق و آمادگی لقائے خدا بہتر ست از آنچہ میخوانید مرا بآن کتابت انتہی پس حضرت عمر
رضی اللہ عنہ گناہگار اور مخالفت کرنے والے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ ہوئی اور بھی
اُس مین ہی ظاہر ست کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) رائے عمر (رضی اللہ عنہ) را پسندیدہ و بر جمعی
کہ باعث بر کتابت بودند اعتراض کردہ است انتہی اور اگر زیادہ تفصیل اسکی چاہو تو تیسیر القاری
وغیرہ مین خوب صورت سے کی ہی اور یہ جو سائل نے لکھا ہی کہ بروایت بخاری ثابت ہی کہ انھون
نے یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا کہ وہ ہذیان
مین ہین بالکل غلط اور خلاف واقع ہی کیونکہ یہ حدیث صحیح بخاری مین دو جگہ پر واقع ہی ایک جگہ
کتاب العلم مین دوسری جگہ کتاب الجہاد مین تو دونون جگہ لفظ ہذیان کا نہین البتہ جو حدیث
کہ کتاب الجہاد مین مجمل طور پر منقول ہی اُس مین فقالوا اھجر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) الخ

لکھا ہی تو اس لفظ اہجر کے محشیون نے چند معنی لکھے ہیں بعض نے ہذیان مراد لیا ہی پس اگر تسلیم بھی کر لیا جاوے کہ اہجر کے معنی اس جگہ ہذیان کے ہین تب بھی سائل کا مدعا حاصل نہین اسلیے کہ اس لفظ کے قائل دیگر صحابہ کرام تھے نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چنانچہ لفظ فقالوا سے صاف ظاہر ہی اور بر تقدیر قول دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تعین ہذیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کلمات کفر سے محفوظ اور معصوم ہین کما مر سابقا من الفقہ الاکبر۔ اور جس بات مین وحی نازل نہین ہوئی اور احکام شرعیہ مین سے نہین ہین تو اُس مین خطا نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے جائز ہی مگر اسپر اجماع ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس خطا پر قائم نہین رہتا بلکہ حق سبحانہ تعالے اُسکو خطا پر اطلاع فرما دیتا ہی چنانچہ عمدۃ القاری مین ہی اکثر العلماء علی انہ یجوز الخطاء فیما لم ینزل علیہ واجمعوا کلھم علی انہ لا یقر علیہا انتہی پس اس تقریر او تحریر سے فرق نبیون علیہم السلام اور عوام آدمیون مین بھی ظاہر ہو گیا کما لا یخفی علی من لہ ادنی تامل فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم واکمل۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ۔

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ تارک سنت نبوی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم گناہگار ہی یا نہین بینوا توجروا۔ فقط

الجواب ہو الملہم للصواب

تارک سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا عذر تساہل اور تکاسل سے کبھی کبھی ہی تو گناہ صغیرہ کا مرتکب ہی اور اگر اصرار اور مداومت ترک سنت پر ہی تو گناہ کبیرہ ہی فی شرح الفقہ الاکبر وکذا ارتکاب الحرام وترک السنۃ مرۃ بلا عذر تساھلا وتکاسلا صغیرۃ وکذا ارتکاب الکراھۃ والاصرار علی ترک السنۃ اوارتکاب الکراھۃ کبیرۃ انتہی واللہ اعلم بالصواب العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ۔

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ یہ جو اشہد ان محمدا رسول اللہ کہتے وقت مؤذن کے اول مرتبہ مین یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہین اور دوسری مرتبہ مین قرۃ عینی بک یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہین اور دونون انگوٹھے اپنی آنکھون پر وقت کہنے ان کلمات مذکورہ کے رکھتے ہین یہ جائز ہی یا ناجائز بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

انگوٹھے اپنی آنکھوں پر رکھنا وقت کہنے کلمات مذکورہ کے جیسا کہ سائل نے ذکر کیا ہے
جائز ہے قال فی الزلالین ثم ان للصلوٰۃ والتسلیمات مواطن فمنہا ان یصلی عند
سماع اسمہ الشریف فی الاذان قال القہستانی فی شرحہ الکبیر نقلا عن کنز العباد
اعلم انہ یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشہادۃ الثانیۃ صلی اللہ علیک
یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وعند سماع الثانیۃ قرۃ عینی بک یارسول
اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ثم یقال اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفر
الابہامین علی العینین فانہ صلی اللہ علیہ وسلم قائد لہ الی الجنۃ انتہی
وحضرت شیخ امام ابوطالب محمد بن علی المکی رفع اللہ درجتہ در قوت قلوب روایت کردہ از
ابن عیینہ کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام بمسجد درآمد و ابوبکر رضی اللہ عنہ ظفر ابہامین چشم خود را مسح
کرد و گفت قرۃ عینی بک یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وچون بلال رضی اللہ عنہ از اذان
فراغتی روئے نمود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ ایا بکر ہر کہ بگوید انچہ تو گفتی
از روئے شوق بلقائی من و بکند انچہ تو کردی خدائے درگذارد گناہان ویرا انچہ باشد نو و کہنہ
خطا و عمد و نہان و آشکارا و در مضمرات برین وجہ نقل کردہ وقال علیہ السلام من سمع اسمی
فی الاذان فقبل ظفری ابہامیہ ومسح علی عینیہ لم یعم ابدا قال الامام السخاوی
فی المقاصد الحسنۃ ان ہذا الحدیث لم یصح فی المرفوع والمرفوع من الحدیث
ہو ما اخبر الصحابی عن قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی شرح الیمانی
ویکرہ تقبیل الظفرین ووضعہما علی العینین لانہ لم یرد فیہ والذی ورد فیہ
لیس بصحیح انتہی یقول الفقیر قد صح من العلماء تجویز الاخذ بالحدیث الضعیف
فی العملیات فکون الحدیث المذکور غیر مرفوع لا یستلزم ترک العمل بمضمونہ
وقد اصاب القہستانی فی القول باستحبابہ وکفانا کلام الامام المکی فی کتابہ
فانہ قد شہد الشیخ السہروردی فی عوارف المعارف بوفور علمہ وکثرۃ حفظہ
وقوۃ حالہ وقبل جمیع ما ورد فی کتابہ قوت القلوب انتہی ملخصا من روح
البیان واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ گاؤمیش یعنی بھینس کی قربانی جائز ہی یا نہین اور زکوۃ اُسکی کس پر قیاس کی جاوے گی۔ بینوا توجروا۔ فقط

الجواب ومنہ التوفیق الی الصواب

گاؤمیش کی قربانی جائز ہی اور زکوۃ اُسکی گائے بیل پر قیاس کی جاویگی قال فی رد المحتار والجاموس ھو نوع من البقر کما فی المغرب فھو مثل البقر فی الزکاۃ والاضحیۃ انتھی۔ واللہ سبحانہ اعلم بالصواب۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ جو حضرت قبلہ مولوی محمد ارشاد حسین صاحب رامپوری قدس سرہ سورۂ اقرأ نماز عشا مین تلاوت فرماتے مگر سجدۂ تلاوت نہین کیا کرتے تھے کس بنا پر تھا بیان فرماؤ اجر پاؤ۔

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین سجدۂ تلاوت ترک کرنا اس بنا پر تھا کہ یہ سورۂ مذکورہ اگر نماز مین پڑھی جاوے تو رکوع کرتے ہین اگر نیت سجدۂ تلاوت کی کر لی جاوے تو وہ رکوع سجدہ تلاوت کی عوض مین ہو جاتا ہی یعنی سجدۂ تلاوت کی پھر حاجت دوبارہ نہین پڑتی دوسرے یہ کہ اگر آیت سجدہ کی نماز مین پڑھی اور فوراً رکوع کر کے سجدہ کر لیا تو گو نیت سجدۂ تلاوت کی نہ کی جاوے وہ سجدۂ صلاۃ ہی تلاوت کے واسطے کافی ہو جاتا ہی کما قال فی الدر المختار وتؤدی برکوع صلاۃ اذا کان الرکوع علی الفور من قراءۃ آیۃ او اٰیتین وکذا الثلاث علی الظاھر کما فی البحر ان نواہ ای کون الرکوع لسجود التلاوۃ علی الراجح وتؤدی بسجودھا کذلک ای علی الفور وان لم ینو بالاجماع انتھی واللہ سبحانہ اعلم

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ اطلاق رب کا سوا خدا کے دوسرے شخص پر بغیر اضافت کے جائز ہی یا نہین۔ بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

استعمال اور اطلاق رب کا سوائے خدا عزوجل کے دوسرے پر بغیر اضافت کے اکثر

علما کے نزدیک جائز نہیں فی تفسیر ابن کثیر و لایستعمل الرب لغیر اللہ الا بالاضافة
تقول رب الدار و رب هذا و اما الرب فلا یقال الا للہ عز و جل انتہی و فی
التفسیر روح المعانی و یطلق ایضا علی الخالق و السید و المالک و المنعم و المصلح
و المعبود و الصاحب الا انه المشهور کونه بمعنی التربیة لا یطلق لغة علی غیره
تعالی اطلاقا مستفیضا الا مقیدا یا الاضافة و روی الشیخان و لا یقل احد
ربی و لیقل سیدی و مولای و اجابوا عن قول یوسف علیه السلام ارجع
الی ربك و انه ربی و نحوه مثل و شرواله سجد المخصوص جواز بزمانه انتہی
ملخصا و اللہ سبحانه اعلم و علمه اتم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ جو دستور ہے کہ آب زمزم سے
کفن مردہ کو تر کرتے ہیں یا ستر کعبہ تبرکاً کفن میں شامل کردیتے ہیں اسکی سند کسی کتاب
معتبر سے ہے تو بیان فرماؤ اجر پاؤ۔

الجواب ومنه التوفیق الی الصواب

کفن مردے کا آب زمزم سے تر کرنے کا ثبوت اور سند اسی طرح کعبہ کے غلاف کو کفن
میں شامل کردینے کی سند اور ثبوت کتب معتبرہ سے ہے فی التفسیر روح البیان قال
فی الاسرار المحمدیة لو وضع شعر رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم او عصاه او سوطه
علی قبر عاص لنجا ذلك العاصی ببرکات تلك الذخیرة من العذاب و من
هذا القبیل ماء زمزم و الکفن المبلول به و بطانة استار الکعبة و التکفن
بها انتہی و اللہ سبحانه اعلم و علمه اتم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس باب میں کہ اول قرض
حسنہ دینا کیسا ہے دوسرے یہ کہ قرض مذکور کا کسقدر ثواب ہے تیسرے یہ کہ ایسے شخص
عزت دار کو خاص کردینا اور ایسے موقع پر دینا کہ اسکی توہین ہونی ہو بچیوا تو جروا۔

الجواب وہو الموفق للصواب

سوال اول کا جواب یہ ہے کہ قرض حسنہ دینا بہت بڑا ثواب ہے حق سبحانہ تعالی ارشاد

فرمایا ہو واقرضوا اللہ قرضا حسنا وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند
اللہ ھو خیرا و اعظم اجرا جواب سوال دوسرے کا یہ ہی کہ تفاسیر کی کتابون مین
سات سو تک [illegible] سے زائد ثواب لکھا ہی اور بعض تفاسیر مین بیحد اور غیر متناہی ثواب لکھا
ہے تفسیر جلالین مین اس آیت کریمہ کی تفسیر مین من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا
فیضعفہ [illegible] اضعافا کثیرۃ لکھا ہی واما قولہ فیضعفہ لہ اضعافا کثیرۃ فانہ
عند [illegible] مقرضہ ومنفق مالہ فی سبیل اللہ من اضعاف الجزاء
لہ [illegible] لانهاية انتہی اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ اسکے
[illegible] ہی کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی نہین جانتا حدثنی موسی بن
ھارون [illegible] قال حدثنا اسباط عن السدی من ذا الذی یقرض
اللہ [illegible] فیضعفہ لہ اضعافا کثیرۃ قال التضعیف لا یعلم سواہ
انتہی [illegible] فی تفسیرہ جواب سوال تیسرے کا یہ ہی کہ اس طرح سے قرض
دے [illegible] کو ایذا نہ ہو اور ریا اور سمعہ نہ ہو بلکہ یہ قرض دینا خاص لوجہ اللہ تعالے
ہو چنانچہ تفسیر جامع البیان مین ہی اس آیت کریمہ کی تفسیر مین ومعنی کونہ حسنا حلالا
خالصا لا یختلط بہ الحرام ولا یشوبہ ولا اذی ولا یفعلہ ریاء وسمعۃ وانما
یفعلہ خالصا لوجہ اللہ تعالی انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم المجیب

سوال کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ اورنگ آباد
مین بعض حوضین ایسی ہین کہ دہ ڈھائی گز کی عرض کی ہین اور طول ان کا قریب بیس اور
پچیس ۲۵ گز کے ہوتا ہی وہ نہر جاری کے حکم مین ہین یا نہین اور حوض مثلث اور مدور کتنی
بڑی ہو تو حکم دہ در دہ مین ہی۔ بینوا توجروا۔ فقط

الجواب ہو الموفق للصواب

اگر طول اور عرض حوض کا ایسا ہو کہ مربع کیا جاوے تو وہ دہ در دہ ہو جاوے تو اس

حوض سے وضو جائز ہی اور وہ حکم دَہ در دَہ مین ہی تو بنا بران صورت مسئول عنہا مین جو کہ
اورنگ آباد مین حوضین ایسی ہین کہ دو ڈھائی گز کے عرض کی اور طول اُن کا قریب بیس ۲۰
اور پچیس ۲۵ گز کے ہوتا ہی تو وہ نہر جاری کے حکم مین نہین ہین البتہ کم سے کم چالیس ۴۰ گز کا طول
اور ڈھائی گز کا عرض ہونا چاہیے تب نہر جاری کے حکم مین ہوگی اور اس مقدار سے کم
مقدار مین نہر جاری کے حکم مین نہ ہوگی فی الدر المختار ولو له طول لا عرض لکنہ یبلغ
عشرا فی عشر جاز تیسیرا انتہی وقال فی رد المحتار علی قوله لکنہ یبلغ الخ)
کان یکون طوله خمسین وعرضہ ذراعین مثلا فانہ لو ربع صار عشرا فی
عشر انتہی وایضا قال علی قوله جاز تیسیرا) ای جاز الوضوء منہ بناء علی
نجاسة الماء المستعمل والمراد جاز وان وقعت فیہ نجاسة انتہی اور اگر
حوض مدور ہو تو دَور اُس کا چھتیس ۳۶ گز کا ہونا چاہیے اور اگر حوض مثلث ہو تو دَور اُس کا
ہر جانب سے پندرہ گز اور ربع و خمس گز سوت کے گز سے کہ وہ بقدر سات مشت کے
ہے ہونا چاہیے تب وہ حکم مین دَہ در دَہ کے ہوگی فی الدر المختار وفی المدور بستة
وثلاثین وفی المثلث من کل جانب خمسة عشر وربعا وخمسا بذراع الکرباس انتہی
وقال فی رد المحتار علی قوله وفی المدور بستة وثلاثین) ای بان یکون
دوره ستة وثلاثین ذراعا وقطره احد عشر وخمس ذراع ومساحتہ
ان تضرب نصف القطر وهو خمسة ونصف وعشر فی نصف الدور
وهو ثمانیة عشر یکون مائة ذراع واربعة اخماس ذراع انتہی وایضا قال
علی قوله وربعا وخمسا) فی بعض النسخ وخمسا بالواو ولا بالواو وهی الاصوب
انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ
سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ رباعیات یعنی جو چار رکعت والی
سنتین مؤکدہ ہین جیسے چار رکعت سنت قبل ظہر وقبل جمعہ و چار رکعت بعد جمعہ انکے

علاوہ اور جو نوافل چار رکعت کی نیت سے پڑھے اُس مین قعدہ اولی مین درود شریف اور رکعت تیسری کے شروع مین سبحانک اللھم الخ پڑھے یا نہین بینوا توجروا فقط۔

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین علاوہ سنن رواتب کے چار رکعت والی نماز مین جو نفل ہین قعدہ اولی مین درود شریف پڑھے اور تیسری رکعت کے شروع مین سبحانک اللھم الخ بھی پڑھے فی الدر المختار ولا یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القعدۃ الاولے فی الاربع قبل الظہر والجمعۃ وبعدھا وفی الباقی من ذوات الاربع یصلے علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویستفتح ویتعوذ انتہی ملخصا وایضا فیہ فی الجلد الخامس فی السنن الرواتب لا یصلے ولا یستفتح قال فی رد المحتار علی قولہ فی السنن الرواتب) وھی ثلاثۃ رباعیۃ الظہر ورباعیۃ الجمعۃ القبلیۃ والبعدیۃ وھذا ھو الاصح لانھا تشبہ الفرائض واحترز بھا عن الرباعیۃ المستحبات والنوافل فانہ یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القعدۃ الاولی ثم یقرء دعاء الاستفتاح افادہ ط انتہی وفی الحموی والنوافل التی یصلیھا اربعا فان فی القعدۃ الاولی منھا یصلی وفی الشفع الثانی یأتی بالثناء والتعوذ اتفاقا انتہی واللہ سبحانہ اعلم۔

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ نماز مین کتنا فاصلہ درمیان صفوف کے ہو تو قباحت نہین بینوا توجروا۔

الجواب ہو الموفق للصواب

جماعت والی نماز مین اگر مسجد مین پڑھی جاوے تو بلا اتصال صفوف اقتدا صحیح ہے اور اگر راستہ مین نماز قائم کی جاوے تو بقدر گاڑی چلنے کے مخل اقتدا ہے اور کم گاڑی سے

فاصلہ ہو تو اقتدا درست ہی اگر جنگل مین نماز پڑھی جاوے تو بقدر دو صف کے فاصلہ ہو تو اقتدا صحیح نہ ہوگی فی الحموی فناء المسجد کالمسجد فیصح الاقتداء وان لم تتصل الصفوف المانع من الاقتداء طریق تمر فیہ العجلۃ او نہر تجری فیہ السفن او خلاء فی الصحراء یسع صفین والخلاء فی المسجد لا یمنع وان وسع صفوفا لان لہ حکم بقعۃ واحدۃ انتہی واللہ سبحانہ اعلم۔

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ مین کہ جن مقامات پر آریہ سماج یا روافض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام سے بدظنی پھیلاتے ہون وہان پر ہر امکانی طریقے سے حفظا للعقائد آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مناقب اور محامد واقف کرنا اور نیز صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کے مناقب سے واقف کرنا کیسا ہی۔

دوسرا سوال یہ ہی کہ جو شخص بپاس خاطر مخالفین یہ کہکر باز رکھے کہ اگر تم تعریف صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کرو گے تو وہ مخالفین دل مین برا کہین گے تو ایسے شخص کی اتباع اس امر مین کرے یا نہین اور اس سے قطع تعلق کرے یا نہین بینوا توجروا۔

الجواب ہو الموفق للصواب

جواب سوال اول کا یہ ہی کہ جن مقامات پر آریہ سماج اور روافض آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے بدظنی پھیلاتے ہون وہان ہر امکانی طریقہ سے حفظاً للعقائد آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مناقب اور محامد واقف اور نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مناقب سے واقف کرنا واجب ہی کما قال اللہ تعالی تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان مگر بشرطیکہ خوف فتنہ اور فساد کا ایسا نہ ہو کہ باعث ہتک اسلام اور زیادتی ذنوب کا ہو فی روح البیان وروی عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من قوم عملوا

بالمعاصی وفیہم من یقدر ان ینکر علیہم فلم یفعل الا یوشك ان یعمہم اللہ بعذاب من عندہ انتہی وعن ابی سعید الخدری انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلك اضعف الایمان انتہی ثم ذکروا لہ شرائط ان یکون ذلك تحت قدرتہ وان لا یکون موجباً للفتنۃ والفساد وزیادۃ الذنوب کما صرح بہ المواقف انتہی جواب سوال دوسرے کا یہ ہے کہ جو شخص بپاس خاطر مخالفین باوجود قدرت اور عدم خوف مفسدہ یہ کہکر باز رکھے کہ اگر تم تعریف کروگے تو وہ مخالفین دل میں برا کہیں گے تو ایسے شخص کی اقتدا نہ کرے اور اس سے انقطاع تعلق کرے اسلیے کہ وہ مداہن فی الدین ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحشر یوم القیامۃ ناس من امتی من قبورہم الی اللہ صورۃ القردۃ والخنازیر بما داہنوا اہل المعاصی وکفوا عن نہیہم وہم یستطیعون فلا بد من توطین النفس علی الصبر وتقلیل العلائق وقطع الطمع عن الخلائق حتی تزول عنہ المداہنۃ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال ما قولکم ایہا العلماء الکرام رحمکم اللہ وبلغکم الی غایۃ المرام فی وصف الخلفاء الراشدین بصیغۃ او مجتمعاً نثراً ونظماً خصوصاً فی مقابلۃ الروافض واظہاراً للبیان وصرف الناس فی عشر المحرم عما کانوا یتعاطونہ من بدع الروافض والتغنی بالمراثی فی ذکر شہداء الکربلاء المشتملۃ علی المفتریات جائز ام لا بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ

واصحابه المقربين اعلم ان وصف الخلفاء الراشدين رضوان الله تعالے
علیہم اجمعین فی نفسه امر مستحسن قال الله سبحانه فی وصفہم اشداء
علی الکفار رحماء بینہم ترٰہم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من الله ورضواناً
سیماهم فی وجوههم من اثر السجود ذلك مثلهم فی التورٰة ومثلهم فے
الانجیل الآیة وایضا ورد فی مناقب الخلفاء الراشدین احادیث لا تحصی
منها ما فی الصحیح البخاری عن محمد بن الحنفیة قال قلت لابی ای الناس خیر
بعد النبی صلے الله علیه وسلم قال ابوبکر قال قلت ثم من قال عمر الحدیث
وفی ابن ماجة عن عبد الله بن سلمة قال سمعت علیاً یقول خیر الناس بعد
رسول الله صلی الله علیه وسلم ابوبکر وخیر الناس بعد ابی بکر عمر انتہی
وایضا فی البخاری عن ابن عمر قال کنا نخیر بین الناس فی زمان رسول
الله صلی الله علیه وسلم فنخیر ابابکر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان
زاد الطبرانی فیسمع النبی صلی الله علیه وسلم ولا ینکره انتہی اذا عرفت
هذا فنقول فی جواب الصورة المرقومة ان الکلام الذی صار مستحسنا
وبیانه فی النظم والشعر ایضا مستحسن کما فی المشکوٰة سئل رسول الله
صلی الله علیه وسلم عن النظم فقال هو کلام حسنه حسن وقبیحه قبیح
انتہی وفی رد المحتار قال صلی الله علیه وسلم لان یمتلی جوف احدکم قیحا
خیر له ان یمتلی شعراً الا ما کان فی الوعظ والحکم وذکر نعم الله تعالی وصفة
المتقین فهو حسن انتہی وایضا وقع مثل هذا فی مثنویات الکملاء و
قصائد الفضلاء فانشاد الاشعار فی مناقب الاصحاب الکبار سواء کان
منفرداً او مجتمعاً نثراً او نظماً امر جائز بل فی مقابلة الروافض راظهار الجمال
وصرف الناس فی عشر المحرم عما کانوا یتعاطونه من بدع الروافض والتغنی

بالمراثی فی ذکر شہداء الکربلاء المشتملۃ علی المفتریات کما ھو مذکور فی السوال رغما للمنکرین وغلبۃ علی الضالین المبتدعین واجب فی الدین ویثاب علیہ من یؤیدہ بالیقین انشاء اللہ رب العلمین واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم و احکم العبد المجیب محمد ریاست علی کان لہ اللہ القوی۔

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ سنت جمعہ کے واسطے یہ الفاظ یعنی الصلاۃ قبل الجمعۃ رحمکم اللہ پکار کر کہنا درست ہی یا نہین اور تثویب جسکو فقہائے متاخرین نے مستحسن لکھا ہی وہ مخصوص بفرائض ہی یا سنن رواتب یا غیر رواتب کی واسطے بھی ہی۔ دوسرے یہ کہ زنا کی لڑکی سے زانی کا نکاح جائز ہی یا نہین بینوا توجروا

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین سنت جمعہ کے واسطے الفاظ مذکورہ کے یعنی الصلاۃ قبل الجمعۃ الخ پکارنے کے واسطے جواز اور ثبوت مین کوئی روایت دیکھنے مین نہین آئی اور تثویب جسکو فقہائے متاخرین نے مستحسن لکھا ہی وہ مخصوص بفرائض ہی اور سنن رواتب یا غیر رواتب کے واسطے نہین چنانچہ شامی مین ہی الفروض الخمسۃ تحتاج الی الاعلام اھ اور نیز تثویب واسطے اعلام غائبین کے ہی جماعت کے لیے فی رد المحتار لان التثویب لاعلام الجماعۃ وھم فی المغرب حاضرون لضیق الوقت انتہی اور سنن رواتب اور غیر رواتب مین یہ علت متحقق نہین اور نیز تثویب اعلام ثانی کو کہتے ہین۔ فی رد المحتار التثویب العود الی الاعلام بعد الاعلام انتہی پس جیسے کہ اعلام اول مین کہ اذان ہی مسنون یہ امر ہی کہ واسطے صلوٰۃ مفروضہ کے ہو نہ سنن کے۔ چنانچہ در مختار مین ہی وھو سنۃ مؤکدۃ للفرائض ولا یسن لغیرھا انتہی اسیطرح تثویب کہ مثل اذان کے ہی واسطے اعلام غائبین کے فرائض کے لیے ہی نہ سنن کے واسطے جواب سوال دوسرے کا یہ ہی کہ زنا کی لڑکی سے زانی کا نکاح جائز نہین

فی الدر المختار وحرم بالصہریۃ اصل مزنیۃ الخ وفروعھن مطلقا اھ
قال فی رد المختار علی قولہ وفروعھن) بالرفع عطفا علی اصل مزنیۃ انتہی
واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ زید اور ہندہ نے فاطمہ کا مدت
رضاعت مین دودھ پیا مگر زید اور ہندہ کے دودھ پینے کی مدت مغایر ہی یعنی ہندہ
نے فاطمہ مذکور کا دودھ مثلاً چار یا پانچ سال کے بعد پیا تو اس صورت مین نکاح زید کا
ساتھ ہندہ مذکورہ کے جائز ہی یا نہین۔ بینوا توجروا۔

الجواب اللہم وفقنی للصواب

صورت مسئول عنہا مین نکاح زید مذکور کا ساتھ ہندہ مذکورہ کے جائز نہین ہی فی الھدایۃ
وکل صبیین اجتمعا علی ثدی امرأۃ واحدۃ لم یجز لاحدھما ان یتزوج
بالاخری ھذا ھو الاصل لان امھما واحدۃ فھما اخ واخت انتہی وفی
الدر المختار ولا حل بین رضیعی امرأۃ لکونہما اخوین وان اختلف الزمن
انتہی وفی رد المختار علی قولہ وان اختلف الزمن) کان ارضعت الولد
الثانی بعد الاول بعشر سنین مثلا وکان کل منہما فی مدۃ الرضاع انتہی
واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی شخص لباس ایسا
پہنے کہ جس سے شہرت اور امتیاز لوگون مین ہو تو ایسا لباس پہننا اسکو شرعاً جائز ہی
یا نہین۔ بینوا توجروا۔ **الجواب ہو الموفق للصواب**

صورت مسئول عنہا مین اُس شخص مذکور کو ایسے لباس کا پہننا شرعاً ممنوع ہی کہ جس سے
شہرت بین الناس ہو قال فی التفسیر روح البیان قد نھی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم عن لباس الشھرۃ سواء کان من جنس الرقیق او الغلیظ لانہ اشتہا

بذلك وامتيازبه عن المسلمين وقد قال عليه السلام كن كواحد من الناس

انتهى والله سبحانه اعلم العبد المجيب محمد رياست على عفى عنه

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عالم یا کسی بزرگ کی قدمبوسی کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ بینوا توجروا۔

الجواب هو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں قدمبوسی کرنا کسی عالم یا بزرگ دین کی تعظیماً جائز ہے فی الدر المختار طلب من عالم او زاهد ان يدفع اليه قدمه ويمكنه من قدمه ليقبله اجابه انتهى وقال العلامة الشامي على قوله اجابه) لما اخرجه الحاكم ان رجلا اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ارنى شيئا ازداد به يقينا فقال اذهب الى تلك الشجرة فادعها فذهب اليها فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يدعوك فجاءت حتى سلمت على النبي صلى الله عليه وسلم فقال لها ارجعي فرجعت قال ثم اذن له فقبل راسه ورجليه

انتهى والله سبحانه اعلم وعلمه اتم العبد المجيب محمد رياست على عفى عنه

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز جنازہ سنت رواتب سے مقدم پڑھنا چاہیے یا بعد کو۔

الجواب ومنه التوفيق الى الصواب

صورت مسئول عنہا میں اوپر قول مفتی بہ کے جمعہ کی سنتوں سے اور مغرب کے بعد کی سنتوں سے تو نماز جنازہ بعد کو پڑھنا چاہیے فی الدر المختار الفتوى على تاخير الجنازة عن السنة) وقال فی رد المحتار على قوله عن السنة) اى سنة الجمعة كما صرح به هناك وقال فعلى هذا تؤخر عن سنة المغرب لانها آكد فافهم و فی الحاوی واما اهل بلخ يصلون ست ركعات بعد الجمعة ثم يصلون الجنازة وعليه الفتوى انتهى وايضا فی الدر المختار وتقدم صلوة الجنازة على الخطبة وعلى سنة المغرب وغيرها لكن فی البحر قبيل الاذان عن الحلبى الفتوى على تاخير الجنازة عن السنة اه ملخصا فقال فی الطحطاوی على قوله تاخير الجنازة عن السنة) الظاهر ان المراد من السنة سنة المغرب و جمعه

وھوان وقت المغرب المستحب ضیق وتاخیر سنۃ المغرب مکروہ کتاخیر الفرض کما تقدم فی الاوقات فکما لا تقدم الجنازۃ علی فرض المغرب لا تقدم علی سنتہا اھ حلبی انتہی اور لیکن بعض فقہا کے نزدیک مغرب کی سنتون سے قبل نماز جنازہ کی پڑھنا چاہیے چنانچہ فتح القدیر مین ہے اذا اجتمع بالجنازۃ بعد المغرب بدأ بالمغرب ثم بہا ثم بسنۃ المغرب انتہی و فی الصغیری ولو حضرت الجنازۃ فی وقت المغرب قدم صلوٰۃ المغرب ثم الجنازۃ ثم سنۃ المغرب وقیل یقدم السنۃ ایضا علیہا انتہی اور باقی رہین سنتین ظہر اور عشا کی اُس سے نماز جنازہ اوّل پڑھنا چاہیے۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ اگر امام فجر کی نماز مین قعدہ مین ہے اور زید آیا تو قعدہ مین امام کے ساتھ بغیر سنت پڑھے شریک ہوجائے یا اپنی نماز مع سنت علیحدہ پڑھے۔ بینوا توجروا۔ فقط الجواب ومنہ التوفیق الی الصواب

صورت مسئول عنہا مین فقہا کا اختلاف ہے لیکن شیخین کا قول اس مین یہ ہے کہ جبکہ امام قعدہ مین ہو اور زید آیا تو سنت ترک کرکے قعدہ مین امام کے ساتھ شریک ہوجائے صلوٰۃ مسعودی مین ہے اگر امام را در نماز بامداد در قعدہ اندریافت بقول محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سنت گزاردو از برای آنکہ ہر تشریفی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در تکبیر اوّل فرمودہ است در حق سنت نماز بامداد ہم چنین فرمودہ ست قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رکعتی الفجر خیر من الدنیا وما فیہا چون تکبیر اوّل را فوت کردہ است باری سنت نماز بامداد فوت نکند و ثواب سنت حاصل کند اما ابوحنیفہ وابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ گفتہ کہ بفریضہ اقتدا کند بحکم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتیتم الصلوٰۃ فاتوھا وانتم تمشون ولا تاتوھا وانتم تسعون علیکم بالسکینۃ والوقار وما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاقضوا پس بحکم حدیث فریضہ را اقتدا کند انتہی جلد اول کے صفحہ ۷ مین اسکے خلاف فتویٰ اس باب مین لکھا ہے اُس سے مین نے اب رجوع کیا۔ فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم واکمل۔

حررہ الفقیر محمد ریاست علی عفی عنہ شاہجہانپوری

یہان سے وہ فتوے لکھے جاتے ہین کہ جو مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے رد مین لکھے گئے اور حاشیہ پر مولوی رشید احمد صاحب کا بھی فتوی سطور ہی

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ کوئی شخص تین مرتبہ قل شریف یا الحمد شریف اپنے کسی وارث کو بخشے تو ثواب اسکا ہر ایک مسلمان کو پہنچانا چاہیے یا صرف اپنے وارث کو اور ہر ایک مسلمان کو سورۃ کاملہ کا ثواب ملے گا اور اُسکے ثواب مین کچھ کمی نہوگی یا سب پر تقسیم ہوکر جزوی حصہ رسدی اُسکے وارث کو ملے گا اس مین صحیح مسئلہ کیا ہی

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین صحیح اور مفتی بہ مذہب ہی کہ کل مسلمانون کو ثواب پہنچانا افضل ہی اور ہر ایک مسلمان کو سورۃ کاملہ کا ثواب ملے گا اور اُسکے وارث کے ثواب مین سے کچھ کم نہوگا فی رد المحتار وفی زکوۃ التاتارخانیۃ عن المحیط الافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لانها تصل الیهم ولا ینقص من اجره شئ وهو مذهب اهل السنۃ والجماعۃ انتهی وایضا فیه قلت لکن سئل ابن حجر المکی عما لو قرأ لاهل المقبرۃ الفاتحۃ هل یقسم الثواب بینهم او یصل لکل منهم مثل ثواب ذالک کاملا فاجاب بانه افتی جمع بالثانی وهو اللائق بسعۃ الفضل انتهی واللہ سبحانه اعلم العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنه

سوال سر کے بالون مین بوجہ گرمی کے پان کھلوانا جائز ہی یا نہین اسواسطے کہ بالون مین گرمی معلوم ہوتی ہی کھلوانے سے گرمی نکل جاتی ہی۔

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین پان کھلوانا جائز ہی فی الفتاوی العالمگیریۃ ولا باس للرجل ان یحلق وسط رأسه انتهی وفی رد المحتار وفی الذخیرۃ ولا باس ان یحلق وسط رأسه ویرسل شعره من غیر فتل وان فتله فذلک مکروه انتهی ۔ واللہ سبحانه اعلم ۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنه

سوال عرس بزرگان دین کرنا کیسا ہے۔

الجواب ھو الموفق للصواب

عرس کہ عبارت اس سے ہے کہ روز وفات کسی بزرگ کے قرآن شریف پڑھکر یا کھانا
پکوا کر یا شیرینی منگوا کر تقسیم کرکے اُس کا ثواب اُس بزرگ کو پہنچاتے ہین درست بلکہ
مستحسن ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ماثبت بالسنۃ مین عرس کے باب
مین تحریر فرمایا ہے وانما ھو من مستحسنات المتاخرین انتہی ملخصا اور نیز حضرات القدس
مین حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے حال مین لکھا ہے کہ آنحضرت ہر سال
در عرس حضرت خواجہ قدس سرہ بدہلی تشریف می بردند اما شاء اللہ انتہی اور نیز حضرت
مجدد الف ثانی قدس سرہ اپنے مکتوب دو صد وسی و سیوم جلد اول مین اور صفحہ ۲۴۴ مین
تحریر فرماتے ہین در ایام عرس حضرت خواجہ قدس سرہ عضرت دہلی رسیدہ بخاطر داشت
کہ در ملازمت علیہ نیز برسد انتہی اور نیز معمولات مظہری مین ہے وازانجاست کہ معمول حضرت
شیخ در عرس مشائخ رضی اللہ عنہم اجمعین چنین بود کہ بروز عرس گاہ در خانہ می گفتند کہ امروز
قدری در طعام معمول اضافہ باید کرد چون فقیر عادت بطعام بازار دارد ناچار بروز عرس
یک روپیہ را شیرینی از بازار طلبیدہ بیاران تقسیم میکنند انتہی اور نیز شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ
مجموعہ زبدۃ النصائح کے صفحہ ۲۴۴ مین لکھتے ہین و تلاوت قرآن و دعای خیر و تقسیم طعام
و شیرینی امر مستحسن و خوب ست باجماع علما و تعیین روز عرس برای آنست کہ آن روز
ذکر انتقال ایشان می باشد از دار العمل بدار الثواب انتہی اور نیز شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ
نے زبدۃ النصائح مین عرس کی اصلیت مین یہ حدیث نقل فرمائی ہے کان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یأتی قبور الشہداء علی رأس کل حول یقول سلام علیکم بما صبرتم
فنعم عقبی الدار وابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالی عنہم انتہی اور نیز شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی و شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہم اور انکے سوا اور بڑے بڑے علما دین
سے عرس ثابت ہے پس بدعت سیئہ اسکو کہنا یا عدم جواز اس کا ثابت کرنا خالی جہالت سے
نہین ہے اور جو جیب تفسیر مظہری کی عبارت در باب عدم جواز عرس سند مین لایا ہے اُس سے

ہرگز عرس کی ممانعت ثابت نہین ہوتی اسی سمجھ سے توان حضرت نے دین کی بربادی لگادی بلکہ اُس عبارت سے تو ممانعت اُن افعال شنیعہ کی ثابت ہوتی ہے کہ جو جہال سجدہ اور طواف وغیرہ قبرون پکرتے ہین اور اُسکا نام عرس رکھتے ہین یہ اور بات ہے یہ بلاشبہ حرام اور ممنوع ہے اسکو کون عرس کہتا ہے اور کون درست کہتا ہے اسکی حرمت مین کسکو کلام ہے عرس تو یوم الوصال ایصال ثواب کو کہتے ہین تو اُسکی ممانعت مین مجیب نے کوئی روایت یا حدیث پیش نہ کی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم واکمل۔

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال[۵] ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام۔ **الجواب ہو الموفق للصواب** ہندوستان دارالاسلام ہے اسواسطے کہ دارحرب ہونے کی تین شرطین ہین ایک یہ کہ صرف احکام اہل شرک کے اوس مین جاری ہون اور اگر احکام شرک بھی اُس مین جاری ہون اور احکام اسلام کے بھی جاری ہون تو وہ دارحرب نہ رہے گا اور دوسری شرط یہ ہے کہ اتصال اُسکا دارحرب سے ہو باین طور کہ درمیان اُن دونون شہرون کے کہ دارحرب ہین دار اسلام حائل نہ ہو اگر دار اسلام درمیان مین واقع ہوگا تو دارحرب نہ رہے گا اور تیسری شرط دارحرب ہونے کی یہ ہے کہ نہ باقی رہے کوئی مسلمان یا ذمی مامون ساتھ امان کے کہ جو اول سے اُسکو حاصل ہے اور دارحرب دار اسلام بھی ہو جاتا ہے اگر اُس مین احکام اسلام جاری ہونے لگین اور کفار اجرا احکام اسلام سے مانع نہ آوین وہ احکام اسلام نماز جمعہ ہے اور نماز عید ہے پس چونکہ ہندوستان مین اجرائے احکام مذکورہ اسلام سے کوئی مانع نہین لہذا اُسکے دار اسلام ہونے مین کچھ شبہ نہین فی الدر المختار لا تصیر دار الاسلام دار حرب الا بامور ثلاثة باجراء احکام اهل الشرک وباتصالها بدار الحرب وبان لا یبقی فیها مسلم او ذمی امنا بالامان الاول علی نفسه ودار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء احکام اهل الاسلام فیها کجمعة وعید وان بقی فیها کافر اصلی وان لم تتصل بدار الاسلام ودرر انتهی وقال فی رد المحتار علی قوله باجراء احکام اهل الشرک

فیہا) ای علی الاشتہار وان لم یحکم فیہا بحکم اہل الاسلام ہندیہ وظاہرہ
انہ لو اجریت احکام المسلمین واحکام اہل الشرک لا تکون دار حرب ط
انتہی وایضا قال علی قولہ وباتصالہا بدار الحرب) بان لا یتخلل بینہما بلدۃ
من بلاد الاسلام ہندیہ ط وایضا قال علی قولہ بالامان الاول) ای الذی
کان ثابتا قبل استیلاء الکفار للمسلم باسلامہ وللذمی بعقد الذمۃ ہندیہ
ط انتہی وایضا فی رد المحتار فی معراج الدرایۃ عن المبسوط البلاد التی فی ایدی
الکفار بلاد الاسلام لا بلاد الحرب لانہم لم یظہروا فیہا حکم الکفر بل القضاۃ
والولاۃ مسلمون یطیعونہم عن ضرورۃ او بدونہا انتہی۔ واللہ سبحانہ اعلم

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال بعض اشخاص جس وقت التحیات مین بیٹھتے ہین اول ہی سے انگشتِ شہادت اُٹھا لیتے ہین حتی کہ سلام پھیرین حالانکہ حنفیون کا یہ مذہب ہی کہ جب تشہد پر پہنچے تب اُنگلی اُٹھائے بعد مین پست کرلے اس مین صحیح قول کیا ہی اور حنفی کو کس وقت سے کس وقت تک اُنگلی اُٹھانا چاہیے اور اس مین امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کیا فرماتے ہین

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہی کہ جب لا پر پہنچے تو انگشت شہادت اُٹھائے اور الا اللہ پر رکھدے چنانچہ رد المحتار مین ہی وفی المحیط انہا سنۃ یرفعہا عند النفی ویضعہا عند الاثبات وہو قول ابی حنیفۃ ومحمد وکثرت بہ الاثار والاخبار فالعمل بہ اولی انتہی اور صغیری مین ہی ویرفع الاصبع عند لا الہ ویضعہا عند الاثبات انتہی اور فتح القدیر مین ہی وعن الحلوانی یقیم الاصبع عند لا الہ ویضعہا عند الا اللہ لیکون الرفع للنفی والوضع للاثبات انتہی اور نیز شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت مین تحریر فرماتے ہین۔

ومنقول است از حلوانی کہ ایستادہ کند انگشت را نزد لا الہ [illegible] ونہد نزد الا اللہ تا رفع
[illegible] اثبات انتہی اور [illegible] صاحب [illegible] اسی طرح نقل فرمایا ہے کہ

جسکا لکھنا تطویل لاطائل معلوم ہوتا ہی۔ فقط واللہ اعلم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ آنکھ دکھتی ہوئی مین جو پانی نکلتا ہی اوس سے وضو ٹوٹ جاتا ہی یا نہین۔ فقط

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین وضو ٹوٹ جاتا ہی فی الدر المختار کما لا ینقض لو خرج من اذنه ونحوها کعینه وثدیه قیح لا بوجع وان خرج به ای بوجع نقض لانه دلیل الجرح فدمع من بعینه رمد او عمش ناقض فان استمر صار ذا عذر مجتبی والناس عنه غافلون انتہی قال العلامة الشامی علی قوله مجتبی) عبارته الدم والقیح والصدید وماء الجرح والنفطة وماء البثرة والثدی والعین والاذن لعلة سواء علی الاصح وقولهم والعین والاذن لعلة دلیل علی من رمدت عینه فسال منها بسبب الرمد ینقض وضوءه وهذه المسئلة الناس عنها غافلون اه وظاهره ان المدار علی الخروج لعلة وان لم یکن معه وجع انتہی واللہ سبحانه اعلم العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کوئی جگہ ایسی ہو کہ اُس مین جمعہ کی نماز ہونے مین شک ہو جیسے ہندوستان کے اکثر شہر مثل دہلی مراد آباد بریلی لکھنو وغیرہ تو جمعہ کی نماز کے بعد وہان احتیاطی ظہر بہ نیت آخر ظہر کے پڑھنا چاہیے یا نہین؟

الجواب ہو الموفق للصواب

چونکہ شہر کی تعریف مین فقہا کا اختلاف واقع ہی متقدمین کے نزدیک شہر وہ ہی کہ جسمین امیر اور قاضی ہو کہ احکام نافذ کرنے پر قادر ہو اور متأخرین کے نزدیک شہر وہ ہی کہ اکبر مساجد مین اُسکی اہل مکلفین نہ سما سکین اور نیز اختلاف اس امر مین واقع ہی کہ جمعہ شہر مین چند جگہ جائز ہی یا ایک جگہ تو جو قائل اسکے ہین کہ شہر مین جمعہ ایک ہی جگہ جائز ہی تو جس شہر مین کہ چند جگہ جمعہ کی نماز پڑھی جاتی ہوگی تو اُنکے نزدیک نماز جمعہ صحیح نہ ہوگی اور نیز متقدمین کے نزدیک جس جگہ کہ امیر اور قاضی نہ ہوگا وہ شہر نہین اُس جگہ نماز جمعہ

درست نہ ہوگی اسوجہ سے فقہانے احتیاطی آخر ظہر پڑھنے کا حکم دیا ہے تاکہ فریقین کے نزدیک نماز جمعہ صحیح اور درست ہوجاوے کما قال فی رد المحتار ونقل المقدسی عن المحیط کل موضع وقع الشک فی کونه مصرا ینبغی لهم ان یصلوا بعد الجمعة اربعا بنیة الظهر احتیاطا حتی انه لو لم تقع الجمعة موقعها یخرجون عن عهدة فرض الوقت باداء الظهر ومثله فی الکافی وفی القنیة لما ابتلی اهل مرو باقامة الجمعتین فیها مع اختلاف العلماء فی جوازها امر ائمتهم بالاربع بعدها حتما احتیاطا اھ ونقله کثیر من شراح الهدایة وغیرها وتداولوه وفی الظهیریة واکثر مشایخ بخارا علیه لیخرج عن العهدة بیقین ثم نقل المقدسی عن الفتح انه ان یصلی اربعا ینوی بها اخر فرض ادرکت وقته ولم اؤده ان تردد فی کونه مصرا او تعددت الجمعة وذکر مثله عن المحقق ابن حجر الهیتمی قال ثم قال وفائدة الخروج عن الخلاف المتوهم او المحقق وان کان الصحیح صحة التعدد فهی نفع بلا ضرر ثم ذکر ما یوهم عدم فعلها ودفعه باحسن وجه وذکر النهر انه لا ینبغی التردد فی ندبها علی القول بجواز التعدد خروجا عن الخلاف اھ وفی شرح الباقانی هو الصحیح وبالجملة فقد ثبت انه ینبغی الاتیان بهذه الاربع بعد الجمعة انتهی وایضا فی الصغیری والاولی ان یصلی بعد الجمعة سنتها ثم الاربع بهذه النیة ای نیة اخر ظهر ادرکته ولم اصله ثم رکعتین سنة الوقت فان صحت الجمعة یکون قد ادی سنتها علی وجهها والا فقد صلی الظهر مع سنته وینبغی ان یقرء السورة مع الفاتحة فی هذه الاربع ان لم یکن علیه قضاء فان وقعت فرضا فالسورة لا تضر وان وقعت نفلا فقراءة السورة واجبة اھ ای واما اذا کان علیه قضاء فلا یضم السورة لان هذه الاربع فرض علی کل حال انتهی وایضا فی فتاوی العالمگیریة ثم فی کل موضع وقع الشک فی جواز الجمعة لوقوع الشک فی المصر وغیره واقام اهله الجمعة ینبغی ان یصلوا بعد الجمعة اربع رکعات وینووا بها الظهر حتی لو لم تقع الجمعة موقعها

یخرج عن عہدۃ فرض الوقت بیقین کذا فی الکافی وھکذا فی المحیط وفی فتاوی
اھو ینبغی ان یقرأ الفاتحۃ والسورۃ فی الاربع الذی بعد الجمعۃ فی دیارنا
کذا فی التاتارخانیۃ انتہی وایضا فی فتح القدیر فاذا اشتبہ علی الانسان ذالک
ینبغی ان یصلی اربعا بعد الجمعۃ ینوی بہا آخر فرض ادرکت وقتہ ولم اوّد بعد
فان لم تصح الجمعۃ وقعت ظہرہ وان صحت کانت نفلا انتہی اور مولوی رشید احمد
صاحب کے نزدیک تو ہندوستان کے دار حرب ہونے میں اختلاف ہے علما کا ہی اس
تقدیر پر تو بدرجہ اولی احتیاطی ظہر پڑھنا چاہیے پس مراد آباد بھی چونکہ اسی طرح کا شہر ہے
کہ جو متنازع فیہا اور مختلف فیہ ہے لہذا اس میں بھی چار رکعت بہ نیت آخر ظہر پڑھنا چاہیے
فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم واکمل۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال ایک میاں صاحب کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو علم غیب تھا

الجواب ہو الموفق للصواب

علم غیب دو قسم پر ہے ایک بالذات اور مستقل وہ تو صرف اللہ تعالی ہی کو ہے دوسرے
کسی کو نہیں اور ایک علم غیب غیر مستقل اور بالواسطہ اور بالعطیہ سو وہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو بلا شبہہ حاصل ہے آیات کثیرہ اور بہت سی احادیث صحیحہ اور ائمہ دین کے
اقوال سے ثابت ہے منکر اس کا جاہل ہے کما قال اللہ تعالی عالم الغیب فلا یظہر
علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول انتہی وفی الحدیث عن عمر قال
قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق
حتی دخل اہل الجنۃ منازلہم واہل النار منازلہم حفظ ذلک من
حفظہ ونسیہ من نسیہ رواہ البخاری وایضا فی الحدیث ان اللہ رفع لی
الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی
ھذہ رواہ الطبرانی عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کما فی المواھب
اللدنیۃ اور شرح مواہب اللدنیہ زرقانی میں ہے وقد تواترت الاخبار واتفقت
معانیہا علی اطلاعہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الغیب ولا ینافی الآیات الدالۃ

علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر
لان المنفی علمہ من غیر واسطۃ کما افادہ المتن اما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ
فمتحقق بقولہ تعالی الا من ارتضی من رسول انتہی اور نیز حدیث شریف میں وارد
ہے علمت علم الاولین والاخرین وعلم ما کان وما یکون اور تفسیر حسینی میں ہے
علی قولہ تعالی وعلمک مالم تکن تعلم در آموزانیدہ است ترا آنچہ نبودی کہ بخود
بدانی از خفیات امور و مکنونات ضمائر انتہی اور تفسیر روح البیان ناقلا عن نجم الدین
الکبری وکذا صار علمہ محیطا بجمیع المعلومات الغیبیۃ انتہی اور بہت سی احادیث
اور اخبار اس امر میں مصرح ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے سیکڑوں امور
غیب کی دی ہیں ؎

لم یفارق بزمان وھو یخبرنا   عن المعاد وعن عاد وعن ارم

اور اخبار غیب کا دینا آپ کا معجزہ تھا اور فی رد المحتار وبحث مسائل ان دعوی علم
الغیب معارضۃ لنص القرآن فیکفر بہا الا اذا اسند ذالک صریحا او دلالۃ
الی سبب من اللہ تعالی کوحی او الہام انتہی اگر اس مسئلہ کی زیادہ تحقیق منظور
ہو تو جواہر التنزیل دیکھنا چاہیے ۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال یہ عقیدہ رکھنا کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا کیسا ہے ۔

الجواب ھو الموفق للصواب

یہ عقیدہ رکھنا کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا مطلقا شرک نہیں تفصیل
اسکی یہ ہے کہ علم غیب بالذات تو صرف حق سبحانہ تعالی ہی کو ہے دوسرے کسی کو نہیں اور
اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ بالذات علم غیب کسی دوسرے کو بھی ہے تو البتہ شرک اور کفر ہے
اور بالواسطہ اور بالعطیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہے یعنی حق سبحانہ تعالی نے علم غیب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا فرمایا ہے یہ عقیدہ رکھنا شرک ہرگز نہیں تفسیر
روح البیان میں ہے فبالتربیۃ یترقی من عالم الشہادۃ الی عالم الغیب وھو الملکوت

وبسر المتابعة وخصوصيتها يترقى من عالم الملكوت الى عالم الجبروت والعظموت وهو غيب الغيب ويشاهد بنور الله المستفاد من سر المتابعة انوار الجمال و الجلال فيكون فى خلافة الحق عالم الغيب والشهادة كما ان الله تعالى عالم الغيب فلا يظهر على غيبه اى غيب المخصوص به وهو غيب الغيب احدا يعنى الملئكة الا من ارتضى من رسول يعنى من الانسان انتهى صفحه ۶۵۔ اور نیز مواہب لدنیہ مین ہی فكل ما ورد عنه صلى الله عليه وسلم او من الانبياء المنبئة عن الغيب ليس هو الا من اعلام الله تعالى به اعلاما على ثبوت نبوته ودلائل [illegible] صدق [illegible] شهور [illegible] نتشر امره صلى الله عليه وسلم بين اصحابه بالاطلاع [illegible] انتهى وفى سبل السلام ناقلا عن الامام الغزالى بحر رابعها ان له [illegible] ما سيكون فى الغيب انتهى اور نیز مکتوبات شریف [illegible] قدس سره جلد اول مکتوب نسه صد و دہم صفحه ۴۴۶

[illegible] كه مخصوص باوست سبحانه خلص رسل را اطلاع مى بخشد [illegible] مین ہی [illegible] ان دعوى علم الغيب معارضة لنص القرآن فيكفر [illegible] الا اذا اسند ذلك صريحا او دلالة الى سبب من الله تعالى كوحى او الهام اه والله سبحانه اعلم وعلمه اتم العبد المجيب محمد رياست على عفى عنه

سوال کوئی کافر نصرانی یا ہندو وغیرہ مسجد بناوے تو اُس مین نماز کا کیا حکم ہی آیا ثواب مسجد کا حاصل ہوگا یا نہین اور اُس مسجد کو حکم مسجد کا ہی یا نہین فقط

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین جو کہ مسجد کافر نے بنوائی ہی اُس مین نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب نہ ملے گا اور اُس مسجد کو حکم مسجد کا نہ ہوگا قال الله تعالى ما كان للمشركين ان يعمروا مسجد الله شهدين على انفسهم بالكفر اولئك حبطت اعمالهم قال فى تفسير الاحمدى تحت هذه الاية والمقصود ان الله تعالى منع المشركين عن تعمير المساجد حال كونهم على الشرك انتهى وايضا فيعلم

منہ ان البناء الجدید ممنوع لھم بالطریق الاولی فان اراد الکافر ان یبنی مساجد او یعمرھا منع منہ وھو المفھوم من النص انتہی وآیضا فیہ کل مسجد بنی مباھاۃ او ریاء وسمعۃ او لغرض سوی ابتغاء اللہ او بمال غیر طیب فھو لاحق بمسجد الضرار انتہی وفی التفسیر الکبیر ان الکفار ممنوعون من عمارۃ مسجد من مساجد المسلمین انتہی وفی رد المحتار فان اضطربین ارض مسلم او کافر یصلی فی ارض المسلم اذا لم تکن مزروعۃ ولو مزروعۃ او لکافر یصلی فی الطریق انتہی اور نیز کافر کی نیت عبادت بغیر ایمان لائی ہوئی معتبر نہین فی الاشباہ العاشر من شروط النیۃ الاول الاسلام ولذا لم تصح العبادات من کافر انتہی وآیضا فیہ لا ثواب الا بالنیۃ انتہی پس سمجھی گئی روایات مذکورہ سے یہ بات کہ جب کفار مسجد کے بنانے سے منع کیے گئے اور اُنکی زمین پر نماز پڑھنے کا شرعاً حکم نہین اور اُنکی نیت اور عبادت بغیر اسلام معتبر نہین اور وہ حکم مسجد مین نہین تو اُس مسجد مین نماز پڑھنے سے ثواب مسجد کا نہ ملے گا نہ معلوم مولوی رشید احمد صاحب کس اجتہاد کی بنا پر بغیر روایت کے مسئلہ غلط صریح لکھ دیتے ہین اُنکو ذرا بھی خوف خدا نہین نہ گرفت علما کا خیال اور تعجب آتا ہے کہ اُنکے متبعین بلا دلیل کیسے مان لیتے ہین ذرا بھی غور نہین کرتے۔ فقط واللہ سبحانہ اعلم

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال عورات کو سوائے سونے چاندی کے اور دوسری چیزون کے زیورات جائز ہین یا نہین فقط **الجواب** ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین سب قسم کا زیور سوائے سونے چاندی کے عورتون کو پہننا جائز نہین بلکہ انگوٹھی لوہے کی اور پیتل کی اور سیسے کی اور تانبے کی عورتون کو پہننا مکروہ لکھا ہے فتاوی عالمگیری مین ہے التختم بالحدید والصفر والنحاس والرصاص مکروہ للرجال والنساء جمیعا انتہی اور رد المحتار مین ہے وفی الجوھرۃ والتختم بالحدید والصفر والنحاس والرصاص مکروہ للرجال والنساء انتہی واللہ سبحانہ اعلم

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال عورتون کو پیرون کی زیارت پر جانا اگر وہ چادر وغیرہ نہ چڑھاوین تو درست ہے

یا نہین۔

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین عورتون کو اہل قبور کی زیارت پر جانا درست ہی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اول اسلام مین زیارت قبور سے منع فرمایا تھا بعد کو اجازت عطا فرمائی فی الحدیث نہیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروہا کما فی صحیح مسلم وایضا فی رد المحتار اما علی الاصح من مذہبنا وہو قول الکرخی وغیرہ من ان الرخصۃ فی زیارۃ القبور ثابتۃ للرجال والنساء جمیعا انتہی وفی البحر الرائق والاصح ان الرخصۃ ثابتۃ لہما انتہی وفی جامع الرموز زیارۃ القبور مستحبۃ للرجال وکذا للنساء علی الاصح وفی الفتاوی العلمگیریۃ اختلف المشایخ فی زیارۃ القبور للنساء قال شمس الائمۃ السرخسی الاصح انہ لا باس بہا انتہی اور فتنہ اور معصیت امر عارضی ہی یہ سب کے واسطے ضروری نہین دیکھیے مولوی رشید احمد صاحب نے علی الاصح کو خلاف پر پلٹ کر حلال امر کو منع لکھدیا۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال یہ موضع قصبہ سردھنہ سے قریب پانچ کوس کے واقع ہی اور اس سے زیادہ قریب کوئی شہر نہین ہی اور موضع مذکور مین قریب دو ہزار مردم شماری سے ہی جس مین زیادہ نصف سے مسلمان اور باقی ہنود ہین مسلمانون کے دین احکام سے کوئی مانع نہین ہے ضروری احتیاج کے واسطے دکانین بھی بائیس ۲۲ موجود ہین روزمرہ تیس ۳۰ بتیس ۳۲ سے زیادہ نمازی پنج وقتہ مین جمع ہوتے ہین اور عید مین ایک ہزار سے زیادہ جمع ہوتے ہین موضع مذکور مین جمعہ کی نماز جائز ہی یا نہین۔

الجواب ہو الموفق للصواب

ظاہر مذہب یہ ہی کہ شہر وہ جگہ ہی کہ جسکے واسطے امیر اور قاضی ہو کہ قادر ہو اوپر قائم کرنے حدود کے اور یہ تعریف شہر کی متقدمین کے نزدیک ہی اور علمائے متاخرین کے نزدیک شہر وہ جگہ ہی کہ اگر اسکی اکبر مساجد مین جو لوگ کہ [illegible] جمعہ کے ہین نہ سما وین اور اسی قول پر فتوی ہی اکثر فقہا کا فی الدر المختار ویشترط [illegible] المصر وہو ما لا یسع

اکبر مساجدہ اهله المکلفین بہا وعلیہ فتوی اکثر الفقہاء مجتبی لظہور التوانی فی الاحکام وقال فی رد المحتار علی قوله وهو ما لا یسع الخ) هذا یصدق علی کثیر من القری انتہی وظاهر المذهب انه کل موضع له امیر وقاض یقدر علی اقامة الحدود انتہی وقال فی رد المحتار علی قوله له امیر وقاض) وفی تصحیح القدوری انه یکتفی بالقاضی عن الامیر شرح ملتقی انتہی پس یہ تحریر کرنا مولوی رشید احمد صاحب کا کہ جس موضع مین دو ہزار ہندو مسلمان ہون اُس جگہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک جمعہ ادا نہین ہوتا بالکل غلط ہی اور مخالف ہی ظاہر مذہب اور مفتی بہ قول کے اور نیز جائز ہے کہ اُس موضع مذکور کی اکبر مساجد مین اہل مکلف اُسکے نہ سماوین یا اُس موضع مین امیر یا قاضی ہو کہ قادر ہوا وپر جاری کرنے احکام کے تو بنا بر فقہائے متقدمین یا متاخرین کے اُس موضع مین جمعہ کی نماز جائز ہوگی اور موافق مذہب مصنوعی مولوی رشید احمد صاحب کے نماز جمعہ اُس موضع مین جائز نہ ہوگی وہو کما تری واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال بعض علما کہتے ہین کہ مردے کی روح اپنے مکان پر شب جمعہ کو آتی ہی اور طالب خیرات وثواب ہوتی ہی اور نگاہون سے پوشیدہ ہوتی ہی یہ امر صحیح ہی یا غلط۔

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین مردے کی روح شب جمعہ کو اپنے مکان پر آتی ہی اور یہ بہت کتب سے ثابت ہی چنانچہ دقائق الاخبار مین ہی قال ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما اذا کان یوم العید ویوم عاشورا ویوم الجمعة الاولی من رجب ولیلة النصف من شعبان ولیلة القدر ولیلة الجمعة تخرج ارواح الاموات من قبورهم ویقفون علی ابواب بیوتهم ویقولون ترحموا علینا فی هذه اللیلة المبارکة بصدقة او بلقمة فانا محتاجون الیها فان بخلتم بها ولم تعطوها فاذکرونا بفاتحة الکتاب فی هذه اللیلة المبارکة هل من احد یترحم علینا هل من احد یذکر غربتنا یا من [illegible] دارنا یا من نکح نساءنا ویا من اقام فی واسع

قصورنا ونحن الآن فی ضیق قبورنا ویامن قسم اموالنا ویامن استذل ایتامنا هل منکم احد یذکر غربتنا وصحفنا مطویة وکتابکم منشورة ولیس للمیت فی اللحد ثواب فلا تنسونا بکسرة من خبزکم ودعائکم فانا محتاجون الیکم ابدا فان وجد المیت من الصدقة والدعاء منهم رجع فرحا مسرورا وان لم یجد رجع محزونا و محروما وایسا منهم انتهی اور نیز در الحسان میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما اذا کان یوم العید ویوم العشر ویوم الجمعة الاولی من شهر رجب ولیلة النصف من شعبان ولیلة الجمعة یخرج الاموات [illegible] ویقفون علی ابواب بیوتهم ویقولون ترحموا علینا فی اللیلة بصدقة و [illegible] من خبز فانا محتاجون الیها فان لم یجد واشیئا یرجعون بالحسرة انتهی اور [illegible] القضاة میں [illegible] سے نقل ہو ان ارواح المؤمنین یاتون فی کل لیلة الجمعة ویوم الجمعة فیقومون بفناء بیوتهم ثم ینادی کل واحد منهم بصوت حزین یا اهلی ویا اولادی ویا اقربائی اعطفوا علینا بالصدقة انتهی ملخصا اور نیز خزانة الروایات [illegible] فی الباب الخامس والاربعین عن ابن عباس رضی اللہ عنهما یقول اذا کان یوم عید او یوم جمعة او یوم عاشوراء او لیلة نصف من شعبان یأتی ارواح الاموات ویقومون علی ابواب بیوتهم فیقولون هل من احد یذکرنا هل من احد یترحم علینا هل من احد یذکر غربتنا انتهی وایضا قال فی خزانة الروایات وفی المجالس عن بعض العلماء المحققین ان الارواح تتخلص فی لیلة الجمعة وتنتشر فجاؤوا اولا الی مقابرهم ثم جاؤا الی بیوتهم انتهی اور لمعات میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بھی اسی طرح تحریر فرماتے ہیں اسی وجہ سے تمام دیار ہند میں مروج ہو کہ جمعرات کو فاتحہ اموات کرتے ہیں فقط

العبد المجیب محمد یاست علی عفی عنہ

سوال وہابی کون لوگ ہیں اور عبد الوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا اور وہ کیسا تھا۔

الجواب من الله التوفیق للصواب

وہابی وہ لوگ ہین کہ جو متبع عبدالوہاب نجدی کے ہین اُس نے ایک نیا مذہب بنایا کہ اہل
سنت وجماعت سے جدا ہو کہ اُس مذہب کی رُو سے وہ کافر ٹھہرین کچھ مسئلہ متفق خارجیون
کے کچھ معتزلہ کے کچھ ملاحدہ ظاہریہ وغیرہ کے مذہبون سے لیکر اپنے دل سے جوڑ کر ایک
رسالہ بنایا محمد نام اُس کے چھوٹے بیٹے نے اُس مین بڑھا کر کتاب التوحید نام رکھا اور
پھر اُسکو اختصار کیا حاصل اُسکا یہ ہی کہ تمام اُمت مرحومہ کافر ہی خصوصًا رہنے والے حرمین شریفین
کے تاکہ اُنکا لُوٹنا مارنا جہاد ٹھہرے کذا فی سیف الجبار فی صفحہ ۱۳ ۔ اور نیز محقق علامہ شامی
نے رد المحتار کے باب البغاۃ مین عبدالوہاب نجدی کے ظلم اور بے ادبی اور بیدینی کے
حال مین لکھا ہی کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوهاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا
علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون
وان من خالف اعتقادهم مشرکون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل
علمائهم حتی کسر الله تعالی شوکتهم وخرب بلادهم وظفر بهم عساکر المسلمین
عام ثلاث وثلاثین ومائتین والف انتهی تو دیکھو اور غور کرو کہ علامہ شامی ایسے بڑے
محقق ہین کہ تمام شرقًا غربًا اُنکی کتاب پر عمل درآمد ہی تصریح کر رہے ہین کہ متبع عبدالوہاب نجدی
ماسوی اپنے فرقے کے سب کو مشرک سمجھتے ہین اسی وجہ سے اُنھون نے مباح جانا
قتل اہل سنت والجماعت کا اور قتل کیا بہت سے علمائے سنت والجماعت کو تو معلوم ہوا
اس سے کہ جب قتل کیا اہل سنت والجماعت کو اور مشرک سمجھا اُن کو تو وہ فرقہ ضالّہ وہابیہ
اہل سنت والجماعت کے مذہب اور طریقہ سے خارج ہین ورنہ وہ اُن کو مشرک نہ ٹھہراتے
اور نہ اُنکے قتل کو مباح جانتے پس اسپر بھی بڑے غضب کی بات ہی کہ جو اہل سنت
والجماعت ہونے کا دعوی کر کے متبع اور مقتدی عبدالوہاب یا محمد بن عبدالوہاب کے
عقائد کو عمدہ کہے اور اُن کو اور اُنکے مقتدیون کو اچھا سمجھے یا کوئی اہل سنت والجماعت سے
ہو کر اسکے قائل اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کو اچھا سمجھے اور نیز علامہ احمد مصری نے
اپنی کتاب فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبدالوہاب مین لکھا ہی منها انه یقول
الناس من ستمائة لیسوا علی شیٔ ومن ضلل هذه الامة فقد کفر بالاجماع

وکیف یصح ھذا القول الذی قاله ھذا المضل وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لایجمع امتی علی ضلالة فاذا کانوا لیسوا علی الدین القویم بل کفروا وضلوا عن ست مائة کان ذالک منہم کل ھذہ المدة اجماعا علی الضلالة واللہ تعالی بکرمه قد اجارھم عنه واذا بطل کونه من رسل رب العلمین ثبت انه ابلیس اللعین لاضلال الموحدین انتہی اور نیز شیخ المحدث احمد دحلان مکی نے اپنی کتاب خلاصة الکلام مین عبدالوہاب نجدی اور اُنکے مقتدیون کو فرقہ ضالہ اور مفسدین مین سے لکھا ہی اور نیز سیف المقلدین کے حصۂ دوم کے صفحہ ٣٧ مین لکھا ہی باید دانست کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی مذاہب مختلفہ اہل اسلام مانند خوارج و روافض و معتزلہ و غیر آنہا جمع نمودہ مذہب مستقل آنرا قرار دادہ و کتابی را درین باب تالیف نمودہ بنام کتاب التوحید موسوم ساختہ مردم را بر اتباع آن مجبور میگردانید انتہی اور نیز کتب کثیرہ مین علما کی اسکے مذہب کی مذمت لکھی اس جگہ بخوف طوالت نقل کرنا ترک کیا اب اسپر بھی کوئی اُسکو اور اُسکے مقتدیون کو اچھا کہے تو وہ جاہل اور گمراہ نہین ہی تو کون ہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال مولود شریف اور عرس کہ جس مین کوئی بات خلاف شرع نہو جیسے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہین۔

الجواب عقد مجلس مولود اگرچہ اُس مین کوئی امر غیر مشروع نہو مگر اہتمام و تداعی اس مین بھی موجود ہی لہذا اس زمانہ مین درست نہین کتبہ رشید احمد گنگوہی صفحہ ٥٠ فتاوی رشیدیہ حصہ اول اور نیز حصہ دوم فتاوے رشیدیہ صفحہ ١٠١ مین لکھا ہی انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہی تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہی فقط

فقیر محمد ریاست علی عفی عنہ یہ کہتا ہی کہ کیا مولوی رشید احمد صاحب ناسخ شریعت محمدی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے ٹھہرے جو تحریر کرتے ہین کہ اگرچہ اُس مین کوئی امر غیر مشروع نہو تب بھی ناجائز ہی کیون صاحب کیا آپ بانی شریعت جدیدہ کے ہین کہ گو خلاف شرع نہو اُسکو بھی آپ ناجائز کرتے ہین اور تداعی ہر امر مین منع فرماتے ہین آپ

اول کسی حدیث اور یا فقہ کی کتاب سے تو ثابت فرماوین ورنہ یہ محض دعوی آپ کا ہر جگہ
مفید نہ ہوگا اور آپ سب لوگ جو تداعی دستار بندی کے جلسے مین کرتے ہین یہ منع نہین
ذکر خیر نبی کریم جو باعث برکت اور ثواب کا اور زیادتی ایمان کا ہو اُسکو مسلمان جمع ہو کر سُنین
یہ منع ہو ذرا خدا سے ڈریے ایسی بیباکانہ کلمات بلا حجت شرعی اپنے اجتہادی بنیاد
سے مشروع شی کو حرام یا ممانعت کر دینا اچھی بات نہین اسکا نتیجہ بد ہو حالانکہ بڑے بڑے
فضلا مولود شریف کی محفل کو اچھا لکھتے چلے آتے ہین چنانچہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی
اپنی کتاب ماثبت بالسنۃ مین ارقام فرماتے ہین لا زال اہل الاسلام یحتفلون بشہر
مولدہٖ صلی اللہ علیہ وسلم ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات
ویظہرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقراءۃ مولدہ الکریم ویظہر علیہم
من برکاتہ کل فضل عمیم ومما جرب من خواصہ انہ امان فی ذالک العام وبشری
عاجل بنیل البغیۃ والمرام فرحم اللہ امرأ اتخذ لیالی شہر مولدہ المبارک
اعیادا لیکون اشد علۃ علی من فی قلبہ مرض وعناد انتہی اور نیز سیرت حلبی اور
مواہب لدنیہ مین ہو لا زال اہل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبائر
یحتفلون فی شہر مولدہ علیہ الصلاۃ والسلام ویعتنون بقراءۃ مولدہ الکریم
ویظہر علیہم من برکاتہ کل فضل عمیم انتہی اور لفظ لا زال کو دیکھیے کہ یعنی ہمیشہ
کے ہو اور سائر الاقطار ومن کبائر کے الفاظ دیکھیے کہ یعنی تمام اطراف اور بڑے بڑے
شہرون کے ہو اور لفظ یعتنون کو دیکھیے کہ یعنی اہتمام کے ہو تو خلاصہ ان روایتون کا
یہ ہوا کہ ہمیشہ سے محفلین میلاد شریف کی اہل اسلام کرتے چلے آتے ہین اور تمام بڑی بڑی
شہرون میں اور تمام اطرافِ عالم مین یہ طریقہ حسنہ جاری چلا آتا ہو اور میلاد شریف کی
پڑھنے مین اہتمام کرتے تھے دیکھیے یہ بڑے بڑے علما اور محدث تو اہتمام کرنے کو
اکابر دین سے نقل فرماتے ہین اور مولوی رشید احمد صاحب اہتمام کی علت سے منع
فرماتے ہین زیادہ اس مسئلہ کی تحقیق منظور ہو تو اس باب مین ہم اول ایک فتوی
تفصیلی بھی لکھ چکے ہین فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

اور نیز مولوی رشید احمد صاحب کے فتوے متعارض اور متناقض بھی دیکھے گئے بعض
مشتے نمونہ خروارے نقل کیے جاتے ہین شیعہ کے دفن وکفن کی بابت استفسار فرمایا ہی
سو جو لوگ شیعہ کو کافر کہتے ہین اُنکے نزدیک تو اُسکی نعش کو ویسے ہی کپڑے مین لپیٹ
کر داب دینا چاہیے اور جو لوگ فاسق کہتے ہین اُنکے نزدیک اُنکی تجہیز و تکفین حسب قاعدہ
ہونا چاہیے اور بندہ بھی اُنکی تکفیر نہین کرتا فقط بندہ رشید احمد گنگوہی صفحہ ۱۰ فتاوی رشیدیہ
مسئلہ رافضی تبرائی کے جنازے کی نماز جو کہ اصحاب ثلثہ کی شان مین کلمات بے ادبی
کے کہتا ہی پڑھنی چاہیے یا نہین ۔ الجواب ایسے رافضی کو اکثر علما کافر فرماتے ہین لہذا
اُسکی صلوٰۃ جنازہ نہ پڑھنا چاہیے فقط کتبہ رشید احمد گنگوہی حصہ دوم فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۲۲
سوال جو عورت سنیہ رافضی کے تحت مین بعد ظہور رفض کے بخوشی خاطر رہ چکی ہو پھر
رفض یا دوسری شی کو حیلہ قرار دیکر بلا طلاق علیحدہ ہو جاوے اور سنی سے نکاح کر لیوے
تو یہ نکاح بلا طلاق شیعہ کے کیا حکم رکھتا ہی الجواب جسکے نزدیک رافضی کافر ہے
وہ فتوے اول سے ہی بطلان نکاح کا دیتا ہی اس مین اختیار زوجہ کا کیا اعتبار ہے
پس جب چاہے علیحدہ ہو کر عدت کرکے نکاح دوسرے سے کر سکتی ہی اور جو فاسق
کہتے ہین اُنکے نزدیک یہ امر ہرگز درست نہین کہ نکاح اول صحیح ہو چکا ہی اور بندہ اول
مذہب رکھتا ہی فقط رشید احمد گنگوہی صفحہ ۳۹ فتاوے رشیدیہ حصہ دوم
سوال حقہ پینا مکروہ ہی یا مکروہ تحریمی الجواب حقہ پینا مباح ہی مگر اُسکی بدبو سے مسجد
مین آنا نادرست ہی فقط بندہ رشید احمد گنگوہی صفحہ ۸۶ حصہ دوم فتاوے رشیدیہ
الجواب حقہ پینا تماکو کھانا مکروہ تنزیہی ہی اگر بو آوے ورنہ کچھ حرج نہین ۔ کتبہ رشید احمد
گنگوہی صفحہ ۱۳ حصہ دوم فتاوے رشیدیہ
سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ جو در باب ممانعت میلاد شریف
کے محمد مسعود نقشبندی دہلوی یہ مکتوب امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ سند مین
لاتے ہین وہ یہ ہی کہ اگر فرضا حضرت ایشان درین اوان در دنیا زندہ بودی و این مجلس
و اجتماع منعقد میشد آیا باین امر راضی می شدند و این اجتماع را می پسندیدند یا نمی

فقیر است کہ ہرگز این معنی را تجویز نمی فرمودند بلکہ انکار می نمودند مقصود اعلام بود قبول
کنید یا نہ فقط والسلام محمد مسعود نقشبندی صفحہ ۹۶ فتاوے رشیدیہ حصہ دوم
اسکا نمبر ۱ اور جواب یہہ ہے کہ جو جناب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ وافاض
علینا برکاتہ اپنے مکتوبات شریف مین ممانعت اجتماع کی فرماتے ہین سو وہ خاص طور پر
اجتماع کی کہ جس مین خلاف شرع امور متحقق ہون منع فرماتے ہین چنانچہ لفظ این مجلس
واجتماع کہ جو مکتوبات مین واقع ہی دال قوی اس مدعا پر ہی کہ مراد جناب امام ربانی مجدد
الف ثانی رح کی اور مشار الیہ خاص اجتماع کہ جو انکی وقت کی محفلون مین خلاف شرع
منعقد ہوتا تھا وہ ہی نہ کل مولود شریف خوانی حاشا وکلا وہ مولود شریف کہ جسمین خلاف
شرع کوئی امر نہ ہو وہ ہرگز کوئی منع نہین کرسکتا سوای فرقہ ضالہ وہابیہ کے دوسرے
یہ کہ جواز قراءۃ مولود شریف مین خود حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ تحریر فرماتے ہین
دیگر در باب مولود خوانی اندراج یافتہ بود در نفس قرآن خواندن بصوت حسن ودر قصائد
نعت ومنقبت خواندن چہ مضایقہ است ممنوع تحریف وتغییر حروف قرآن است
والتزام رعایت مقامات نغمہ وترديد صوت بآن بطریق الحان با تصفیق مناسب کہ
در شعر نیز غیر مباح است اگر بر نہجی خوانند کہ تحریفی در کلمات قرآنی واقع نشود ودر قصائد
خواندن شرائط مذکورہ متحقق نگردد وآنرا ہم بغرض صحیح تجویز نمایند چہ مانع است انتہی مکتوب
ہفتاد و دوم جلد ثالث صفحہ ۱۲۰ تو دیکھو اس مکتوب شریف مین جناب امام ربانی رح
مولود خوانی مطلق کو نہین منع فرماتے بلکہ جو انکے وقت مین بعض ناواقف قصائد ونعت
تصفیق کے ساتھ پڑھا کرتے تھے کہ فی الواقع یہ خلاف شرع اور لہو ولعب مین
داخل ہی منع فرماتے ہین نہ مطلق قصائد خوانی اور مولود شریف کو اور بالفرض اگر ممانعت
بھی کسی غرض خاص کی وجہ سے کی ہو تو قصائد کی نہ مطلق مولود شریف کی اگر کوئی صاحب
مجمع مین حال میلاد شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے یا قصائد نعت ومنقبت
پڑھے تو اسکے لیے کہین ہرگز شرع مین ممانعت ثابت نہین اسکی ممانعت جاہل ہی
کریگا عالم باللہ کو یہ طاقت اور جسارت نہین کہ ایسے فعل مستحسن کو منع کرے اور جو

کسی نے منع بھی کیا تو اُن امور کی وجہ سے کہ اُس زمانہ مین محفل میلاد شریف مین بعض لوگ گانا بجانا ناچنا حرام روپیہ صرف کرنا اور شہرت کو دخل دینا جھوٹی روایات بیان کرنا نمازون کو ترک کرنا اور راسوا اسکے اور افعال قبیحہ کرنا اسکی وجہ سے ممانعت اُس مولود خاص کی کی نہ پھر مولود خوانی کی کہ جس مین کوئی امور خلاف شرع نہ ہون فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین حق سبحانہ تعالی کو چشم سر سے دیکھا یا چشم دل سے بینوا توجروا۔ الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

موافق قول جمہور اور صحیح کے جناب سرور عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حق سبحانہ تعالے کو چشم سر سے دیکھا ہے قال فی روح البیان ناقلا عن کشف الاسرار والمذہب الصحیح انہ علیہ الصلاۃ والسلام رأی ربہ بعین راسہ وکان الحسن البصری یحلف باللہ ان محمدا رأی ربہ لیلۃ المعراج وحکی النقاش عن الامام احمد رحمۃ اللہ علیہ انہ قال انا اقول بحدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما بعینہ رآہ رآہ حتی انقطع نفس الامام احمد رح وقال علیہ الصلاۃ والسلام رأیت ربی بعینی وبقلبی رواہ مسلم فی صحیحہ ونیز در مدارج النبوۃ ست دید پروردگار تعالی وتقدس را بچشم انتہی ایضا وایضا فی القسطلانی والجمہور علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم رأی ربہ لیلۃ المعراج بعین راسہ انتہی وایضا فی الروح وذہب جماعۃ الی انہ رآہ بعینہ انتہی وایضا فیہ قال وذہب جماعۃ من المفسرین انہ رأی بعینہ وھو قول انس وعکرمۃ والحسن والربیع انتہی وفی تفسیر الخطیب وحاصل المسئلۃ ان الصحیح ثبوت الرویۃ وھو ما جری علیہ ابن عباس حبر الامۃ وھو الذی یرجع الیہ فی المعضلات وقد راجعہ ابن ابو عمرو فاخبرہ انہ رآہ انتہی وفی اسئلۃ الحکم قال قلتُ ما الحکمۃ الربانیۃ فی منعہ ای موسی الرویۃ فی المواضع الدنیوی قیل لان

الرویۃ غایۃ الکرامۃ فی الدنیا وغایۃ الکرامۃ فیہا لاکرم الخلق وھو سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم صاحب المقام المحمود الذی شاھد ربہ لیلۃ المعراج بعین رأسہ انتہی وایضا فی روح البیان ناقلا عن العرائس البیان ولنبینا صلے اللہ علیہ وسلم اخص خاصیۃ اذھو مصطفی فی الازل بالمعارج والمشاھدۃ فاذا صار جسمہ روحہ وکان واحداً من کل الوجوہ صعد الی الملکوت ورأی الحق بنور الجبروت وسمع خطابہ بلا واسطۃ ورأی الحق بلا حجاب انتھی اور نیز امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ اپنے مکتوبات شریف مکتوب صدوسی و پنجم مین ارقام فرماتے ہین انہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم اسری لیلۃ المعراج بالجسد الی ماشاء اللہ تعالی وعرض علیہ الجنۃ والنار واوحی الیہ ما اوحی وشرف ثمہ بالرویۃ البصریۃ انتہی وفی الجمل علی قول الجلال رأیت ربی عزوجل) ای لیلۃ الاسراء بعین راسی عشر مرات الاولی فی مرۃ الفرض والتسع بعدھا فی مرات الحط والاسقاط انتہی اور نیز حضرت غوث صمدانی شیخ محمد عبدالقادر جیلانیؒ درود کبریت احمر مین ارقام فرماتے ہین وانلتہ الغایۃ القصوی واکرمتہ بالمخاطبۃ والمراقبۃ والمشافہۃ والمشاھدۃ والمعاینۃ بالبصر انتہی اور نیز تفسیر فتح العزیز مین ہے رویت اخروی نصیب عوام مومنین ست و رویت دنیوی مخصوص بخاصان درگاہ بلکہ باخص الخواص مثل جناب پیغمبر آخر زمان علیہ الف الف صلاۃ انتہی صفحہ ۲۴۶ مطبوعہ کلکتہ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم واکمل۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین غیر مقلدون کے ان اقوال کے جواب مین قول اول یہہ کہ اگر کوئی حلال جانور نیاز کے لیے مشہور کیا جاوے اور پکارا جاوے اور عند الذبح خدا کا نام لیکر ذبح کیا جاوے تو وہ جانور حرام ہے اور اولیاء اللہ کی نیاز کرنا اور کھانا کھلانا بدعت اور باعث عذاب ہے ایسے کھانے کو حلال کہنے والا بدعتی اور فاسق ہے دوسرا قول بڑے پیرصاحب کی گیارھوین کرنا بہت برا طریقہ ہے اسکو جائز کہنے والا پکا بدعتی اور گنہگار ہے تیسرا قول مولنا محمد اسمعیل شہید دہلوی اپنی مصنفہ کتاب تقویۃ الایمان

خاص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام لیکر بڑے بھائی کا لفظ نہین لکھتے ہین
بلکہ اخوۃ ایمانی کے لحاظ سے تمام مومن مسلمان اور انبیا علیہم السلام اور اولیا رحمۃ اللہ علیہم
وغیرہم کو آپس مین بھائی فرمایا ہی اور یہ عقیدہ ٹھیک ہی جو شخص اسکے خلاف سمجھا وہ پکا
بدعتی اور ملحد ہی اہل حدیث وغیر مقلد حق پر ہین **چوتھا قول** بدعتی احناف یہ جو کہا کرتے
ہین کہ ایک سالہ ہدیۃ الحرمین نامی عبد الوہاب نجدی کی تصنیف اہل مکہ نے شاہ عبد العزیز
محدث دہلوی کے پاس روانہ کیا تھا اُسکو مطالعہ کرکے اسمٰعیل شہید وہابی ہوکر سب کو
گمراہ کیے بالکل غلط اور لغو ہی عبد الوہاب نجدی اور اسمٰعیل شہید کو کسی قسم کی نسبت ہی
نہین اگر سچ ہی تو ثبوت پیش کرین **پانچوان قول** بدعتیون کا یہ قول ہی کہ وہابیان ہندوستان
مین پیدا ہوکر مسلمانون مین فساد برپا کیے اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ کرلی اور
بڑی جماعت سے علیحدہ ہونے کی وجہ سے مُردار موت مرین گے اور دوزخ مین
جائین گے بڑا جھوٹا اور لغو بیان ہی بلکہ اس قسم کے لوگ بدعتی مقلد ہین اہل حدیث پکے
مصلح قوم اور ملت ہین۔ ؎

دین حق را چار مذہب ساختند ✲ رخنہ در دین نبی انداختند

انھین بدعتی لوگ کی شان مین ہی **چھٹا قول** مبتدعین اہل حدیث پر قلت علم حدیث اور
تنقیص شان انبیا اور اولیا کا جو الزام دیا کرتے ہین اور وہابی اور لہابی وغیرہ نام رکھا
کرتے ہین محض انکی بیجا تعصب اور کمال جہالت کا باعث ہی بلکہ بدعتی بھی علم قرآن
حدیث سے نابلد ہوکر ناپاک راہ ورسم کے پیرو ہوتے ہین اور تقلید شخصی کی آڑ مین شان
رسالت کو گھٹاتے ہین **ساتوان قول** بچون کے سرون پر چوٹیان چھوڑنے والے
اور شدّی پرست اور جھنڈے پرست اور گور پرست اور سیندھی اور شراب خور وغیرہ
مبتلائے منہیات اور وہابی سب غیر مقلد ہین کرکے جو بدعتی مولوی بیان کرتا ہی سراسر غلط
دل فریب اور غلط ہی چونکہ اہل حدیث اپنے پیغمبر علیہ السلام کے خلاف شریعت کوئی عمل
نہین کرتے ہان جن لوگون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ نہین ملا وہ غیرون کے
کی دہلیزون پر جبین سائی کرتے پھرتے ہین کبھی ہمسایہ قوم سے اور کبھی آبا و اجداد

اور کبھی اپنے اُستاد اور مشائخ سے اور کبھی امام اور مجتہد سے غرض تمام غیر نبی سے اُمیدین
وابستہ کرکے ناپاک دلدل مین پھنسے ہین بخلاف اہل حدیث کے مذہب کے کہ آٹھ شخصون
کے اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے ایک لفظ کے سامنے بے حقیقت
چیز ہین اس صورت مین مبتلائے منہیات کا شمار مقلدین مین ہوسکتا ہی یا اہل حدیث
مین خوب سمجھو **آٹھوان قول** شادیون مین عورتین تھوڑی یا بہت دیر تک ڈھول
بجا کر آہستہ یا پکار کر گیت گانا خلاف شرع اور حرام ہی **نوان قول** اہل قبور کی
زیارت عورتون پر ناجائز ہی خواہ وہ عرس کا وقت ہو یا غیر وقت بلکہ قبرون کا عرس کرنا
حرام ہی بزرگون کے مزارون کے پاس جا کر بحث کرنا اور وہان بکرا ذبح کرنا اور لوگون
کو کھلانا اگرچہ وہان مستحق اور مساکین فراہم ہون بالکل فعل ممنوع الشریعۃ ہی جانور قبر
اور اُسکے قریب وجوار مین ذبح کرین تو حلال ہوسکتا ہی **دسوان قول** مقلدین جو شیخ
عبد القادر جیلانی کی نسبت لاف زنی کرتے ہین کہ بچپن مین جناب خداوند تعالی سے
ہمکلام ہوئے محض بے اصل اور لغویات ہی **گیارھوان قول** مقلدین مذہب اربعہ
بروز قیامت اپنے اپنے امام کے ساتھ محشور ہونگے اور اہل حدیث بوجہ عدم تقلید
زیر لوائے امام الائمہ واشرف الانبیا کے ہونگے اور نجات دوزخ سے ملے گی اور یہ
جو مقلدین کہتے ہین کہ غیر مقلد بوجہ عدم تقلید کے دوزخ مین جاوین گے بالکل غلط
اور بے دلیل ہی **بارھوان قول** زمین پر فساد کرنے والون کی جو مذمت قرآن مین آئی
ہے اسکے مصداق بدعتی مقلدین ہین نہ کہ اہل حدیث چونکہ مقلدین کے فساد سے نہ صرف
دین پارہ پارہ ہو گیا بلکہ کعبہ شریف مین بجائے ایک کے چار مصلّے حادث کرکے پورے
مفسد بن گئے ہین۔ الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب قول اوّل کا یہ ہی کہ حلال جانور نیاز کے لیے مشہور کیا جاوے باین طور کہ
ثواب اُس جانور کا ذبح کرکے اُس ولی اللہ کی روح پاک پر پہنچایا جاوے تو وہ جانور
حلال ہی کما قال فی التفسیر الاحمدی ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ھو الرسم
فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ علیہا وقت الذبح وان کانوا

ینذر ونہا لہ لان مطلق المنذور لا یحرم اکلہ اذا ذکر اسم اللہ علیہ وقت الذبح
بل الحرام ھو المنذور الذی تقرب فیہ الی غیر اللہ کما قال فی الدر المختار واعلم ان
النذر الذی یقع للاموات بین اکثر العوام تقربا الیہم فھو بالاجماع باطل وحرام
انتہی وایضا قال ملاجیون فی منھیتہ علی القول المذکور ولما بحسب النذر
فقد تقرر ان النذر لغیر اللہ حرام ونذر الاولیاء ماؤلہ بان النذر للہ و
ثوابہ لہم انتہی اور اولیاء اللہ کی نیاز کے یہ معنی ہین کہ کھانے یا شیرینی وغیرہ کا ثواب
اُس ولی اللہ پر پہنچایا جاتا ہے اور اُسکو اللہ تعالی کے واسطے کھلایا جاتا ہے یہ سنت اور حلال
ہے اور باعث ثواب اور اجر ہے اور اُسکا منع کرنے والا بدعتی فاسق اور گمراہ ہے قال فی
الدر المختار الاصل ان کل من اتی بعبادۃ ما لہ جعل ثوابہا لغیرہ انتہی وقال
فی رد المحتار علی قولہ بعبادۃ ما) ای سواء کانت صلاۃ او صوما او صدقۃ او
قراءۃ او ذکرا او طوافا او حجا او عمرۃ او غیر ذلک وقولہ لغیرہ ای من الاحیاء و
الاموات اھ بعرض البعض وفی المشکوۃ الشریفۃ عن عائشۃ رضی اللہ تعالی
عنہا قالت ان رجلا قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان امی افتلتت نفسہا
واظنہا لو تکلمت تصدقت فھل لہا اجر ان تصدقت عنہا قال نعم متفق
علیہ انتہی قال فی شرح اللمعات وفی الحدیث دلیل علی ان ثواب الصدقۃ
یصل الی المیت وکذا حکم الدعاء وھذا ھو المذھب الحق انتہی جواب قول
دوسرے کا یہ ہے کہ بڑے پیر صاحب یعنی حضرت غوث الثقلین شیخ محمد عبد القادر جیلانی
رضی اللہ تعالی عنہ کی گیارھوین کی فاتحہ کرنا باعث اجر اور خیر اور برکت کا ہے اور اچھا طریقہ
ہے اسکو بدعت کہنے والا گنہگار ہے اسکے جواز اور استحسان کا بڑے بڑے محدثین محققین
نے قول کیا ہے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح اپنی کتاب ما ثبت بالسنۃ مین بعد ذکر
وفات حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ کے تحریر فرماتے ہین قلت فبھذہ الروایۃ
یکون عرسہ تاسع الربیع الآخر وھذا ھو الذی ادرکنا علیہ سیدنا الشیخ الامام
العارف باللہ عبد الوھاب القادری المتقی المکی فانہ قدس سرہ کان یحافظ

فی یوم عرسہ رضی اللہ عنہ ھذا التاریخ اما اعتماداً علی ھذہ الروایۃ او علی ما روی من الشیخ الکبیر علی المتقی اومن غیرہ من المشایخ رحمۃ اللہ علیہم وقد اشتھر فی دیارنا ھذا الیوم الحادی عشر ھو المتعارف فی مشایخنا من اھل الھند من اولادہ رضی اللہ تعالی عنہ انتھی جواب قول تیسرے کا یہ ہے کہ مولوی اسمعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان مین جملہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کو اُس مین جناب رسالت مآب محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہین اپنا بھائی کہا ہے اور اس مین گستاخی انبیا کی شان مین کی ہے خصوصاً جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مین کیونکہ حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے ازواجہ امہاتہم تو اس آیت کے مفہوم کی تقدیر پر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو باپ ٹھہرایا تو جناب سرور عالم کو باپ کہا ہوتا تو صحیح اور درست ہوتا بڑے غضب کی بات ہے کہ شرع جل شانہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا باپ گردانے اور مولوی اسمعیل دہلوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی قرار دین نعوذ باللہ منہ اگر کوئی اخوت اسلام کی وجہ سے اپنے باپ کو بھائی کہے تو وہ باپ کیسا برا مانے گا اور یہ بھائی کہنا اپنے باپ کو گستاخی مین شمار کیا جاویگا اسیطرح کوئی غلام اپنے مولی کو بوجہ اخوت اسلام کے بھائی کہے یا بادشاہ کو اُس کی رعیت چمار یا حلال خور بھائی کہے تو گو اخوت اسلام یہان متحقق ہو مگر نہایت گستاخی کی بات ہے نہ کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سید العالم ہین اور اگر یہ کہا جاوے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا اکرموا اخاکم یا کل مؤمن اخوۃ تو اس اعتبار سے بھائی کہتے ہین تو جواب اسکا یہ ہے کہ انکساراً اور تواضعاً واقع ہوا ہے جیسے کہ لا تفضلونی علی یونس بن متی تو چاہیے کہ موافق اس حدیث کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل حضرت یونس علیہ السلام سے نہ کہا جاوے حالانکہ یہ خلاف عقیدہ اہل سنت والجماعت کے ہے پس اسکا یہ لکھنا کہ جو شخص اسکے خلاف سمجھے وہ بڑا بدبختی اور ملحد ہے غلط اور بیہودہ کلمہ ہے جواب قول چہارم کا یہ ہے کہ بلاشک کتاب التوحید جو محمد ابن عبد الوہاب نجدی کی ہے اُسی کی تفسیر اور ترجمہ یہ تقویۃ الایمان ہے اور کتاب التوحید کا حاصل یہ ہے کہ تمام امتِ مرحومہ کافر اور مشرک ہے خصوصاً سنے والے

حرمین شریفین کیے تاکہ اُن کا مارنا لُوٹنا جہاد ٹھہرے اور اس بناپر عبدالوہاب نجدی نے
تمام اہل حرمین کو قتل کیا اور محقق علامہ شامی نے بھی باب البغاۃ مین اسکی قتل کا حال
اور تمام اُمتِ مرحومہ کو کافر کہنے کا حال مفصلاً لکھا ہی تقویۃ الایمان مین جملہ عقائد باطلہ اسی
کتاب التوحید سے اخذ کیے اور کتاب التوحید کا علمائے حرمین نے رد خوب طور سے کرکے
چھپوا دیا جس عقائد باطلہ کا ثبوت چاہو تو فقیر کے پاس کتاب التوحید موجود ہی ثبوت
اُسکا قطعی طور سے دیا جاوے ہان اتنی بات ضرور ہی کہ بعض عقائد مولوی اسمٰعیل نے
اپنی طرف سے بھی ایجاد کیے ہین کہ وہ کتاب التوحید مین نہین **جواب قول پانچوین کا**
یہ ہی کہ بلاشک وہابیون اور غیر مقلدون نے ہندوستان مین شائع ہوکر مسلمانون مین فساد
برپا کیا اور بڑی جماعت سے علیحدہ ہونے کی وجہ سے دوزخ مین جاوینگے چنانچہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ
ابن ماجۃ اور بھی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع
ربقۃ الاسلام عن عنقہ رواہ مسلم اور بھی حدیث مین وارد ہی علیکم بالجماعۃ
والعامۃ انتہی اور بھی فرمایا حق سبحانہ تعالی نے ما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا
اور بھی فرمایا حق سبحانہ تعالی نے وان تطیعوہ تھتدوا پس چونکہ غیر مقلدون نے مخالفت اللہ و رسول کے
قول کی کی اسلیے موافق ارشاد فیض بنیاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دوزخ مین جاوینگے **جواب قول چھٹے کا**
یہ ہی کہ جو یہ غیر مقلد چند کتابین غلط سلط پڑھ کر اپنے آپ کو مجتہد ٹھہراتے ہین اور
عقائد عبدالوہاب نجدی کے اختیار کرتے ہین اور پیرو اُسکے بنتے ہین بلاشبہ یہ انکی
قلت علم کی وجہ ہی ورنہ گروہ اعظم مومنین کو جو قریب بارہ سو سال سے چلا آیا ہی اور تمام
عالم کے بڑے بڑے محدث اور فقیہ اور عالم اور اولیاء اللہ اور عام اور خاص اسکی
پیروی کررہے ہین اور مثل اجماع کے قائم ہی اُس کو ناپاک راہ و رسم کا پیرو کہتے بہت غور
کرنے کی بات ہی تمام عالم کے علما اور اولیاء اللہ اور محدث بڑے بڑے مقلد ہین
یہ سب ناپاک رسم کے پیرو ہین خدا بھی خدا کا خوف نہین کرتے جو انکی زبان پر آتا
ہے وہ بیباکانہ نکال ڈالتے ہین بارہ سو سال سے تقلید اماموں کی چلی آتی ہے

بلکہ علمائے فحول نے وجوب کا قول کیا ہی یہ جاہل اور بدعتی ہوئے اور چند اشخاص جاہل
ہند کے بیس تیس سال سے کہ جنکا امام مولوی نذیر حسین دہلوی ہی یہ ناجی اور ذی علم ٹھہرے
اور نیز یہ جاہل یہ نہیں جانتے کہ تقلید شخصی پر اجماع مومنین ہو گیا ہی مخالفت اجماع کی
کرنے والا ناری جہنمی ہی اگر تائب نہ ہوں تو انکا برا حال ہو گا فی عقد الجید یجب علی
العامی ان یلزم مذہبا معینا انتہی وایضا قال جلال الدین المحلی فی شرح جمع
الجوامع یجب علی العامی وغیرہ ممن لم یبلغ مرتبۃ الاجتہاد التزام مذہب معین
من مذاہب المجتہدین انتہی وقال محی الدین النووی فی روضۃ الطالبین
اما الاجتہاد المطلق فقالوا اختتم بالائمۃ الاربعۃ حتی اوجبوا تقلید واحد
من ہولاء علی الامۃ ونقل امام الحرمین الاجماع علیہ انتہی وایضا قال فی الطحطاوی
فی کتاب الذبائح فعلیکم یا معشر المؤمنین باتباع الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ
باہل السنۃ والجماعۃ فان نصرۃ اللہ تعالی وتوفیقہ فی موافقتہم وخذلانہ
وسخطہ ومقتہ فی مخالفتہم وہذہ الطائفۃ الناجیۃ قد اجتمعت الیوم فی
مذاہب الاربعۃ ہم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون ومن
کان خارجا من ہذہ المذاہب الاربعۃ فی ہذا الزمان فہو من اہل البدعۃ
والنار انتہی وقال ابن الہمام فی تحریر الاصول انعقد الاجماع علی عدم العمل
بالمذہب المخالف للائمۃ الاربعۃ انتہی جواب قول ساتویں کا یہ ہی کہ یہ کہنا
اسکا اور کبھی امام اور مجتہد اور غیر نبی سے امید دین و السنہ کرکے تقلید کی ناپاک دلدل
مین پھنسے ہیں نہایت بیہودہ کلمہ ہی یہ ناپاک یہ نہیں جانتے کہ مجتہد کی اتباع عین نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی اتباع ہی کیونکہ قرآن اور احادیث مشتمل ہی او پر چند مقصود کے اس مین بعض
آیات اور احادیث درباب احکام واقع ہین یعنی فرض اور واجب اور مندوب اور مباح
اور حرام اور مکروہ وغیرہ اور بعض عقائد ہین اور بعض قصص مین اور بعض تقدیس اور تحمید
اور تنزیہ الہی مین اور بعض وعدہ اور وعید مین جو کہ کل قرآن کی تفصیل بیان کی جاوے
اسکو تفسیر قرآن کہتے ہین اور جو آیات اور احادیث کہ عقائد اور احکام کے باب مین مدین

صرف اُسکی تفسیر اور تفصیل کو علم فقہ کہتے ہین پس علم فقہ کوئی جدا خلاف آیات اور احادیث
کے علم نہ ہوا بلکہ آیات اور احادیث کی تفصیل اور تفسیر ہی جو بڑے بڑے علما تابعین اور
مجتہدین نے کی ہی پس جیسا کہ تفسیر پر عمل کرنے سے خلاف قرآن اور حدیث لازم نہین
آتا اسی طرح فقہ پر عمل کرنے سے خلاف قرآن اور حدیث لازم نہین آتا مجتہد کے
قول کا اتباع عین نبی کے قول کا اتباع ہی جیسے اُستاد کے قول کے اتباع سے کہ
جو قرآن اور حدیث کے مطلب بیان کرتے ہین اور بتاتے ہین عین خدا اور رسول صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم کی اتباع ہی اسیطرح مجتہد کی اتباع عین خدا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالے
علیہ وسلم کی اتباع ہی یہ جہلا غیر مقلد لوگون کو گمراہ کرتے ہین اور یہ دھوکا دیتے ہین کہ ہم
اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے ہین اور اسی پر مامور ہین چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہی اطیعوا
اللہ واطیعوا الرسول اور امام ابوحنیفہ اور شافعی رحمہما اللہ تعالی کی اتباع پر مامور نہین ہین
اور ہم محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت مین ہین نہ امام ابوحنیفہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہما
کی تو یہ انکی نہایت حماقت پر دلالت کرتا ہی کیونکہ جب امام ابوحنیفہ اور شافعی رحمۃ اللہ
علیہما خدا اور رسول صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے قول کے مطلب بتاتے ہین تو اُن کی
اتباع اور اُنکے قول پر عمل کرنا عین خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر عمل کرنا ہی
حالانکہ حق سبحانہ تعالی بھی ارشاد فرماتا ہی واتبع من اناب الی پس اتباع ائمہ مجتہدین کی
اتباع من اناب الی میں داخل ہی پس اتباع من اناب الی کہ وہ مجتہد اور اولیاء اللہ ہین
اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مغائر نہین اور نیز اتبعوا السواد الاعظم فانہ من
شذ شذ فی النار کے مغائر نہین اور نیز ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین
لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا
کے منافی نہین اور نیز اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کے مخالف نہین بلکہ سواد اعظم
اور سبیل مومنین اور پر تقلید شخصی کے ہی اور غیر مقلدین الشاذ کالمعدوم اعتبار سے ساقط اور
داخل وعید مذکور ہین اور یہ بھی جان لو کہ جو کہ دو ن شخص علما میں سے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے قول کے معنی بیان کرین گے وہ صحیح ہونگے اور مانے جاوین گے موافق

اس حدیث شریف کے لا تجتمع امتی علی الضلالۃ اور موافق اس حدیث شریف کے اذا رأیتم اختلافا فعلیکم بالسواد الاعظم رواہ ابن ماجہ والدارقطنی نہ کہ چند اشخاص جاہلون کی کہ چند کتابین غلط سلط پڑھ کر مجتہد بن بیٹھے اور محدث بلکہ اصل مین یہ لوگ محدث بسکون حا ہین اگر زیادہ تفصیل وجوب تقلید شخصی کی بحث کی منظور ہو تو انتصار الحق اور جواہر التنزیل کو ملاحظہ فرمائے جواب قول آٹھوین کا یہ ہی کہ شادیون مین اگر دف بجا کر گائین تو درست ہی اور شرع سے ثابت ہی فی الحدیث زفت امرأۃ الی رجل من الانصار فقال نبی اللہ ما کان معکم لہو فان الانصار یعجبہم اللہو انتہی اور نیز حدیث جاریتان جو کہ مروی ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے معروف ہی جواز مین البتہ ڈھول بجا کر گانے کی تصریح فقیر نے نہین دیکھی جواب قول نوین کا یہ ہی کہ عورتون کو اہل قبور کی زیارت کے جانے کی اجازت ہی اول اسلام مین جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت قبور سے منع فرمایا تھا پھر بعد کو اجازت عطا فرمائی فی الحدیث نہیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروہا کما فی صحیح مسلم وفی رد المحتار اما علی الاصح من مذہبنا وہو قول الکرخی وغیرہ من ان الرخصۃ فی زیارۃ القبور ثابتۃ للرجال والنساء جمیعا انتہی اور نیز بزرگون کی قبر کے پاس اس غرض سے کھانا پکوانا کہ وہان کے مساکین کو کھلایا جاوے تو کچھ مضایقہ نہین فی البحر الرائق والبیضاوی العلمکیری ان اطعم الفقراء الذین بباب السید لنفسہ ونحوہ او اشتری حصیرا لمسجد الذی بہا او وقودا او دراہم لمن یقوم بشعائرہا ممن یکون فیہ نفع الفقراء والنذر للہ تعالی وذکر الشیخ انما ہو محل لصرف النذر لمستحقیہ یجوز ذلک ولا یحل صرفہ الا الی الفقراء لا الی ذی علم الغنی ولا لحاضری الشیخ الا ان یکون واحدا من الفقراء انتہی اور اسی طرح جانور قبر کے قریب یا قبر پر واسطے خیرات یا دعوت کے ذبح کرے تو حلال ہی البتہ اگر ذبح مین تقرب اس اہل قبر کا ہو تو بوجہ تقرب الی غیر اللہ کے حلال نہ ہوگا جواب قول دسوین کا یہ ہی کہ معتقدین حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی نسبت یہ نہین کہتے کہ ہمکلام اللہ تعالی سے مثل نبی علیہ السلام کے ہوئے بلکہ دعوی یہ کرتے ہین کہ الہام سے طور پر ہمکلام ہوئے اور یہ محال اور خلاف شرع نہین قال اللہ تعالی

وما كان لبشر ان يكلمه الله الا ان يوحي اليه وحيا في المنام او بالهام او الا من ورا حجاب بان يسمع كلامه ولا يراه كما وقع لموسى عليه السلام كما في الجلالين جواب قول گیارھوین کا یہ ہی کہ بیشک غیر مقلدین بیدین ہین اگر توبہ نہ کرین گے تو دوزخ مین جاوین گے موافق فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار اور موافق اس آیت کریمہ کے ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المومنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا جواب قول بارھوین کا یہ ہی کہ فساد کرنے والے زمین پر کہ جنکی مذمت قرآن شریف مین وارد ہوئی ہی لا تفسدوا في الارض بعد اصلاحها مصداق اسکے فرقہ ضالہ غیر مقلدین ہین کہ انھون نے سواد اعظم کو چھوڑکر ایک نیا رستہ نکالا آپ بھی گمراہ ہوئے اور دوسرون کو بھی شیطان مجسم بنکر گمراہ کرتے ہین اور نہ بیت اللہ کے متولی اور متصرف مقلد لوگ ہین نہ غیر مقلد اور حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے ان اولیاءہ الا المتقون یعنی نہین ہین ولی بیت اللہ کے مگر پرہیزگار تو معلوم ہوا اس آیت کریمہ سے کہ غیر مقلد فاسق فاجر ہین اور یہ بیت اللہ کے ولی نہین فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ قبر اگر دھنس گئی ہو تو اسپر مٹی چڑھانا درست ہی یا نہین۔ **الجواب ہو الموفق للصواب**

صورت مسئول عنہا مین قبر پر مٹی چڑھانا درست ہی فی الفتاوی الحاوی خربت القبور فلا باس بتطیینہا وایضا فیہ فی کفایۃ الشعبی کان عصام بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ یطوف حول المدینۃ ولیم قبور الخربۃ انتہی واللہ سبحانہ اعلم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ اگر ایک مرتبہ نماز جنازہ ہوگئی ہو تو پھر دوبارہ اسپر نماز پڑھنا جائز ہی یا نہین۔ **الجواب ہو الملہم للصواب**

اگر ایک مرتبہ نماز جنازہ ہوگئی ہو تو پھر اسپر دوبارہ نماز جنازہ عند الحنفیہ نہ پڑھنا چاہیے فی الفتاوی الحاوی فی الذخیرۃ ولا یصلی علی میت الامرۃ واحدۃ وہذا مذہبنا الا ان یکون الذی صلی علیہ اول مرۃ غیر الولی فحینئذ یکون للولی حق الاعادۃ انتہی۔ واللہ سبحانہ اعلم العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ مین کہ بعد نماز جنازہ کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا واسطے
میت کے جائز ہے یا نہین۔ بینوا توجروا۔ **الجواب** ومنہ التوفیق للصواب
صورت مستفسرہ مین بعد نماز جنازہ کے دعا کرنا واسطے میت کے ممنوع ہے فی فتاوی السراجیۃ
اذا فرغ من الصلوۃ لا یقوم بالدعاء انتہی و ایضا فی المرقاۃ ولا یدعو للمیت بعد صلوۃ الجنازۃ لانہ
یشبہ الزیادۃ فی صلوۃ الجنازۃ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ
سوال اس آیت کریمہ کی ولیخش الذین لو ترکوا من خلفہم ذریۃ ضعافا خافوا علیہم
فلیتقوا اللہ الآیۃ موافق مذاق عرفا کے تفسیر اور تاویل بیان کیجیے فقط
الجواب فقیر کو اتنی لیاقت کہان کہ بطور مذاق عرفا تفسیر بیان کرے مگر الامر فوق الادب
تاویل بیان کی جاتی ہے۔ **قولہ تعالی** ولیخش ای لیخف علی الیتمی الذین لو ترکوا ای قاربوا ان
یترکوا من خلفہم ای بعد موتہم ذریۃ ضعافا اولادا صغارا خافوا علیہم الضیاع فلیتقوا
اللہ فی امر الیتمی ولیاتوا الیہم ما یحبون ان یفعل بذریتہم من بعد موتہم ولیقولوا للمریض قولا سدیدا
صوابا بان یامرہ ان یتصدق بما دون الثلث ولا یسرف فی الوصیۃ ولا یجحف بالورثۃ عدوا بالاسبطل الحقوق فلا یمنع الوصیۃ انتہی ہذا ہو الصحیح وعندی بفضل اللہ سبحانہ لہ تاویل آخر ایضا
قولہ ولیخش الاولیاء الذین یعنی لیخف علی الطالبین الناقصین الذین ماتوا شیوخہم ولقوا الشیوخ
الذین حصل لہم فضل من اللہ تعالی وتقدس بواسطۃ المرشد الکامل الباذل فیض خاص وہو الفناء
الاکمل والبقاء الاتم وہم شیوخ الطریقۃ اعنی قطب الاقطاب لو ترکوا ای شیوخ الطریقۃ من خلفہم
ذریۃ ای المریدین والمخلصین کما قال فی الخطیب الذریات ہنا تصدق علی الآباء والابناء فان
المومن اذا کان عملہ کثیرا الحق بہ من ہو دونہ فی العمل ابا کان او ابنا وہذا منقول عن ابن عباس رضی اللہ
عنہ وغیرہ ویلحق بالذریۃ من النسب الذریۃ بالسبب وہو المحبۃ فان کان معہا اخذ علم او اخذ عمل کان
اتم فیکون ذریۃ الافادۃ کذریۃ الولادۃ انتہی ضعافا ای ناقصین غیر مکملین خافوا ای الشیوخ علیہم
ای علی مریدیہم الناقصین الضیاع ای ضیاع الفیض وذہاب النسبۃ الموہوبۃ ای کما خافوا علی
مریدیہ الناقص ضیاع الفیض فکذلک خافوا علی الطالب الناقص عاما ولاجل ہذا قال لحضرۃ
القطب الاقطاب یرلی کل طلاب الاکناف الذین ماتوا شیوخہم سواء کانوا مریدیہ او مریدی غیرہ ای
من ای شیخ ہو اخذ الطریقۃ وحصل البیعۃ وہو ناقص یعنی قطب الاقطاب طلاب ناقصین

تمام عالم را تربیت میکنند گو آن طالب صادق مرید غیر باشد و بکسی طریقہ بیعت اخذ کردہ باشد و گو آن مرید این امر را اخذ یا نماند پس قطب الاقطاب ہمچنانکہ تربیت مرید ناقص خود میکند ہمچنین مریدین ناقصین غیر را اما اللہ سبحانہ وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ فقط پائجامہ پہنے ہو اور کرتہ یا انگرکھا بوجہ گرمی کے نہ پہنا اور نماز پڑھی تو نماز مکروہ ہوئی یا نہین اور اگر آستینین کہنیون تک چڑھا کے نماز پڑھے تو کراہیت ہی یا کیا۔

الجواب صورت مسئول عنہا مین فقط پائجامہ پہنے ہوئے نماز پڑھے تو مکروہ ہی فی فتاوے حاوی فی الخلاصۃ لو صلی بالسراویل والقمیص عندہ یکرہ انتہی اور جواب مسئلہ دوسرے کا بھی یہ ہی کہ مکروہ ہی فی فتاوی حاوی وفی السراجیۃ لو صلی وقد رفع کمیہ الی المرفقین یکرہ انتہی واللہ سبحانہ اعلم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ جن فرضون کے بعد سنت پڑھی جاتی ہے جیسے ظہر اور عشا اور مغرب ان فرضون کے بعد دعا مانگ کر پھر سنت پڑھنا افضل ہی یا صرف اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذا الجلال والاکرام کہنا اور فصل اوراد مثل آیت اور تسبیحات وغیرہا کے بھی افضل ہی یا نہین فقط الجواب ومنہ التوفیق الی الصواب اس باب مین فقیر نے اول بھی فتوی لکھا ہی جس کا حاصل یہ ہی کہ دعا مانگنا افضل نہین البتہ بعض فتاوی سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ قلیل دعا مانگنا مستحب اور اولی ہی دعا طویل نہ چاہیے مگر محققین کے قول سے یہی ثابت ہوتا ہی کہ افضل دعا کا نہ مانگنا ہی اور اسی طرح محققین فقہا سے یہ امر ثابت ہی کہ فصل اذکار طویلہ کا بین الفرض والسنۃ نہ کیا جاوے بلکہ مکروہ ہی

فی فتح القدیر وفی الشافی کان علیہ الصلوۃ والسلام اذا سلم یمکث قدر ما یقول اللھم انت السلام ومنک السلام وتبارکت وتعالیت یاذا الجلال والاکرام وایضا فیہ والحاصل انہ لم یثبت عنہ علیہ الصلاۃ والسلام الفصل بالاذکار التی یواظب علیہا فی المساجد فی عصرنا من قراءۃ آیۃ الکرسی والتسبیحات واخواتہا ثلاثا وثلاثین وغیرہا بل ندب توالیہا انتہی وایضا فی ردالمحتار ویکرہ تاخیر السنۃ الا بقدر اللھم انت السلام الخ وفی الحموی ان قراءۃ الاوراد بین الفرض والسنۃ

کروہ تنزیہاً انتہی و فی فتاوی حاوی اذا فرغ الامام من صلاۃ المغرب یستحب لہ ان یشتغل بالدعاء قلیلاً ثم یصلی رکعتین انتہی ناقلاً من نصاب الفقہ و ایضاً فیہ فی الفتاوی الخوارزمیۃ المعروفۃ بالتتمہ سئل البقالی رحمہ اللہ عمن یصلی الفرض فی الاوقات الشریفۃ الاولی فی حقہ ان یشتغل بالدعاء ثم بالسنۃ ام بالسنۃ ثم بالدعاء فقال الاولی ان یشتغل بالدعاء ثم بالسنۃ انتہی و فی الاشباہ الاشتغال بالسنۃ عقیب الفرض افضل من الدعاء انتہی واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر شتر کے کنوئیں میں دو ایک مینگنی بکری کی گر پڑی تو کنواں ناپاک ہے یا پاک۔

الجواب صورت مسئول عنہا میں اختلاف فقہا کا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ کنواں پاک ہے۔ فی الدر المختار ولا نزح فی بول فارۃ ولا بخرء حمام و عصفور و بعرتی ابل و غنم انتہی ملخصاً قال فی ردالمحتار علی قولہ و بعرتی ابل و غنم) ای لا نزح بہما وہذا استحسان قال فی البحر فلا ینجس الا اذا کان کثیراً سواء کان رطباً او یابساً صحیحاً او منکسراً ولا فرق بین ان یکون للبئر حاجز کالمدن اولا کالفلوات ہو الصحیح انتہی۔ واللہ سبحانہ اعلم العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گھی یا تیل پتلا اگر نجس ہو جاوے اور برتن کے نیچے یعنی تلی میں چھید کر دیا جاوے اور پانی اس میں ڈالکر تین مرتبہ ٹپکا لیا جاوے یا پانی برتن میں ڈالکر ہلا دے پھر جب پانی اوپر آ رہے تب اس پانی کو جدا کر لے یعنی انڈیل لے تو آیا وہ گھی یا تیل مذکور پاک ہو جائیگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب صورت مسئول عنہا میں وہ گھی اور تیل پاک ہو جائیگا فی الفتاوی تنقیح الحامدیۃ سئل فی فارۃ وقعت فی سمن مائع وماتت فیہ فاذا وضع فی اناء مخروق الاسفل وصب علیہ الماء ثم انحدر الماء من اسفلہ ثلاث مرات او صب علیہ الماء فطفا فرفع ثلاث مرات فہل یطہر بکل من ہذین الصنفین الجواب نعم یطہر کما فی طہارۃ الخیریۃ و ہکذا روی عن ابی یوسف و علیہ الفتوی انتہی و ہکذا فی الفتاوی الخیریۃ واللہ سبحانہ اعلم

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ۔

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ روز جمعہ جو ندا قبل از سنت پکارتے ہیں الصلوٰۃ قبل الجمعۃ رحمکم اللہ کے الفاظ سے یہ ندا پکارنا جائز ہی یا نہیں اور جو شخص اس پکار کو منع کرے اور بدعت سیئہ کہے اسکے واسطے کیا حکم ہی اور جو اس ندا پکارنے والے کو بدعتی کہے اسکے لیے شرع سے کیا حکم ہے۔ **الجواب** واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں سنت جمعہ کے واسطے الفاظ مذکورہ یعنی الصلاۃ سنت قبل الجمعۃ الخ پکارنے کے جواز کی روایت کوئی دیکھنے میں نہیں آئی اور تثویب جس کو فقہائے متاخرین نے مستحسن لکھا ہی وہ مخصوص بفرائض ہی اور سنن رواتب یا غیر رواتب کے واسطے نہیں ہے چنانچہ رد المحتار میں ہی الفروض الخمسۃ تحتاج الی الاعلام انتہی اور نیز تثویب واسطے اعلام غائبین کے ہی جماعت کے لیے فی رد المحتار لان التثویب الاعلام الجماعۃ وہم فی المسجد جالسون لضیق الوقت انتہی اور سنن رواتب وغیرہا میں یہ علت متحقق نہیں اور نیز تثویب اعلام ثانی کو کہتے ہیں فی رد المحتار التثویب العود الی الاعلام بعد الاعلام انتہی اور جیسے کہ اعلام اول میں کہ اذان ہی مسنون یہ امر ہی کہ واسطے صلوٰۃ مفروضہ کے ہو نہ سنن کے چنانچہ در مختار میں ہی وہو سنۃ مؤکدۃ للفرائض ولیس لغیرہا انتہی اسی طرح تثویب کہ مثل اذان کے ہے واسطے اعلام غائبین کے فرائض کے لیے ہی نہ سنن کے واسطے پس جو کوئی اس پکارنے کو منع کرے اور بدعت سیئہ کہے اس کو برا نہ کہنا چاہیے اسواسطے کہ تثویب کو فی الواقع متقدمین نے مکروہ لکھا ہی اور نیز بدعت کا قول کیا ہی البتہ متاخرین نے تثویب کو فرائض کے لیے مستحسن لکھا ہی نہ سنت جمعہ کے واسطے پس یہ بحث سے خارج ہی اور جو شخص کہ اسکو بدعت سیئہ کہتا ہی وہ اس بنا پر ہی کہ عنایہ شرح ہدایہ وغیرہ میں لکھا ہی کما روی علیا رای مؤذنا یثوب فی العشاء فقال اخرجوا ہذا المبتدع من المسجد وروی مجاہد قال دخلت مع ابن عمر مسجدا فصلی فیہ الظہر فسمع مؤذنا یثوب فغضب وقال قم حتی تخرج من عند ہذا المبتدع ومثلہ فی الفتح القدیر پس جو شخص بدعت سیئہ کہے اسپر طعن نہ کرنا چاہیے کیونکہ جبکہ فرائض کے واسطے اطلاق بدعت سیئہ کا واقع ہوا تو سنن قبل از جمعہ کے واسطے تو بدرجہ اولیٰ اطلاق صحیح ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ اعلم۔ السید العبیب محمد یاسین علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین ان چند مسائل مین اوّل یہ کہ خطبہ جمعہ وعیدین کا کیا ہے سنت ہی یا واجب اور ان دونون مین اور خطبہ اولی اور ثانی مین کچھ فرق ہی یا نہین دوسرے یہ کہ ایک شخص خطبہ پڑھے اور دوسرا شخص نماز جمعہ پڑھائے تو کیسا ہی اور ثانی خطبہ پڑھتے وقت نماز سنت یا نفل یا قضا وغیرہ پڑھنا جائز ہی یا نہین تیسرے یہ کہ کوئی شخص اگر یون نذر کرے کہ اگر بیٹا میرا بیماری سے صحت پاوے تو خدا کے واسطے مصلیان کو کھانا کھلاؤنگا تو آیا یہ کھانا اغنیا کو کھانا جائز ہی یا نہین اور ہنود کی نذر وصدقہ وغیرہ لینا اور اُنکی ضیافت قبول کرنا کیسا ہی اور سود خوار کو جو بکرا مرغا وغیرہ قرضدار لوگ اس غرض سے دیتے ہین کہ ہمپر کچھ تخفیف کرے گا اُسکو کھانا کیسا ہی بینوا توجروا۔ فقط

الجواب ہو الموفق للصواب

جواب سوال اوّل کا یہ ہی کہ جمعہ کی نماز کے واسطے خطبہ پڑھنا شرط ہی اور عیدین کی نماز کے بعد خطبہ پڑھنا سنت ہی فی العلمگیریۃ ویشترط للعید ما یشترط للجمعۃ الا الخطبۃ فانہا سنۃ بعد الصلاۃ ویجوز الصلاۃ بدونہا انتہی ملخصا وایضا فی الدر المختار فانہا سنۃ بعدہا) قال علیہ العلامۃ الشامی بیان للفرق وہو انہا سنۃ لا شرط وانہا بعدہا لا قبلہا بخلاف الجمعۃ انتہی اور خطبہ اولی اور ثانی دونون سنت ہین فی الدر المختار ویسن خطبتان انتہی قال علیہ فی رد المحتار لا ینافی ما مر من ان الخطبۃ شرط لان المسنون ہو تکرارہا مرتین والشرط احدہما انتہی جواب سوال دوسرے کا یہ ہی کہ مناسب یہ ہی کہ جو خطبہ پڑھے وہی شخص امامت نماز جمعہ کی کرے فی العلمگیریۃ لا ینبغی ان یصلی غیر الخطیب انتہی اور ثانی خطبہ پڑھتے وقت نماز سنت ونفل پڑھنا جائز نہین فی الدر المختار اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام الی تمامہا ای الخطبۃ رد المحتار اور صاحب ترتیب کے واسطے تو نماز قضا پڑھنا جائز بلکہ واجب ہی فی الدر المختار خلا قضاء فائتۃ لم یسقط الترتیب بینہا وبین الوقتیۃ فانہا لا تکرہ انتہی بل یجب فعلہا اھ شامی اور اگر صاحب ترتیب نہین ہی تو قضا نماز پڑھنا مکروہ ہی فی رد المحتار وان سقط الترتیب تکرہ انتہی اور جواب سوال تیسرے کا یہ ہی کہ یہ نذر ہی اور نذر کا مصرف فقرا ہین اغنیا کو کھانا جائز نہین فی البحر الرائق ان مصرف النذر الفقراء وقد وجد المصرف ولا یجوز ان یصرف ذلک لغنی غیر محتاج ولا شریف

نسبب لانہ لایحل لہ الاخذ مالم یکن فقیراً محتاجاً انتہی اور صدقہ کی چیز فقیر سے مول لینا جائز ہے اگر اُس نے صدقہ بطور مشروع لیا ہو ورنہ ناجائز فی العلمگیریۃ ومن کان لہ قوت یومہ لایحل لہ السوال وماجمع السائل من المال فہو خبیث انتہی یعنی اگر صدقہ بغیر ضرورت معتبرہ شرعیہ کے لیا ہو تو وہ مال صدقہ خبیث اور حرام ہے اُسکا خریدنا بھی نادرست ہے اور ہنود کا ہدیہ وغیرہ لینا اس حالت میں سلے کہ صلابت اور عزت اُسکی ہدیہ لینے سے کم نہ ہوگی اور نہ اُسکو ہنود سے نرمی کرنا پڑے گی بسبب قبول ہدیہ کے تو ہدیہ لینا ہنود کا درست ہے ورنہ نادرست چنانچہ علمگیری مین مشرک سے ہدیہ لینے کے باب مین لکھا ہے وقبل من شخص انہ لو قبل منہ لایقل صلابتہ وعزتہ فی حقہ ولایلین بسبب قبول الہدیۃ کذا فی المحیط انتہی اور ضیافت قبول کرنا ہنود کی اگر وہ اہل ذمہ ہون تو درست ہے فی العلمگیریۃ ولاباس بالذہاب الی ضیافۃ اہل الذمۃ انتہی اور سود خوار کو صورت مستفسرہ مین جو کرا مرعاو دیتے ہین یہ اُسکو کھانا مناسب نہین البتہ اگر اول سے عادت دینے کی ہو تو کچھ مضائقہ نہین فی العلمگیریۃ قال محمد لاباس بان یجیب دعوۃ رجل لہ علیہ دین قال شیخ الاسلام ہذا الجواب الحکم فاما الافضل ان یتورع عن الاجابۃ اذا علم انہ لاجل الدین او اشکل علیہ الحال انتہی ملخصا پس جبکہ دائن کو مدیون سے دعوت قبول کرنے مین کلام فقہا کا ہے تو سود خوار کو تو بعوض سود کے یا بغرض تخفیف بدرجہ اولی لینا جائز نہ ہوگا۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ خطبہ جمعہ کا زبان اُردو یا فارسی مین پڑھنا بلا کراہیت جائز ہے یا کہ بکراہیت اور افضل کس زبان مین خطبہ کا پڑھنا ہے۔ بینوا توجروا۔ فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

خطبہ جمعہ کا زبان غیر عربی مین پڑھنے کے جواز مین امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو کچھ شک نہین اور قول شاذ کالمعدوم کا اعتبار نہین البتہ کراہیت اور افضلیت مین کلام ہے آیا جواز بکراہیت ہے یا بلا کراہیت اور افضل خطبہ پڑھنا عربی زبان مین ہے یا غیر عربی مین تو فقہا کے قول سے تو جواز مع الکراہیۃ مستفاد ہوتا ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ سے افضلیت عربی زبان مین پڑھنے کی ثابت ہو چنانچہ درمختار مین ہو وتبع
شروعه ایضا مع کراہۃ التحریم بتسبیح وتہلیل وسائر کلم التعظیم کما صح لو شرع بغیر عربیۃ ای لسان
کان وخصہ البردعی بالفارسیۃ وشرطا عجزہ وعلی ہذا الخلاف الخطبۃ انتہی وفی الہدایۃ ویروی
رجوعہ فی اصل المسئلۃ الی قولہما وعلیہ الاعتماد والخطبۃ والتشہد علی ہذا الخلاف انتہی ملخصا البتہ
خطبہ عربی زبان مین پڑھنے کو شرط نہین ٹھہرایا فی رد المحتار علی قول الدر المختار الخ الخطبۃ
لم یقید الخطبۃ بکونہا بالعربیۃ اکتفاء بما قدمہ فی باب صفۃ الصلاۃ من انہا غیر شرط ولو مع القدرۃ
علی العربیۃ انتہی وایضا فی فتاوی السراجیۃ ولو خطب بالفارسیۃ یجوز انتہی اور نیز شیخ
عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح سفر السعادت مین تحریر فرماتے ہین و افضل
آنست کہ خطبہ بزبان عربی باشد و نزد امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بغیر عربی نیز جائز ست
بہر زبان کہ باشد و بعض گفتہ اند از غیر عربی جز بفارسی روا نباشد و این فرع اختلافی
ست کہ میان وی و صاحبیہ در قراءت قرآن ست و آن در کتب مسطور ست و گفتہ اند
کہ وی در آخر رجوع کرد بقول ہما و ہو الصحیح وعلیہ المعول انتہی لیکن فقیر یہ کہتا ہو کہ بہت سے افعال
اور اعمال ایسے ہین کہ زمانہ سلف مین تو مکروہ تھے لیکن زمانہ اخیر مین وہ مستحسنات ہوئے
چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح سفر السعادت مین نقل فرماتے ہین
وبسا اعمال و افعال و اوضاع کہ در زمان سلف از مکروہات بودہ در آخر زمان از مستحسنات
گشتہ ام و ہکذا فی الفتاوی الخیریۃ وغیرہا اسی طرح سے خطبہ غیر زبان عربی مین پڑھنا اگرچہ
علمائے سلف سے پایا نہین گیا مگر چونکہ اسلام کو نہایت ہی ضعف ہو گیا ہو کہ وعظ اور
پند حاکم کی طرف سے منقطع ہو اول زمانہ مین حکام اہل اسلام کی طرف سے واعظین
ناصحین مقرر ہوتے تھے اور نیز عالم باللہ بھی للہ وعظ و نصیحت فرماتے رہتے تھے
اس زمانہ اخیر مین یہ بات متحقق نہین تو اگر آٹھوین روز بھی بذریعہ خطبہ کے انکو فہمائش
اور نصیحت انکی زبان مین ہوتی رہے تو انسب معلوم ہوتا ہو اسی وجہ سے بہت سے علما
باللہ نے خطبہ اردو اور فارسی زبان مین پڑھنا مستحسن اور افضل رکھا۔ فقط واللہ سبحانہ
اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ پائتابہ جسکے اوپر او نیچے چمڑا لگایا جاوے تو اُسپر مثل خفین کے مسح جائز ہی یا نہین اور منعل کس پائتابہ کو کہتے ہین بینوا توجروا۔ الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین پائتابہ مذکور پر مثل خفین کے مسح جائز ہی اور منعل وہ پائتابہ ہی کہ نیچے یعنی تلی مین چمڑا لگایا جاوے مثل جوتے کی فی العلمگیریۃ ویمسح علی الجورب المجلد وہو الذی وضع الجلد علی اعلاہ واسفلہ کذا فی الکافی والمنعل وہو الذی وضع الجلد علی اسفلہ کالنعل للقدم کذا فی السراج انتہی واللہ سبحانہ اعلم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ زید نے ایک مکان اپنا واسطے مصارف مسجد کے وقف کیا اور ہنوز متولی قائم نہین کیا تھا بلکہ آپ اسکا کرایہ وغیرہ تحصیل کرتا رہا اور مصارف مسجد مین لگاتا رہا اب زید مذکور کا انتقال ہوگیا تو آیا موافق مذہب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے عدم صحت وقف کا حکم دیکر وراثت اُس مین جاری ہوگی یا وقف صحیح اور درست ہوا۔ بینوا توجروا فقط الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین فقہا کا اختلاف واقع ہی لیکن ترجیح موافق مذہب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اسکو معلوم ہوتی ہی کہ وقف مذکور صحیح اور درست ہوا چنانچہ فتاوی عالمگیری مین ہی واذا کان الملک یزول عندہما یزول بالقول عند ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ وہو قول الائمۃ الثلثۃ وہو قول اکثر اہل العلم وعلی ہذا مشایخ بلخ وفی المنیۃ وعلیہ الفتوی کذا فی فتح القدیر وعلیہ الفتوی کذا فی السراجیۃ وبقول محمد رحمۃ اللہ علیہ یفتی کذا فی الخلاصۃ فصح عند ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ وقف المشاع خلافاً لمحمد رحمۃ اللہ علیہ وکذا جعل الولایۃ لنفسہ یصح عند ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ وہو ظاہر المذہب ولم یصح عند محمد رحمۃ اللہ علیہ انتہی وفی رد المحتار الفتوی اذا اختلف کان الترجیح لظاہر الروایۃ وفیہ من باب المصرف اذا اختلف وجب الفحص عن ظاہر الروایۃ والرجوع الیہا انتہی پس چونکہ اس باب مین فتوی مختلف ہی تو ترجیح ظاہر مذہب کو ہوگی اور نیز جو انفع للوقف ہو اُسپر عمل کیا جاوے فی رد المحتار وکذا لو کان احدہما انفع للوقف لما سیأتی فی الوقف والاجارات انہ یفتی بکل ما ہو انفع للوقف فیما اختلف العلماء فیہ کذا

لوکان احد ہما قول الاکثرین انتہی وایضافیہ والحاصل انہ اذا کان لاحد القولین مرجح علی الآخر ثم

صحح المشائخ کلامن القولین ینبغی ان یکون الماخوذ بہ ما کان لہ مرجح لان ذلک المرجح لم یزل

بعد التصحیح فیبقی زیادۃ قوۃ لم یوجد فی الآخر۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی عورت فوت ہوئی اور

کوئی محرم اُسکا وہان نہین ہی تو اُسکو قبر مین کون اُتارے بینوا توجروا۔

الجواب صورت مسئول عنہا مین عورت مذکورہ کو اُسکی پڑوسی جو کہ اہل تقویٰ اور صلاح

ہون وہ قبر مین اُتارین فی الفتاوی الخیریۃ سئل فی المرأۃ اذا ماتت ولیس لہا محرم من یلی دفنہا

اجاب یلی دفنہا جیرانہا من اہل الصلاح ولا یدخل احد من النساء القبر لان مس الاجنبی

ایاہا فوق الثوب یجوز عند الضرورۃ فی الحیاۃ فکذا بعد الوفاۃ صرح بہ الولوالجیۃ واللہ اعلم انتہی

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین ان چند سوالون کے جواب مین اوّل یہ کہ مطلق عقیقہ

کرنا مذہب حنفیہ مین کیسا ہی شرح سفر السعادت مین مخالفت ثابت ہی اور روایت عالمگیری

سے کراہت ثابت ہی اور قسطلانی سے بدعت ہونا عقیقہ کا ثابت ہی اور زید بن اسلم نے

عقیقہ کو مکروہ لکھا ہی اور صاحب تنویر القلوب تحریر فرماتے ہین کہ عقیقہ در مذہب حنفیہ

نہ سنت ست و نہ واجب و نہ مباح بلکہ مکروہ است صحیح ست یا نہ اور حجت البالغہ سے بھی

کراہت نکلتی ہی دوسرا سوال یہ کہ نکاح مین خطبہ پڑھنا کیسا ہی اور ایجاب وقبول کے اول

مین ہونا چاہیے یا بعد کو سوال تیسرا یہ ہی کہ عورت پردہ نشین کو ہتھیلی و چہرہ کھول کر غیر محرم

کے سامنے ہونا کیسا ہی اور حکیم کے لیے نبض دیکھنا اور موضع مرض معاینہ کرنا جائز ہے

یا نہین سوال چوتھا یہ کہ جو شخص کہ اپنی شہوت کو روک سکتا ہی اور زوجہ کے نفقہ سے عاجز

نہین اُس شخص کے واسطے نکاح کرنا افضل ہی یا ترک نکاح افضل ہی سوال پنجم یہ کہ

فضیلت جماعت کے واسطے کم سے کم کتنی شخص ہونا چاہیے۔ بینوا توجروا فقط

الجواب ہو الموفق للصواب

سوال اول کا جواب یہ ہی کہ مطلق عقیقہ کرنا ولد کا مذہب حنفیہ مین مختلف فیہ ہی بعض کے
نزدیک مستحب بعض کے نزدیک مباح ہی فی رد المحتار یستحب لمن ولد له ان یسمیه یوم اسبوعه و
یحلق راسه ویتصدق عند الائمة الثلاثة بزنة شعره فضة او ذهبا ثم یعق عند الحلق عقیقة اباحة
علی ما فی جامع المحبوبی او تطوعًا علی فی شرح الطحاوی انتہی اور نیز شرح سفر السعادت مین
ہے ونزد امام ابوحنیفہ عقیقہ سنت نیست امام محمد در مؤطا میگوید مارا چنین رسیدہ است
کہ عقیقہ از رسوم جاہلیت بود در اول اسلام نیز معمول شد پس ازان نسخ کرد اضحیہ ہر ذبح را
کہ پیش ازان بود انتہی وفی الفتاوی الحاوی ویعق المولود فی الیوم السابع او اربعة عشر او
احد وعشرین انتہی اور روایت عالمگیری کی اول کی عبارت معترض نے نہین دیکھی وہ یہ ہی العقیقة
عن الغلام وعن الجاریة وہو ذبح شاة فی سابع الولادة وضیافة الناس وحلق شعره مباح
لا سنة ولا واجب کذا فی وجیز الکردری انتہی اور عبارت قسطلانی سے بدعت ہونا عقیقہ کا
بعض کے قول سے ثابت ہی نہ اکثر کے قول سے اور پھر بھی محتمل رہیگا بدعت حسنہ اور
سیئہ دونون کو او جو زید بن اسلم سے روایت ہی سو اسکا مطلب یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اسکا نام عقیقہ رکھنا مکروہ جانتے تھے کیونکہ یہ عق والدین سے ہی اور اُسکے معنی قطع
کے ہے چنانچہ شرح سفر السعادت مین ہی چنانکہ مؤطا از زید بن اسلم از یکی از اصحاب آوردہ
کہ گفت کسی سوال کرد آن ازان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم از عقیقہ فرمود من عقوق را دوست
نمیدارم چون این لفظ از عقوق والدین کہ از اشد کبائر ست یاد میداد ذکر آن را مکروہ داشت
وچون صحابہ کراہت این لفظ ازان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فہمیدند ادائے این مقصود
بعبارتی دیگر کردند وگفتند نسک یعنی ذبح از فرزندان بکنیم فرمود کہ دوست میدارد کہ نسکی
از فرزندان بکند باید کہ از پسر دو گوسفند واز دختر یک گوسفند انتہی ملخصًا پس جو عبارت کہ
صاحب تنویر القلوب تحریر فرماتے ہین کہ عقیقہ در مذہب حنفیہ مانہ سنت ست ونہ واجب
ونہ مباح بلکہ مکروہ است صحیح نہین ہی اور حجة اللہ البالغہ سے یہ بات ثابت ہی کہ عقیقہ امر
لازمی اہل عرب کے نزدیک تھا اس سے یہ بات ثابت نہین کہ اب حرام یا مکروہ ہی اور منسوخ
ہونا اس امر کو نہین چاہتا کہ حرام یا مکروہ ہو بہت سی باتین ایسی ہین کہ اول کا حکم تو منسوخ ہوگیا

اور استحباب یا اباحت اُسکی باقی رہی کما لایخفی علی الماہر جواب سوال دوسرے کا یہ ہے
کہ نکاح مین خطبہ پڑھنا مستحب ہے اور ایجاب وقبول سے اول ہونا چاہیے فی الدر المختار
ویندب اعلانہ وتقدیم خطبۃ انتہی جواب سوال تیسرے کا یہ ہے کہ عورت پردہ نشین کو ہتھیلی
وچہرہ کھولکر غیر محرم مرد کے سامنے ہونے کو منع فرمایا ہے فی الدر المختار وینظر من الاجنبیۃ
الی وجہہا وکفیہا للضرورۃ انتہی وایضا فیہ والا فی زماننا فمنع من الشابۃ قہستانی وغیرہ وقال
علیہ فی رد المحتار لا لانہ عورۃ بل لخوف الفتنۃ انتہی اور عورت شہوت والی کی حکیم حاذق کے
واسطے نبض دیکھنا وموضع مرض کو معاینہ کرنا جائز ہے فی الدر المختار ینظر الطبیب الی موضع مرضہا
بقدر الضرورۃ انتہی جواب سوال چوتھے کا یہ ہے کہ جو شخص اپنی شہوت کو روک سکتا ہے اور
زوجہ کے نفقہ سے عاجز نہین اُس شخص مذکور کے واسطے نکاح کرنا افضل ہے فی الکنز وہو
سنۃ وعند التوقان واجب انتہی جواب سوال پانچوین کا یہ ہے کہ فضیلت جماعت کیواسطے
کم سے کم دو شخص ہونا چاہیے اور بجائے عدد معین کے نابالغ تمیزدار ہو تب بھی فضیلت
مل سکتی ہے فی الدر المختار واقلہا اثنان واحد مع الامام ولو ممیزا انتہی وفی رد المحتار علی قولہ
ولو ممیزا ای ولو کان الواحد المقتدی صبیا ممیزا انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال چہ میفرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندرین کہ حرف ضاد مشتبہ الصوت
بالظا ہست یا بالدال چہ بعض این حرف را محض بالدال تلفظ کنند وبعض دیگر بالظا پس
کدام راہ راجع الی الصواب معلوم میشود ودر علم تجوید وقرارت چہ فیصلہ شدہ است کہ در
شرح شاطبی وشرح جزری وغیرہما مذکورست کہ این حرف مشتبہ الصوت ومتشابہ بالسمع
بالظاء است وعلیہ اکثر العلماء المتاخرین والمتقدمین اند واکثر احناف برکدام طریق اند ودرین
باب و للاکثر حکم الکل ثابت خواہد گشت یا نہ ودر فساد صلوٰۃ کدام منصب اقرب ودر کدام
راہ رہائی عوام ست از دلائل کتب علم تجوید وتفسیر وفقہ مفصلاً ذکر فرمودہ عوام اہل ایمان را
از راہ تنزل خلاص داد نہ بیّنوا توجروا۔ **الجواب ہو الموفق للصواب**
حرف ضاد مشتبہ الصوت والصفۃ بالظا ست فی تفسیر الاتقان والضاد والظاء اشترکا

صفت جہراً و رخاوۃً و استعلاءً و اطباقاً و افتراقاً مخرجاً انتہی و در البیان الجزیل مسطور ست مشتبہ
الصوت شدن ض باظ ثابت می شود نہ دال انتہی و بعضیکہ این حرف را بالظاء در نماز
تلفظ کنند نزد اکثر احناف نماز اوشان جائز و درست باشد و نیز در فتاوی عالمگیری ست مُفتی
کثیر مشایخ برین ست فی العالمگیریۃ وکثیر من المشائخ افتوا بہ انتہی ولیکن در رد المحتار و فتح القدیر
و نیز در فتاوی عالمگیری مسطور ست کہ مختار و اولی و اعدل الاقاویل آنست کہ اگر با وجود دانستن
و قدرت بر مخرج ضاد قصداً ظا بجاے ضاد بخواند نمازش فاسد شود و اگر بلا قصد از زبانش
بجاے ضاد ظا خارج شود یا درمیان حروف تمیز نمی تواند کرد نمازش فاسد نمی شود فی فتح القدیر
وحاصل ہذا ان کان الفصل بلا مشقۃ کالظاء مع الضاد والصاد مع السین والطاء مع التاء قیل تفسد و
اکثرہم لا تفسد ثم لم ینضبط فروعہم فاورد فی الخلاصۃ ما ظاہرہ الشافی للتامل فالاولی قول المتقدمین
والثانی ہو اقامۃ عجزاً انتہی وفی رد المحتار الاصل فیما اذا ذکر حرفاً مکان حرف وغیر المعنی ان امکن
الفصل بینہما بلا مشقۃ تفسد والا الا بمشقۃ کالظاء مع الضاد المعجمتین والصاد مع السین المہملتین
والطاء مع التاء قال اکثرہم لا تفسد وفی خزانۃ الاکمل قال القاضی ابو عاصم ان تعمد ذلک
تفسد وان جری علی لسانہ او لا یعرف التمیز لا تفسد وہو المختار حلیۃ اھ وفی البزازیۃ وہو اعدل
الاقاویل وہو المختار اھ وہذا کلہ قول المتاخرین وقد علمت انہ اوسع وان قول المتقدمین احوط
قال فی شرح المنیۃ وہو الذی صححہ المحققون وفرعوا علیہ فالعمل بما اختار والاحتیاط اولی سیما فی
امر الصلاۃ التی ہی اول ما یحاسب العبد علیہا انتہی ملخصاً وفی الفتاوی العالمگیریۃ قال الامام ابو الحسن
والقاضی ابو عاصم ان تعمد فسدت وان جری علی لسانہ او کان لا یعرف التمیز لا تفسد وہو اعدل
الاقاویل والمختار انتہی وفی الصغیری وہذا معنی ما ذکر فی الفتاوی الحجۃ انہ یفتی فی حق الفقہاء باعادۃ
الصلاۃ وفی حق العوام بالجواز انتہی این تحقیق ست در مطلق تغیر مخرج ضاد باظا اما در غیر المغضوب
ولا الضالین جزئیہ فقہاءہم موجود ست کہ اگر بخواند غیر المغضوب را بالظاء او بالذال نماز فاسد
شود چنانچہ در فتاوی قاضی خان ست لو قرأ غیر المغضوب بالظاء او بالذال تفسد انتہی وفی
الصغیری قرأ غیر المغضوب بالظاء او الذال تفسد انتہی و اگر بخواند ولا الضالین را بالدال نماز
فاسد می شود قال فی فتاوی قاضی خان ولو قرأ الدالین بالدال تفسد صلاتہ انتہی و اگر بخواند

ولا الضالین را بالذال او بالظاء مختلف اند فقہا درین قال فی فتاوی قاضی خان ولو قرأ الظالین بالظاء او بالذال لا تفسد صلاتہ انتہی وفی السراجیۃ ولو قرأ ولا الضالین بالذال او الظاء عند عامۃ المشایخ رحمہم اللہ تعالی تفسد وقال محمد بن سلمۃ لا لعموم البلوی انتہی و باید دانست کہ فقہا جواز صلاۃ حکم کردہ براین تقدیر ست کہ شخص مخرج حروف درست نداند و قدرت بر آن نداشتہ باشد و معذور باشد در ادا کردن حروف نہ آنکہ قدرت بر مخرج حروف مے دارد وایضا فی الفتاوی العلمگیریۃ ومن لا یحسن الحروف ینبغی ان یجہد ولا یعذر فی ذلک انتہی واللہ سبحٰنہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ ہندہ کا شوہر عنین یعنی نامرد ہی اب وہ ہندہ چاہتی ہو کہ اپنا نکاح کسی دوسرے شخص سے کرے تو کس صورت سے ہو سکتا ہی بینوا توجروا۔ فقط

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین حاکم یا قاضی شوہر مذکور کو وقت خصومت سے ایک سال کی مہلت دے تاکہ وہ اپنا علاج کرائے اور مہلت علاج کرنے کی قاضی یا حاکم ہی دے سکتا ہی دوسرے کسی کو مداخلت نہین پس اگر اُس شوہر مذکور کو صحت ہو جائے تو فبہا یعنی وہ ہندہ زوجہ اُسکی اُسکے نکاح مین باقی رہے گی اور اگر اُسکے شوہر مذکور کو صحت نہ ہوئی تو نزدیک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہندہ کے مطالبہ تفریق سے تفریق مابین مین کرادی جاوے گی یعنی حاکم یا قاضی تفریق کرادے تو پھر ہندہ بعد عدت پوری کرنے کے نکاح ثانی اپنا کسی دوسرے شخص سے کر سکتی ہی اور موافق ظاہر الروایۃ کے اس جگہ بلا تفریق کرائے حاکم یا قاضی کے بھی ہندہ مذکورہ کو اختیار تفریق کا حاصل ہی فی الہدایۃ واذا کان الزوج عنینا اجلہ الحاکم سنۃ فان وصل الیہا فبہا والا فرق بینہما اذا طلبت المرأۃ ذلک انتہی وقال فی العنایۃ علی قولہ (اجلہ الحاکم) ابتداؤہا من وقت الخصومۃ انتہی وفی الدر المختار ولا عبرۃ بتاجیل غیر قاضی البلدۃ انتہی قال علیہ العلامۃ الشامی فلا یعتبر تاجیل المرأۃ ولا تاجیل غیرہا بحر عن الخانیۃ ولا یعتبر تاجیل غیر الحاکم کائنا من کان فتح وفی الطحطاوی وعندہما یقع الفرقۃ باختیارہا وہو ظاہر الروایۃ انتہی کذا فی الشامی وتجب العدۃ کذا فی الہدایۃ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد المجیب ریاست علی

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ ہندہ کا شوہر عرصہ نُو سال سے مفقود الخبر ہی اور اُسکی کچھ خبر مرنے یا جینے کی معلوم نہین اُسکی زوجہ یعنی ہندہ جوان ہی اور انواع انواع کی تکالیف مین مبتلا ہی اور نیز خوف زنا بھی ہی تو ایسی صورت مین اُسکو نکاح ثانی کرنا جائز ہی یا نہین اور اگر جائز ہی تو بلا عدّت گزارے اور بلا حکم قاضی یا حاکم مسلم کسی مولوی یا کم علم کے کہہ دینے سے نکاح دوسرا اپنا کر سکتی ہی یا کہ عدت بھی گزارے گی اور عدّت کب سے گزاریگی آیا اُس روز سے عدّت محسوب ہوگی کہ جس روز سے شوہر مفقود ہوا ہے یا جس روز سے کہ قاضی نے حکم تفریق نکاح کا کیا ہی اور جو شخص کہ فتوی اس امر کا لکھے کہ بلا عدّت گزارے اور بلا تفریق قاضی نکاح ثانی ہندہ خود کرلے اور یہ کہے کہ جبکہ بعد انقضائے چار سال موافق مذہب امام مالک مفقود اموات مین شمار ہوا اب اگر قاضی تفریق کرے گا تو مُردے کے نکاح کی تفریق کرے گا اور مُردے کے واسطے عدّت ہی نہ فسخ نکاح اور جس حالت مین کہ نو سال گزر چکین اب سے عدّت کی ضرورت نہین اس بناپر ہندہ کا نکاح بلا تفریق کرانے قاضی اور بلا عدّت پوری کرنے وفات کے کسی دوسرے سے کرادے تو وہ فتوی دینے والا مرتکب حرام اور معاون حرام کا ہوا یا نہین اور یہ نکاح ثانی ناجائز ہوا یا جائز اور ایسے فتوے لکھنا اُسکو درست ہین یا نہین بینوا توجروا فقط

الجواب ومنہ التوفیق الی السداد والصواب

صورت مسئول عنہا مین روایات حنفیہ مذہب کی تو یہی حکم دیتی ہین کہ نکاح ثانی جائز نہین لیکن بوجہ فساد زمانہ اور ضرورت ملجئہ کے کہ وہ خوف زنا ہی حنفیہ متاخرین نے اس طور پر فتوی دیا ہی کہ امام مالک صاحب کے مذہب کی طرف رجوع کی جاوے اور مالکی مذہب کا قاضی تفریق نکاح کردے اور اگر مالکی قاضی نہ موجود ہو تو پھر حنفی مذہب کا قاضی موافق مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے تفریق نکاح کردے اور اُسکے بعد عدت وفات گزارے تب نکاح ثانی جائز ہی اور عدّت جب سے محسوب ہوگی کہ جس روز سے قاضی نے تفریق کا حکم دیا ہی نہ اُس روز سے کہ وہ مفقود ہوا ہی فی الھدایۃ ولا یفرق بینہ وبین امرأتہ

وقال مالک اذا مضی اربع سنین یفرق القاضی بینہ وبین امرأتہ وتعتد عدۃ الوفاۃ ثم تزوج

من شارت انتہی وفی فتح القدیر لانہ منع حقہا بالغیبۃ وان کان من غیر قصد منہ فیفرق بینہما
القاضی بعد مضی مدۃ انتہی وفی العینی لایفرق بینہ وبینہا ای لایفرق بین المفقود وامرأتہ د
قال مالک اذا مضی اربع سنین یفرق القاضی بینہما وتعتد عدۃ الوفاۃ ثم تتزوج ان شاءت
انتہی وایضا فی الہدایۃ اذا حکم بموتہ اعتدت امرأتہ من ذلک الوقت ای وقت الحکم بالموت
انتہی کذا فی البنایۃ وفی الدر المختار ولا یفرق بینہ وبینہا ولو بعد مضی اربع سنین خلافا لمالک
قال فی رد المحتار علی قولہ خلافا لمالک فان عندہ تعتد زوجۃ المفقود عدۃ الوفاۃ بعد مضی اربع
سنین وقال فی البزازیۃ الفتوی فی زماننا علی قول مالک وقال الزاہدی کان بعض اصحابنا
یفتون بہ للضرورۃ واعترضہ فی النہر وغیرہ بانہ لا داعی الی الافتاء بمذہب الغیر لامکان الترافع
الی حاکم مالکی یحکم بمذہبہ وعلی ذلک مشی ابن وہبان فی منظومتہ ہناک لکن قدمنا ان الکلام
عند تحقق الضرورۃ حیث لم یوجد حاکم مالکی یحکم بہ انتہی اور ایسا شخص گناہگار ہوا اور مرتکب
حرام کا اور جاہل ہے اور خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا حدیث شریف میں
وارد ہے فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا اور یہ نکاح ثانی ناجائز ہوا اور معاونت اوپر حرام کے اور
ایسے فتوے لکھنا اسکو درست نہیں کیونکہ وہ مرتکب گناہ اور حرام کا ہے اور فاسق صلاحیت
فتوی دینے کی نہیں رکھتا فی الدر المختار والفاسق لایصلح مفتیا لان الفتوی من امور الدین
والفاسق لایقبل قولہ فی الدینیات انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

نقل مواہیر علمائے رامپور

الجواب صواب	الجواب صحیح	قد صح الجواب	الجواب صحیح
حامد حسین	محمد عبد الغفار خان	حافظ محمد عنایت اللہ خان	محمد شجاعت علی

الجواب صواب والمجیب مثاب
محمد ہدایت اللہ خان

نقل مواہیر علمائے لکھنؤ فرنگی محل

صح الجواب	صح الجواب	صح الجواب
محمد عبد الہادی الانصاری	محمد قائم عبد القیوم الانصاری	محمد عنایت اللہ عفا اللہ عنہ

نقل مواہیر علمائے دہلی

لله در المجیب لقد اجاب باصاب اجاد — الجواب صواب — الجواب صواب — الجواب حق

محمد سیف الرحمن — ضیاء الحق — محمد قاسم — محمد عالم

المجیب مصیب — الجواب حق

محمد عبد المنان — عبد الملک

نقل مواہیر علمائے شاہجہانپور

الجواب صواب — المجیب مصیب — الجواب صحیح — الجواب صحیح

محمد خلیل الله — امتیاز احمد — امید علی خان — محمد سلیمان

سوال ہندہ نے باذن اپنے زید سے نکاح کیا اور ہندہ دس مہینے نکاح سے قبل بعارضہ دق بیمار تھی اور زید کو معلوم نہ تھا کہ ہندہ بیمار ہی بلکہ اُس ہندہ کی بیماری کو مخفی کیا گیا جب زید نے رخصت ہندہ کی درخواست کی تو معلوم ہوا کہ ہندہ بعارضہ دق سخت بیمار ہی باین وجہ اُسکے والدین نے رخصت نہین کی اور نہ اب رخصت کر سکتے ہین تھوڑے عرصہ مین اپنے عارضہ دق مین ہندہ نے انتقال کیا پس ایسی صورت مین نکاح جائز ہوا یا نہین اور مہر کتنا زید پر واجب الادا ہی ہندہ کے وارثون کو کہ جو اُس نے چھوڑے ہین فقط

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین نکاح مذکور جائز ہوا اور مہر کل ہندہ کا زید پر واجب ہی فی الدر المختار ویتاکد عند وطؤ وخلوۃ صحت من الزوج او موت احدہما انتہی وفی رد المحتار وافاد ان المہر وجب بنفس العقد لکن مع احتمال سقوطہ بردتہا او تقبیلہا ابنہ او تنصیفہ بطلاقہا قبل الدخول انتہی اور ایسی صورت مین کہ متحمل ہندہ وطی کی نہ ہو تو وارث ہندہ یا ہندہ اس امر پر مجبور کیجاوے گی کہ خواہ نخواہ شوہر کے پاس جاوے فی رد المحتار فی التاتارخانیۃ البالغۃ اذا کانت لا تحتمل لا یؤمر بدفعہا الی الزوج انتہی البتہ اگر زوج اسکو ایسی حالت مین طلب کرے اور وہ نہ آوے تو نفقہ پانے کی مستحق نہ ہوگی فی الفتاوی العلمگیریۃ ولو کانت المرأۃ مریضۃ قبل النقلۃ مرضا یمنع الجماع فنقلت وہی مریضۃ فلہا النفقۃ بعد النقلۃ وقبلہا ایضا اذا طلبت النفقۃ فلم ینقلہا الزوج

فهی لاتمنع من النقلة لو طالبها الزوج وان کانت تمتنع فلا نفقة لہا کالصحیحۃ کذا ذکر فی ظاہر الروایۃ انتہی واللہ سبحانہ اعلم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال چہ میفرمایند علماء دین باب کہ شخصے در کابین نامہ این شرط نوشتہ کہ بغیر رضامندی زوجہ خود بملک غیر نروم واگر ضروریات دنیاوی روم پس برائے یک سال بروم اگر ازین زیادہ باشم تو ہر کہ سہ طلاق اختیار من ست بانوئی را اختیار دادم وبذریعہ این شرط بانوئے موصوفہ نفس خود را سہ طلاق مغلظہ دادہ کابین نامہ رجسٹری کردہ است بعد ازان زیادہ از یک سال بملک دیگر قیام پذیر گشت درین صورت بانوئے مذکورہ را بزوج دیگر عقد کردن جائز ست یا نہ بینوا توجروا۔ الجواب ہو الموفق للصواب

درصورت مسئول عنہا بانوئے مذکورہ را بشخص دیگر بعد اتمام عدت عقد کردن جائز ست زیراکہ زوج مذکور بشرط ماندن خویش زیادہ از یک سال در ملک غیر اختیار طلاق بزوجہ خود داد پس ہر گاہ کہ شرط اختیار طلاق واقع شود کہ آن ماندن زوج مذکور در ملک غیر زیادہ از یک سال بود از اختیار کردن زوجہ مذکورہ طلاق واقع خواہد شد چونکہ این اختیار غیر موقت ست موقوف بر مجلس ووقتی خاص نخواہد شد فی الفتاوی العالمگیریۃ والخیار اذا کان موقتا یبطل بمضی الوقت سواء علمت اولم تعلم بخلاف ما اذا کان غیر موقت کذا فی سراج الوہاج انتہی ۔ واللہ سبحانہ اعلم

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ ایک عورت یہ دعوی کرتی ہی کہ ۱۳۱۲ھ ماہ بیساکھ مورخہ ۱۵ بوقت دو پہر میرے زوج نے یہ الفاظ کہے کہ ایک طلاق دو طلاق تم کو مین نے طلاق بائن دیا اور چار گواہ بھی ایساہی بیان کرتے ہین لیکن عورت مدعیہ کہتی ہی کہ چارون گواہ اکرام الدین کے اندر مکان کے بیٹھے تھے اور اکرام الدین کہتا ہی کہ میرے گھر مین کوئی نہین تھا گھر سے باہر جاکر دیکھا تو عباس علی کے پورب جانب گھر کے تین آدمی کھڑے تھے ان تینون مین سے کوئی کہتا ہی کہ عباس علی کے گھر کی اُتر جانب ہمنے کھڑے ہوکر یہ الفاظ سُنے اور کوئی کہتا ہی کہ پیر محمد کے صحن خانہ مین یہ الفاظ سُنے اور کوئی کہتا ہی کہ عباس علی کے گھر کی پورب جانب سے یہ الفاظ سُنے اور زوج طلاق

دینے سے بالکل انکار کرتا ہی اور کہتا ہی کہ میری زوجہ مجھ سے خلاف ہی گواہان مذکور سے اور مجھ سے عداوت ہی اور وہ عورت مدعیہ بھی دو آدمیون کے سامنے بیان کرتی ہے کہ مین نے اپنے خاوند کے مخالفین کے بہکانے سے اس امر کا اعلان کیا ہی فی الحقیقت میری زوج نے مجھکو طلاق نہین دی تو اس صورت مین طلاق واقع ہوئی یا نہین۔ بینوا توجروا۔ فقط

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین ہر چند کہ گواہون کی گواہی سے طلاق واقع ہو جائیگی اور اختلاف مکان حارج نہین فی الفتاوی الحامدیۃ اذا شہد شاہدان علی الطلاق والزوج غائب لاتقبل ولو کان الزوج حاضر اتقبل انتہی ملخصا وایضا فی الفتاوی الحامدیۃ ولو شہد احدہما انہ قال لہا انت طالق وشہد الآخر اقرانہ طلقہا واختلفا فی المکان او الزمان جازت شہادتہما انتہی وایضا فیہ فیما اذا تعارضت بینۃ من یدعی فساد النکاح من الزوجین مع بینۃ من یدعی صحتہ منہما فایہما تقدم الجواب البینۃ بینۃ مدعی الفساد نص علیہ محمد فی المنتقی کذا فی الوجیز وعللہ السرخسی فی المحیط بان الصحۃ ثابتۃ بظاہر الحال والفساد امر حادث یحتاج الی اثباتہ فکانت بینۃ اکثر اثباتا اولی انتہی البتہ اگر عداوت گواہ مذکورین کی بوجہ شرعی ثابت ہو جاوے تو موافق تحقیق اور ترجیح علامہ محقق شامی اور علامہ خیر الدین رملی کی گواہی اُنکی مقبول نہ کی جاوے گی فی الفتاوی الحامدیۃ فاذا کانت شہادۃ وطعن فیہا الخصم بانہا اعدائی عداوۃ دنیویۃ وثبت دعواہ بوجہ شرعی بطلت تزکیتہم وبقی الشہود بلا تزکیۃ ولا یحکم بشہادتہم قبل التزکیۃ کما فی الدرد وغیرہ والعدو من یفرح بحزنہ ویحزن بفرحہ کما فی البحر انتہی وایضا فی الفتاوی الخیریۃ ان شہادۃ العدو علی عدوہ لاتقبل وان کان عدلا انتہی واللہ سبحانہ اعلم

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال۔ حکلم حکم اللہ تعالے فی الدنیا والآخرۃ اندرینکہ در بارۂ عدت صغیرہ مطلقہ وعدم آن میان زید وعمر تنازع افتاد زید میگوید کہ اگر زنی خواہ صغیرہ باشد خواہ کبیرہ قبل از وطی مطلقہ شود پس انقضائے عدت برو واجب نیست زیرا کہ فقہائے رحمہم اللہ تعالی قبل دخول یا خلوت صحیحہ برائے عدم عدت مطلقہ شرط کردہ اند عام ازانکہ صغیرہ وکبیرہ ودہ ہیچ

مخصوص نیست لقوله تعالیٰ ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لكم عليهن من عدة تعتدونها
ودر علمگیری مذکورست اربع من النساء لاعدة علیهن المطلقة قبل الدخول الخ وایضا در فتاوی
برہنہ وهكذا في اكثر كتب الفقه فقط وعمرو میفرماید کہ برائے صغیرہ مطلقہ اگرچہ دخول وخلوت
صحیحہ یافتہ نشود عدتش ہم لازم ست چنانکہ در علمگیری مرقوم ست والعدة لمن لم تحض
لصغر او كبر او بلغت بالسن ولم تحض ثلثة اشهر پس ضرورةً ازین عبارت مرقومہ عدت
صغیرہ مطلقہ ثابت شدہ پس ازین ہردو قول قول کدام کس معتبر وصحیح ست آن قبلہ
بزودی بادلۂ واضحہ وبراہین قاطعہ بنوک قلم فیض رقم جوابش نوشتہ خاطر پریشانم را تشفی
وتسکین بخشند زیراکہ درین شہر میان ہردو فریق فساد عظیم برپا شدہ است زیادہ گستاخی
معاف فرمایند فقط

الجواب ہو الموفق للصواب

درصورت مسئول عنہا قول زید صحیح ومعتبر ست یعنی زن صغیرہ باشد یا کبیرہ قبل از وطی مطلقہ
شود انقضائے عدت بروے لازم نیست قال فی التفسیر الاحمدی تحت ہذہ الآیۃ الکریمۃ والمطلقات
یتربصن بانفسهن ثلثة قروء وغير المدخول بها لا عدة لها اصلا انتهى وفي الدر المختار
والعدة في حق من لم تحض لصغر او كبر او بلغت بالسن ولم تحض ثلثة اشهر ان وطئت في الكل
ولو حكما كالخلوة قال في رد المحتار على قوله على الكل) يعني ان التقييد بالوطي شرط في جميع ما مر
من مسائل العدة بالحيض والعدة بالاشهر كما افاد سابقا بقوله راجع للجميع انتهى وفي الدر المختار
وجزم بان قوله الآتي ان وطئت راجع للجميع انتهى وايضا في العلمگيري رجل تزوج امرأة نكاحا
جائزا فطلقها بعد الدخول او بعد الخلوة الصحيحة كان عليها العدة كذا في فتاوى قاضي خان وايضا
فيه اربع من النساء لاعدة عليهن المطلقة قبل الدخول الخ وآنکہ در علمگیری وغیرہ ست العدة
لمن لم تحض لصغر او كبر او بلغت بالسن ولم تحض ثلثة اشهر كذا في النهاية مقید بوطی یا بخلوت
صحیحہ ست چنانچہ از روایت رد المحتار ودر مختار واضح گردید وایضا فی جامع الرموز والعدة
لمن ای حرة او ام ولد او موطوءة بها لا تحيض لصغر او كبر بلغت بالسن ولم تحض ثلثة اشهر
ونیز اینکہ عدت برائے تعرف برائت رحم باشد وآن بدون وطی متحقق ومتصور نیست
پس برائے عدت وطی شرط آمد حقیقۃً یا حکماً فی الہدایۃ لان العدة وجبت للتعرف عن

براۃ الرحم انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین مسئلہ ہٰذا مین کہ مسمی زید نے منکوحہ اپنی کو تین طلاق سامنے شاہدون کے دی ہین پھر کہا یہ کلمہ کہ چہار مذہب کے نزدیک تجھکو مین نے اپنے اوپر حرام کر دیا اب لوگ زید کو یہ کہتے ہین کہ اس عورت مذکورہ کے ساتھ پھر نکاح کر لے پس یہ نکاح نزدیک شرع شریف کے درست ہی یا نہین اگر نادرست ہی تو زید لوگون کے کہنے سے عورت مذکورہ کے ساتھ اگر پھر نکاح کریگا تو کہنے والے یعنی ترغیب دینے والے کس وعید کے سزاوار ہین اور زید کس وعید کا سزاوار ہی۔ بینوا توجروا۔

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین اگر تین طلاق اپنی منکوحہ کو دفعۃً دی ہین یعنی یون تین طلاقین نہین دی ہین کہ تین طہر مین ایک ایک طلاق دی یا ایک طہر مین دو اور ایک طہر مین ایک یہان تک کہ تین پوری کر دین تو نکاح زید کا عورت مذکورہ سے بدون حلالہ کے درست نہین فی القرآن الشریف فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ انتہی وقال علیہ فی التفسیر الاحمدی وفی الطلقات الثلاث سواء کانت صریحا او کنایات بمال او بغیرہ لا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ انتہی پس اگر زید بدون حلالہ کے نکاح عورت مذکورہ سے کریگا یا جو کوئی ترغیب نکاح پر دلائیگا تو باوجود اس بات کے کہ حرمت اسکی قرآن سے ثابت ہی مرتکب امر شنیع کا ہوگا حرام جانکر تو مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوگا اور اگر اسکو حلال جانکر کریگا یا غیر پرواہی اور بیباکی کیساتھ کریگا مثل مباح کے تو موجب کفر کا ہوگا شرح فقہ اکبر مین ہی ومنہا استحلال المعصیۃ صغیرۃ کانت او کبیرۃ کفر اذا ثبت کونہا معصیۃ بدلالۃ قطعیۃ وکذا الاستہانۃ بہا کفر بان یعدہا ہینۃ سہلۃ ویرتکبہا من غیر مبالاۃ بہا ویجری مجری المباحات من ارتکابہا انتہی واللہ سبحانہ اعلم العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ ایک شخص نے شراب پی اور حالت نشہ مین بیہوشی تھا ایسی حالت مین اُس نے اپنی زوجہ کو طلاق دی تو آیا یہ طلاق واقع ہوگی یا نہین۔ بینوا توجروا۔ فقط

الجواب ومنہ التوفیق الی الصواب

صورت مسئول عنہا مین یہ طلاق واقع ہوگی فی الہدایۃ ویقع طلاق زوج اذا کان عاقلا بالغا ولا یقع طلاق الصبی والمجنون والنائم وطلاق المکرہ واقع وطلاق السکران واقع انتہی۔ واللہ سبحانہ اعلم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح زینب رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ خدا نے آسمان پر باندھا تھا یا نہین اور قرآن شریف مین اس کا ذکر ہی یا نہین۔ اگر ہی تو اوس شخص کے لیے کیا حکم ہی جو اس امر سے کہ خدا نے آسمان پر نکاح باندھا تھا قطعی انکار کرکے کہتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دنیا مین حسب قاعدہ بی بی زینب سے نکاح کیا تھا آسمان پر خدا نے نکاح نہین باندھا دنیا مین باندھا گیا آیا یہ شخص قرآن کا منکر ہوا یا نہین اور قرآن شریف کا منکر کافر ہوتا ہی یا نہین بینوا توجروا۔ الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین کتب تفاسیر اور احادیث سے یہ بھی بات ثابت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت زینب کے ساتھ حق سبحانہ تعالی نے آسمان پر باندھا تھا اور قرآن شریف مین آسمان پر نکاح باندھنے کا ذکر نہین بلکہ قرآن شریف مین یہ لفظ مذکور ہی زوجنکھا یعنی نکاح کرادیا ہمنے تیرے ساتھ زینب کا پس جو کوئی اس بات کا انکار کرے کہ خدا تعالی نے آسمان پر حضرت زینب کا نکاح ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہین باندھا تو وہ کافر نہ ہوگا فی معالم التنزیل قال انس رضی اللہ عنہ کانت زینب تفخر علی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم تقول زوجکن آباءکن وزوجنی اللہ من فوق سبع سموات انتہی اور نیز روایت شعبی سے ہی کانت زینب تقول للنبی صلی اللہ علیہ وسلم انی انکحنیک اللہ فی السماء انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ زید نے نکاح ہندہ سے کیا اور بعد اسکے یہ بات ثابت ہوئی کہ ہندہ حاملہ غیر سے ہو اور حمل ہندہ مذکورہ کا زنا سے ہو تو یہ نکاح زید کا ہندہ کے ساتھ شرعًا درست ہی یا نہین بینوا توجروا۔

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین موافق قول مفتی بہ کے نکاح زید کا ہندہ کے ساتھ درست ہوا
البتہ زید ہندہ مذکورہ کے ساتھ مین وطی نہ کرے جب تک کہ وضع حمل نہ ہو فی الہدایۃ
وان تزوج حبلی من زنا من غیرہ جاز النکاح ولا یطاٴہا حتی تضع حملہا وہذا عند ابی حنیفۃ
ومحمد رحمہما اللہ وقال ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ النکاح فاسد انتہی وفی جامع الرموز وصح لغیر
الزانی نکاح حبلی من الزنا عند الطرفین وعلیہ الفتوی کما فی المحیط انتہی واللہ سبحانہ اعلم

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ زید اور ہندہ
کا نکاح ہوا اور مؤکدات مہر کا ہنوز تحقق نہین ہوا ہی ہندہ دعوی دار ہی کہ میرے مہر
معجل کا نصف یعنی کل مہر کا ربع زید سے بالجبر اُسکی ذات یا جائداد سے دلایا جائے
زید مجیب ہی کہ چونکہ تاکد مہر کا نہین ہوا ہی لہذا دعوی قبل الوقت ہی اسلیے کہ بلا تاکد کے
دعوی مہر کا قابل سماعت نہین ہی پس دریافت طلب امور ذیل ہین اوّل یہ کہ مہر معجل
اور مؤجل مین کیا فرق ہی دوسرے یہ کہ نفس وجوب اور وجوب ادا مین کیا فرق ہی
سوم یہ کہ معنی تاکد کیا ہین چہارم یہ کہ اگر نفس نکاح سے وجوب اور تاکد دونون ہوجاتے
ہین تو جو تفریق قبل تاکد مہر وطی وغیرہ سے منجانب عورت وقوع مین آوے تو سقوط
مہر بالکل اُس سے متحقق نہ ہو حالانکہ کتب فقہ مین اسکے خلاف ہی اسکی کیا وجہ ہی
پنجم یہ کہ فرعیات مین اگر کوئی روایت مخالف اصول ہو تو وہ روایت قابل عمل ہی
یا نہین ششم یہ کہ بعض روایات کتب فقہ سے یہ امر ظاہر ہوتا ہی کہ شوہر اگر وطی وغیرہ
چاہے یا اپنے مکان پر لانا چاہے تو عورت کو حق منع ہی تا وقتیکہ اُس کو مہر معجل وصول
نہ ہو جاوے اور شوہر سے بصورت چاہنے کے حق طلب اور تقاضا نسبت مہر معجل کے
ہے تو کیا شرعًا اسکا نام حق دعوی ہی یا حق دعوی اور چیز ہی ہفتم یہ کہ قبل تحقق مؤکدات
کے مہر معجل مین حق دعوی ثابت ہی یا نہین ہشتم یہ کہ کتب فقہ مین صاف لکھا ہے
کہ اگر گواہون نے قاضی کے روبرو گواہی دی کہ فلان شخص نے اپنی عورت کو

بعد الدخول طلاق دے دی ہی اور پھر رجوع کیا تو گواہون پر کچھ ضمان نہین اور اگر قبل الدخول
گواہی دی ہی اور پھر رجوع کیا تو نصف مہر کا ضمان گواہون پر لازم ہی اس مین مابہ الفارق
کیا ہی بینوا توجروا فقط الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب
جواب سوال اول کا یہ ہی کہ مہر معجل اور مؤجل مین یہ فرق ہی کہ معجل مین تو جب زوجہ چاہے
مطالبہ کر سکتی ہی اور مؤجل خلاف اسکے ہی فی فتاوی قاضی خان المعجل وہو الذی یقال
بالفارسیۃ دست پیمان وفی القنیۃ المہر فی عرفنا غیر مؤجل ولہا المطالبۃ متی شاءت انتہی
اور مہر مؤجل کی غایت طلاق یا موت ہی اگر شوہر نے اُسکی مدت معین نہ کی ہو فی جامع الرموز
لان الغایۃ معلومۃ بنفسہا وہو الطلاق او الموت انتہی جواب سوال دوسرے کا یہ ہی کہ
نفس وجوب اور وجوب ادا مین یہ فرق ہی کہ نفس وجوب وہ ہی کہ ذمہ پر لازم ہو اور
وجوب ادا وہ ہی کہ مطالبہ سے ادا کرنا اُس کا ضروری ہو فی التوضیح الفصل بین نفس الوجوب
ووجوب الاداء کما فی الثمن بان یثبت المال فی الذمۃ مع انہ لا یجب اداؤہ وفی التلویح
قال فان نفس الوجوب بالشراء ووجوب الاداء بالمطالبۃ انتہی جواب سوال تیسرے کا
یہ ہی کہ معنی تاکد کے یہ ہین کہ ذمہ سے ساقط نہ ہو مگر ساتھ ابراء کے فی رد المحتار اذا تاکد المہر
بما ذکر لا یسقط بعد ذلک وان کانت الفرقۃ من قبلہا لان البدل بعد تاکدہ لا یحتمل السقوط
الا بالابراء کالثمن انتہی جواب سوال چہارم کا یہ ہی کہ نفس نکاح سے وجوب اور تاکد
دونون نہین ہوتے بلکہ وجوب بنفس عقد نکاح سے ہوتا ہی اور تاکد مہر کا وطی وغیرہ
سے ہوتا ہی فی رد المحتار وافاد ان المہر وجب بنفس العقد لکن مع احتمال سقوطہ بردتہا
او تقبیلہا ابنہ او تنصیفہ بطلاقہا قبل الدخول وانما یتاکد لزوم تمامہ بالوطی ونحوہ انتہی جواب
سوال پنجم کا یہ ہی کہ فروعات مین کوئی روایت مخالف ہو تو وہ روایت قابل عمل تب ہی
کہ جب مفتی بہ ہو فی رد المحتار اذا اختلف وجب الفحص عن ظاہر الروایۃ والرجوع الیہا
انتہی جواب سوال ششم کا یہ ہی کہ حق طلب اور حق دعوی ایک چیز ہین البتہ فی الجملہ
لغۃ اور عرفاً فرق کیا ہی فی فتح القدیر وہی فی اللغۃ عبارۃ عن قول یقصد بہ الانسان ایجاب
حق علی غیرہ وفی عرف الفقہاء مطالبۃ حق فی مجلس من لہ الخلاص عند ثبوتہ انتہی جواب

سوال ہفتم کا یہ ہے کہ قبل تحقق مؤکدات کے مہر معجل مین حق دعوی ثابت ہے فی الفتاوی الحامدیہ

وقال فی البزازیۃ لا یجبر الاب علی دفع الصغیرۃ الی الزوج ولکن یجبر الزوج علی اعطاء
المعجل انتہی جواب سوال ہشتم کا یہ ہے کہ مابہ الافارق اس مین تاکد مہر اور عدم تاکد مہر ہے
یعنی جبکہ گواہی دی گواہون نے کہ فلان شخص نے طلاق دی عورت اپنی کو قبل دخول کے
پھر رجوع کیا اس سے تو ضامن نصف مہر کے ہونگے اسلیے کہ گواہون نے کل مہر مؤکد کردیا
کہ جو قابل سقوط تھا کیونکہ اگر مطاوعت ابن زوج کی کرلیتی یا مرتد ہو جاتی تو کل مہر ساقط
ہو جاتا اب اس صورت مین گواہون نے کل مہر مؤکد کرکے زوج کا نقصان کرادیا پس
نصف مہر تو زوج کو بہر حال گواہی سے اول بھی دینا پڑتا اب گواہون نے رجوع
کرنے سے کل مہر قائم کردیا پس نصف مہر کا گواہون پر ضمان آویگا بخلاف صورت ثانیہ
کے کہ اس مین گواہون نے مہر کو موکد اور مقرر نہین کیا پس جبکہ رجوع کیا شہادت اولی
سے تو ضمان ان گواہون پر نہ آئیگا اسلیے کہ گواہون نے کچھ نقصان نہین کیا فقط

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ ہندہ نے دعوی دلاپانے دین
مہر کا عدالت دیوانی مین بنام بکر شوہر اپنے کے دائر کیا اور عدالت سے حکم دلاپانے
دین مہر کا بذمہ بکر ہو گیا بعد ازان بکر نے اپنی دادرسی حاکم بالا کے اجلاس مین کی اسطرح
کہ فیصلہ عدالت دیوانی محض بیجا اور خلاف شرع شریف ہوا ہے لہذا بعد تنقیح تام جو حکم شرع شریف کا ہووہ
ہونا چاہیے حاکم بالا نے یہ مرافعہ بکر قبول اور منظور کرلیا اب قبل حکم حاکم بالا کے ہندہ مدعیہ چاہتی ہے کہ چونکہ
مجھکو ڈگری عدالت دیوانی سے ہو چکی لہذا بکر کو میری دین مہر اور خرچہ مین تا ادائیگی مقید اور محبوس کیا
جاوے تو آیا شرعاً ہندہ بکر کو قبل حکم حاکم بالا کی کہ جسکے یہان مرافعہ بکر نے دائر کیا ہے محبوس کرا سکتی ہے یا حکم حاکم بالا کا
انتظاری کیجاویگی بینوا توجروا فقط الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب صورت مسئول عنہا مین ہندہ
مذکورہ بکر شوہر اپنے کو اگر مہر مؤجل ہے تو ہرگز قید نہین کرا سکتی اور اگر مہر معجل ہے اور عادت اس شہر مین فوراً عقد
نکاح کے وقت مہر معجل دینے کی نہین ہے تو بھی ہندہ مذکورہ بکر کو قید اور محبوس نہین کرا سکتی اور اگر عادت اس
شہر مین فوراً عقد نکاح کے وقت مہر معجل دینے کی ہے تو اگر ہندہ مدعیہ کا حق ثابت ساتھ بینہ کے ہے

تو بکر ہندہ کی خواہش سے فوراً مقید کردیا جاوے گا اور جبکہ حق ہندہ مذکورہ کا ثابت ہو ساتھ اقرار بکر کے تو ہندہ فوراً بکر کو مقید نہین کرا سکتی جب تک تنقیح اور تصفیہ نہ ہولے فی الهداية واذا ثبت الحق عند القاضي وطلب صاحب الحق حبس غريمه لم يعجل بحبسه وامره بدفع ما عليه فان امتنع حبسه في كل دين لزمه بدلاً عن مال حصل في يده كثمن المبيع او التزمه بعقد كالمهر والمراد معجله دون مؤجله انتهى ملخصاً وقال في النهاية على قوله والمراد معجله) لان العادة جرت على تسليم المعجل فكان اقدامه على النكاح دليلاً على قدرته على تسليم المعجل انتهى وفي الدر المختار واذا ثبت الحق للمدعي ببينة عجل حبسه بطلب المدعي والا يثبت ببينة بل باقرار لم يعجل حبسه انتهى وفي الفتاوى الحامدية سئل في رجل طلق زوجته المدخول بها ولها بذمته مؤخر صداق تريد حبسه به وهو فقير معسر فهل لا يحبس به وهو يدعي الفقر الا اذا اقامت بينة على يساره الجواب نعم انتهى وايضا فيه سئل في رجل معسر لا مال له اصلا وقد ثبت اعساره بالوجه الشرعي ولزيد عليه مال ويريد حبسه به بدون وجه شرعي فهل ليس له ذلك الجواب نعم قال الله تعالى وان كان ذو عسرة فنظرة الى ميسرة انتهى البتہ اگر ہندہ مدخول بہا ہے اور اُس کو طلاق بکر نے دیدی اور بکر کی تونگری ہندہ نے ساتھ بینہ کی ثابت کردی تو ہندہ بکر کو مقید کرا سکتی ہی کما ہو مفاد روایۃ تنقیح الحامدیۃ وغیرہا واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ۔

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ زید نے شراب کے نشے مین اپنی زوجہ کو کہا کہ طلاق طلاق طلاق اور زید سے جو دریافت کیا کہ تونے کیا اپنی زوجہ کو طلاق دی اُس نے کہا کہ مین نے اپنی زوجہ کی طلاق کی نیت نہین کی اور نہ مراد میری یہ تھی تو اس صورت واقعہ مین طلاق مذکور زید کی زوجہ پر واقع ہوگی یا نہین بینوا توجروا۔

الجواب ومنه التوفيق الى الصواب

صورت مسئول عنہا مین زید کی زوجہ مذکورہ پر طلاق مذکور واقع نہ ہوگی فی الفتاوی العالمگیریۃ سكران سرقت منه امرأته فتبعها ولم يظفر بها فقال بالفارسية بسه طلاق ان قال عنيت امرأتي يقع وان لم يقل شيئاً لا يقع كذا في الخلاصة انتهى وفي رد المحتار ويؤيده

مافی البحر لو قال امرأۃ طالق او قال طلقت امرأۃ ثلاثا و قال لم اعن امرأتی یصدق انتہی
واللہ سبحانہ اعلم العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ ہندہ کا زوج فوت ہوگیا ہندہ
نے عدالت دیوانی مین دعوی یہ دائر کیا کہ ذمہ شوہر میرے کے پچاس ہزار روپیہ میرے
مہر کا چاہیے وہ دلوا دیا جاوے قاضی نے گواہ ثبوت مہر پچاس ہزار کے طلب کیے
ہندہ کے گواہون مین سے ایک گواہ نے تو بیان کیا کہ ہندہ کا نکاح میرے روبرو ہوا
تھا پچاس ہزار روپیہ مہر کے معین ہوئے تھے اور باقی گواہ کہتے ہین کہ ہکو مہر کی مقدار
یاد نہین قاضی نے ہندہ سے یہ کہا کہ مہر مسمی تو گواہون سے ثابت نہ ہوا مہر مثل کے گواہ
پیش کرو گواہ مہر مثل نے یہ بیان کیا کہ ہندہ کی پھوپی کا مہر بھی پچاس ہزار روپیہ کا
باندھا گیا اور یہ ہمنے سنا ہے اور نیز ہم ہندہ کے نکاح مین موجود تھے ہمارے سامنے
ہندہ کا مہر پچاس ہزار روپیہ کا بندھا ہے اسپر قاضی نے یہ حکم دیا کہ چونکہ مہر مسمّی کا ہندہ سے
ثبوت نہ پہنچا اور مہر مثل کے گواہ بھی اپنا سماع بیان کرتے ہین کہ ہمنے سنا ہے کہ پھوپی
کا مہر پچاس ہزار روپیہ کا باندھا گیا تھا لہذا ہندہ کا دعوی خارج اور خرچہ ہندہ پر لازم
تو شرعاً یہ حکم قاضی درست ہے یا نہین اور جو کہ ہندہ نے چند کس گواہ بابت ثبوت تعداد
مہر مثل پیش کیے ہین جو کہ تعداد مہر مسمی کے موافق دعوی مدعیہ کا بیان کرتے ہین
ان شہود سے تعداد مہر مسمی ہندہ کی ثابت ہو جائیگی یا نہین اور جو گواہ بابت ثبوت
مہر مثل ہندہ نے پیش کیے ہین وہ اپنا سماع ظاہر کرتے ہین تو گواہی انکی در باب
ثبوت مہر مثل مقبول کی جاوے گی یا نہین۔ بینوا توجروا۔ **الجواب** ہو الموفق للصواب
صورت مسئول عنہا مین شرعاً یہ حکم مذکور قاضی کا درست نہین اور جو کہ چند کس گواہ مدعیہ
نے بابت ثبوت تعداد مہر مثل کی پیش کیے ہین جو کہ تعداد مہر مسمی ہندہ کے موافق
دعوے کے بیان کرتے ہین ان شہود سے تعداد مہر مسمی ہندہ کی ثابت ہوجائیگی
اور جو گواہ کہ بابت ثبوت مہر مثل ہندہ مدعیہ نے پیش کیے ہین وہ اپنا سماع ظاہر
کرتے ہین اسکی دو صورتین ہین اگر وہ گواہ مذکور یہ کہتے ہین کہ ہمنے ان لوگون سے

سنا ہو کہ جو بوقت نکاح پھوپی کے اُس گھر مین کہ جس مین نکاح پھوپی کا ہوا تھا موجود تھی کہ مہر اسقدر مقرر ہوا ہی تو گواہی اُنکی مقبول کی جاوے گی اور جو لوگ کہ مجلس عقد نکاح مین حاضر نہ تھے اُنکے قول کی سماعت بیان کرتے ہین تو گواہی مقبول نہ ہوگی

فی رد المحتار قال فی جامع الفصولین الشهادة بالسماع من الخارجین من بین جماعة حاضرین فی بیت عقد النکاح بان المهر کذا تقبل لا من سمع من غیرهم انتهی علاوہ اسکے مہر مثل تو ہرگز ساقط نہین ہوتا قاضی کو چاہیے کہ اگر پھوپی کے مہر مثل کے گواہ بوجہ کسی عذر کے نہ مسموع کیے تو بہنون کا اور پھوپی کے بیٹیون کا مہر دریافت کرے فی الهداية

ولو کان الاختلاف فی اصل المسمی یجب مهر المثل بالاجماع لانه هو الاصل ولو کان الاختلاف بعد موت احدهما فالجواب فیه کالجواب فی حیاتهما لان اعتبار مهر المثل لا یسقط بموت احدهما انتهی وایضا فیه ومهر مثلها یعتبر باخواتها وعماتها وبنات اعمامها انتهی بہر حال مہر تو ہندہ کا ہوہی گا بالکل مہر ساقط کرنا اور پھر اُلٹا اُسپر خرچہ قائم کرنا انصاف سے بعید ہے دوسرے یہ کہ اگر ایک مرتبہ دعوی کیا اور گواہون سے ثبوت مدعا کا نہ ہوا پھر دوبارہ دعوی کیا اور گواہ مطابق دعوی کے ہوئے تو گواہی قبول کی جاوے گی فی فتاوے

الخیریة سئل فی شهادة وقعت مخالفة للدعوی ثم اعیدت الدعوی والشهادة علی وفقها هل تقبل ام لا اجاب نعم تقبل قال فی البحر والبزازیة لو وقعت المخالفة بین الدعوی والشهادة ثم اعاد الدعوی والشهادة واتفقا تقبل انتهی والله سبحانه اعلم وعلمه اتم۔

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنه

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ زید کا دعوی یہ ہی کہ اراضی مدعاہا جو مکان واراضی مشفوع بہا علو کہ مقبوضہ میری کی جار مین ملاقی ہی عمر و مدعا علیہ نمبر ۲ اُس اراضی کو مع چاہ پختہ کے بقیمت چارسو روپیہ بتاریخ ۳۱ مئی ۱۹۰۵ء بدست بکر مدعا علیہ نمبر (۱) فروخت کرکے بیعنامہ اس کا ۳۱ مئی سنہ مذکور کو مصدقہ رجسٹری کرایا اور بیعنامہ مین بخوف حق شفعہ بجاے چارسو روپیہ کے چھ سو روپیہ مندرج کرائے ۳۱ مئی کو رجسٹری مین مجھے علم بیع کا ہوا۔ بمجرد علم بالبیع عند المشتری بتاریخ

محکمہ رجسٹری مین طلب مواثبت و اشہاد بجالایا اور کہا کہ جس قیمت کو یہ اراضی مندرجہ بیعنامہ جسکی رجسٹری ہورہی ہے بیع ہوئی ہی اُسی قیمت کو مین نے اپنے حق شفعہ مین لی تم لوگ ملتہ گواہ رہنا ثبوت طلب مواثبت و اشہاد مین منجانب زید چند گواہ پیش ہوئے ہین اُن مین سے دو گواہون کا یہ بیان ہی کہ ایک گھنٹہ قبل تصدیق و رجسٹری بیعنامہ کے زید نے ہم سے کہا تھا کہ جب بیعنامہ تصدیق ہوگا تو مین طلب شفعہ کرونگا اور تین گواہ کہتے ہین کہ جب کاغذ بیعنامہ رجسٹری کے لیے پیش ہوا اُس وقت زید نے طلب مواثبت و اشہاد کی لہذا صورت مذکورہ بالا مین یہ امر دریافت طلب ہی کہ آیا زید کی اطلاع بیع مشفوعہ ہونا وقت تصدیق بیعنامہ کے شرعًا قائم رکھی جاوے گی یا اطلاع زید کی بیع مشفوعہ کے قبل از تصدیق بیعنامہ حسب بیان ہر دو گواہ اول معتبر ہوگی اور نسبت تاخیر اثبات علم بیع قبل از تصدیق بیعنامہ دعوی زید شرعًا قابل مسموع سمجھا جاوے گا یا نہین بینوا توجروا۔

الجواب ہوالموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین دعوی شفعہ کا باطل ہوا اسلیے کہ طلب شفعہ مین سرعت ضروری ہی اور باوجود علم بالبیع تاخیر باعث بطلان حق شفعہ ہی فی الدر المختار و یطلبہا الشفیع فی مجلس علمہ بالبیع قال فی رد المحتار حتی لو سکت ہنیۃ لغیر عذر و لم یطلب او تکلم بکلام لغو بطلت شفعتہ انتہی اور چونکہ دو گواہون اول نے یہ بیان کیا کہ ایک گھنٹہ قبل تصدیق و رجسٹری بیعنامہ کی زید نے ہم سے کہا کہ جب بیعنامہ تصدیق ہوگا تو مین طلب شفعہ کرونگا تو ان گواہون سے ظاہر ہی کہ زید کو علم بیعنامہ کا تھا چنانچہ یہ قول گواہون کا کہ زید نے ہم سے یہ کہا کہ جب بیعنامہ تصدیق ہوگا تو مین طلب شفعہ کرونگا صریح اور مؤید ہی اس امر مین کہ زید کو بیعنامہ مذکور کی اوّل سے اطلاع تھی اور اب زید وعدہ کرتا ہی درباب شفعہ وقت رجسٹری کے نہ بالفعل طلب شفعہ کرتا ہی اور گواہون کی گواہی سے طلب شفعہ بالفعل ہونا چاہیے تھا وہ یہان متحقق نہین بلکہ وعدہ در زمانہ آیندہ اور ظاہر ہی کہ یہ وعدہ مسقط حق شفعہ ہی کہ درباب حق شفعہ سرعت طلب ضروری ہی نہ وعدہ و انما یصح طلب الاشہاد بحضرۃ المشتری او البائع او المبیع فیقول عند حضور واحد منہم ان

فلاناً اشتری ہذہ الدار او دائماً یذکر حدودہا الاربعۃ وانا شفیعہا وقد کنت طلبت الشفعۃ
وانا اطلبہا الآن فاشہدوا علی ذلک ہکذا فی فتح القدیر ناقلا عن الذخیرۃ اور تین گواہون
اخیر سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جب کاغذ بیعنامہ رجسٹری کے لیے پیش ہوا اُسوقت زید
نے طلب مواثبت واشہاد کیا یہ امر مثبت مدعائے زید نہین کیونکہ جب علم ہونا بیع مذکور پر زید
کو پہلے ہی سے ہوا اُن گواہون کے کلام سے اور تحقق تاخیر طلب مواثبت پس وقت کاغذ
پیش ہونے کے ثبوت طلب مواثبت واشہاد تاخیر طلب مواثبت کا رافع نہین تاخیر
طلب اول متحقق ہوگئی جو باعث مُسقط حق شفعہ ہی اب بعد کو وقت کاغذ پیش ہونیکے
ثبوت طلب مواثبت کیا نافع بلکہ مشعر ہی طرف تاخیر طلب کے پس بنا بران اطلاع مذکور
زید کے حسب بیان ہر دو گواہ اول معتبر ہوگی اسواسطے کہ نفی اُسکی کسی گواہ سے
ثابت نہین اور نیز مدعا زید کا اُن گواہون اخیر سے بھی ثابت نہین اسواسطے کہ غایتہ ما
کہ ان گواہون سے صرف طلب مواثبت واشہاد زید کا وقت رجسٹری کے ثابت ہوا
نہ یہ امر کہ علم زید کو بیع کا وقت رجسٹری ہی کے ہوا اور نہ علم سابق کی زید کے کہ ہر دو گواہ
سابق سے ثابت ہی نفی اور زید کا دعوی یہ ہی کہ مجھکو علم وقت رجسٹری ہی کے ہوا سو وہ
اُن گواہون تین اخیر سے ثابت نہین پس دعوی زید کا کہ مجھکو علم وقت رجسٹری کے ہوا غیر مسموع
ہوگا اور اطلاع زید کی بیع مشفوعہ کی قبل از تصدیق بیعنامہ حسب ہر دو گواہ اول معتبر
ہوگی اور دعوی زید کا شرعاً نامسموع سمجھا جائیگا فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ زید نے بکر سے فی من چھ روپیہ کے
حساب سے دو من چاول اُدھار لیا اور بروقت اُدھار لینے کے فی من چاول چار روپیہ
کے حساب سے بھاؤ بازاری تھا اور اُدھار لیتے وقت دو مہینے کے بعد جو قیمت باقی ہے اسکا
ہوا ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا اس قول وقرار پر زیادہ قیمت لیکے خرید وفروخت کرنا شرعاً
جائز ہے یا نہین بینوا توجروا۔ **الجواب** الحمد للہ الملہم للصواب
صورت مسئول عنہا مین ایسا خرید وفروخت کرنا شرعا جائز ہے اسواسطے کہ بائع کو اپنی

شی کے خرید و فروخت کرنے کا اختیار ہی چاہے دس روپیہ کی شی بارہ روپیہ کو فروخت
کرے یا کم مین اور اگر یہ کہا جاوے کہ بوجہ قرض بیچنے کے بائع نے گران فروخت کی تو یہ
وجہ عدم جوانکی ہی تو یہ بھی بیع باعث عدم جواز کے نہین کیونکہ بیع جر منفعۃ کہلائی جائیگی
اور یہ بیع موافق قول مفتی بہ کے بلا کراہیت جائز ہی قال فی رد المحتار علی قول الدر المختار
شراء الشئی بثمن غال لحاجۃ القرض یجوز و یکرہ) وہذا اذا تقدم الاقراض علی البیع فان تقدم
البیع بان باع المطلوب منہ المعاملۃ من الطالب ثوبا قیمتہ عشرون دینارا باربعین دینارا
ثم اقرضہ ستین دینارا اخری حتی صار لہ علی المستقرض مائۃ دینار وحصل للمستقرض ثمانون
دینارا ذکر الخصاف انہ جائز وہذا مذہب محمد بن سلمۃ امام بلخ وکثیر من مشایخ بلخ کانوا یکرہونہ
ویقولون انہ قرض جر منفعۃ اذ لولاہ لم یتحمل المستقرض غلاء الثمن ومن المشایخ من قال یکرہ
لو کان فی مجلس واحد والا فلا باس بہ لان المجلس الواحد یجمع الکلمات المتفرقۃ فکانہما وجدا
معا فکانت المنفعۃ مشروطۃ فی القرض وکان شمس الائمۃ الحلوانی یفتی بقول الخصاف
وابن سلمۃ ویقول ہذا لیس بقرض جر منفعۃ بل ہذا بیع جر منفعۃ وہی القرض انتہی پس
جبکہ یہ صورت جائز ہوی تو صورت مسئولہ بدرجہ اولی جائز ہو گی فافہم واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ کیڑے ریشم کی بیع و شرا جائز ہے
یا نہین بینوا توجروا۔ **الجواب الحمد للہ الملہم للصواب**

صورت مسئول عنہا مین اختلاف علما کا ہی بعض نے جواز کا قول کیا ہی اور بعض نے عدم
جواز کا تفسیر روح البیان مین ہی وقال ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ لا یصح بیع النحل کالزنبور وسائر
الحشرات ویجوز بیع دود القز من الذی یصنع بہ انتہی وفی الہدایۃ ولا یجوز بیع دود القز عند ابی حنیفۃ
رحمۃ اللہ علیہ لانہ من الہوام انتہی واللہ سبحانہ اعلم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ۔

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ کوئی نوکر کسی مسلمان کے پاس ہے
اُسکو جمعہ کے روز شرعاً چھٹی لینے کا استحقاق ہی یا نہین بینوا توجروا۔

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین شرعاً اُسکو جمعہ کے روز کی چھٹی لینے کا استحقاق حاصل ہو فی الحموی

واعلم انہ بقی من احکام یوم الجمعۃ لو استاجر اجیراً شہراً لا یدخل یوم الجمعۃ للعرف کما فی الخلاصۃ انتہی واللہ سبحانہ اعلم العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ احمد نے اپنی اراضی و ریاست اپنی زوجہ کے دین مہر مین تحریر کردی اور محمود اُس ریاست مذکور مین شرکت رکھتا ہو تو سوال یہ ہو کہ محمود مذکور کو اُس ریاست مین حق شفعہ حاصل ہو یا نہین بینوا توجروا۔

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین اگر احمد مذکور نے اپنی اراضی و ریاست وغیرہ اپنی زوجہ کے دین مہر مین اس طور سے تحریر کردی کہ اُس جائداد مذکورہ کو مہر اپنی زوجہ کا قرار دیا تو اُسین محمود شفعہ کا استحقاق نہین رکھتا چنانچہ علمگیری مین ہو ولا تجب الشفعۃ فی دار جعلت مہر امرأۃ انتہی اور اگر احمد مذکور نے جائداد و ریاست مذکورہ کو بدلہ مین مہر کے تحریر کردی تو گویا عوض مین دین مہر کے جو اُسکے ذمہ ہو فروخت کرڈالی تو اس صورت مین استحقاق شفعہ محمود کو حاصل ہو چنانچہ ردالمحتار مین درمختار کے اس قول پر (او مہر) لکھا ہو اذ لو جعلت بدل مہر المثل او المسمی عند العقد او بعدہ تثبت فیہ الشفعۃ لانہ مبادلۃ المال بالمال لانہ بدل عما فی ذمتہ من المہر انتہی وایضاً فی الفتاوی العلمگیریۃ ولو تزوجہا علی مہر مسمی ثم باعہا بذلک المہر دارا تجب للشفیع فیہا الشفعۃ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ تین ۳ شخصون نے تین ۳ آدمیون کو جو محتاج ہین ایک جائداد صدقۃً ایک دفعہ مین دی اور اس کو چالیس ۴۰ برس بھی ہو گئے اور اب متصدق بھی مر گئے اب ایک متصدق کا پوتا اُس جائداد متصدق کو رجوع کرنا چاہتا ہو آیا یہ رجوع صدقے سے صحیح ہو یا نہین بینوا توجروا۔ الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین رجوع صدقے سے صحیح نہین فی الہدایۃ لا رجوع فی الصدقۃ لان المقصود ہو الثواب وقد حصل انتہی البتہ شبہہ اس مین اتنا پڑتا ہو کہ جائداد مشاع مین بلا تقسیم اور قبض صدقہ صحیح نہین تو جواب اس کا یہ ہو کہ مشاع کی صورت فقہا نے یہ لکھی ہے کہ

ہبہ کرے بعض جائداد کو واسطے ایک کے پس وہ مشاع ہی اُسکی قسمت ضرور ہونا چاہیے
اور جبکہ چند اشخاص کو کل جائداد دفعۃً صدقہ کردی جائے تو بصورت مشاع ممنوع نہین
فی رد المحتار فان قلت قدم ان الصدقة لفقيرين جائزة فيما يحتمل القسمة بقوله وصح تصدق
عشرة لفقيرين قلت المراد هنا من المشاع ان يهب بعضه لواحد فقط فحينئذ هو مشاع يحتمل
القسمة بخلاف الفقيرين فانه لا شيوع انتهى وايضا فی الهداية وفرق بين الهبة والصدقة
فی الحكم فی الجامع و فی الاصل سوّى فقال وكذلك الصدقة لان الشيوع مانع فی الفصلين
لتوقفهما على القبض ووجه الفرق على هذه الرواية (ای رواية جامع الصغیر) ان الصدقة يراد بها وجه الله تعالى وهو واحد
والهبة يراد بها وجه الغنى وهما اثنان وقيل هذا هو الصحيح والمراد بالمذكور فی الاصل (ای المذکور فی جامع الصغیر) الصدقة على غنيين
وايضا فی الدر المختار واذا تصدق بعشرة دراهم او وهبها لفقيرين صح لان الهبة للفقير صدقة
والصدقة يراد بها وجه الله تعالى وهو واحد فلا شيوع لا لغنيين لا الصدقة على الغنى هبة فلا شيوع
ای لا تملك حتى لو قسمها وسلمها صح انتهى والله سبحانه اعلم وعلمه اتم۔ العبد المجيب محمد ياسين علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین ان مسائل ذیل مین اول تو یہ کہ قربانی کے چمڑے کو فروخت
کرکے اُسکے روپیہ کو مدرسین کی تنخواہ مین دینا جائز ہی یا نہین اور نیز صدقہ فطر اور زکوۃ کے
روپیہ کو مدرسہ مین لگانا اور نیز مسجد بنانا جائز ہی یا نہین دوسرے یہ کہ عقیقہ کرنا مستحب
ہے یا مباح یا سنت اور طریقہ اُس کا کیا ہی تیسرے یہ کہ انگشتری چاندی کی جسمین
نام کھدا ہوا ہو سوا قاضی اور مفتی کے اوروں کے لیے جائز ہی یا نہین اور مقدار اُسکی
کسقدر ہی بینوا توجروا۔ فقط الجواب هو الموفق للصواب

جواب سوال اول کا یہ ہی کہ قربانی کے چمڑے کو فروخت کرکے اُسکے روپیہ کو مدرسین
کی تنخواہ مین دینا جائز نہین کیونکہ کھال قربانی کا حکم یہ ہی کہ اُسکو خیرات کردے یا اُس
کھال کی چلنی یا پائیتابہ یا مشک یا ڈول یا دسترخوان بنالے یا اُس شئے سے بدلے
کہ جس سے نفع اُٹھانا باقی رہے جیسے کپڑا یا برتن وغیرہ کما فی الدر المختار ويتصدق
بجلدها او يعمل منه نحو غربال وجراب وقربة وسفرة ودلو او يبدله بما ينتفع به باقيا انتهی اسی طرح
صدقۂ فطر و زکوۃ کے روپیہ کو مدرسہ مین لگانا اور نیز مسجد بنانا جائز نہین قال فی الدر المختار

لایصرف الی بناء نحو مسجد قال العلامۃ الشامی علی قولہ نحو بناء مسجد کبناء القناطیر والسقایات
واصلاح الطرقات الخ وکل مالا تملیک فیہ انتھی وقال فی العلمگیریۃ فی صدقۃ الفطر ومصرف
ہذہ الصدقۃ ما ہو مصرف الزکوۃ انتھی البتہ قربانی کی کھال یا زکوۃ یا صدقۂ فطر کے روپیہ
سے تنخواہ مدرسین کی دینے کا حیلہ اور اسی طرح مسجد بنانے کا حیلہ یہ ہو کہ ایک شخص ایسا ہو
کہ غنی نہ ہو اسکو وہ روپیہ زکوۃ وغیرہ کا دیدیا جاوے اور اُسکو امر کردے کہ اس روپیہ کو اس
طور پر خرچ کردینا چاہیے یعنی تنخواہ مدرسین یا مرمت مدرسہ میں یا بنانے مین مسجد کے صرف
کردیا جاوے تو زکاۃ وغیرہ بھی ادا ہو جائیگی اور اُس شخص مذکور کو اس فعل کا ثواب بھی
ملیگا کما فی الدر المختار وقدمنا ان الحیلۃ ان یتصدق علی الفقیر ثم یامرہ بفعل ہذہ الاشیاء
انتھی قال فی رد المحتار علی قولہ ان الحیلۃ ای فی الوافع الی ہذہ الاشیاء مع صحۃ الزکوۃ
انتھی وایضا قال علی قولہ ثم یامرہ الخ ویکون لہ ثواب الزکوۃ وللفقیر ثواب ہذہ القرب وفی
التعبیر بثم اشارۃ الی انہ لو امرا ولا لا یجزی لانہ یکون وکیلا فی ذلک وفیہ نظر لان المعتبر نیۃ الدافع
ولذا تجزی وان سماہا قرضا او ہبۃ فی الاصح انتھی جواب سوال دوسرے کا یہ ہو کہ عقیقہ
کرنے مین علما کا اختلاف ہو بعض کے نزدیک مباح اور بعض کے نزدیک نفل ہی اور طریقہ
اُس کا یہ ہو کہ ساتوین روز لڑکا یا لڑکی پیدا ہونے کے اُس کا نام رکھے اور اُسکے سر کے
بال منڈاوے اور بالون کے ہموزن چاندی یا سُونا خیرات کرے اور عقیقہ کرے۔
فی الدر المختار یستحب ان ولدان یسمیہ یوم اسبوعہ ویحلق راسہ ویتصدق عند الائمۃ الثلاثۃ
بزنۃ شعرہ فضۃ او ذہبا ثم یعق عند الحلق عقیقۃ اباحۃ علی ما فی الجامع المحبوبی او تطوعا علی
ما فی شرح الطحاوی انتھی جواب سوال تیسرے کا یہ ہو کہ انگشتری چاندی کی جس مین
نام کھدا ہو سوا قاضی اور مفتی اور سلطان کے اورون کے لیے جائز ہی لیکن جس شخص
کو انگشتری کی حاجت نہ ہو اُسکے واسطے ترک افضل ہو اور وزن شرعی اس مین بقدر ایک
مثقال کے ہو اور بعض کے نزدیک مثقال سے کم ہونا چاہیے فی فتاوی علمگیری انما
یسن التختم بالفضۃ ممن یحتاج الی الختم کسلطان او قاض او نحوہ وعند عدم الحاجۃ الترک افضل
انتھی وفی رد المحتار ان ترک التختم لمن لا یحتاج الی الختم افضل وظاہرہ انہ لا یکرہ للزینۃ

بلا تجبر انتہی وایضاً فی العالمگیریۃ وینبغی ان یکون فضۃ الخاتم المثقال ولا یزاد علیہ وقیل لا یبلغ
بہ المثقال وبہ ورد الآثار کذا فی المحیط انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی گواہ کسی فریق کے مقدمہ کا
پیروکار اور مقدمہ مین سعی اور کوشش کرتا ہو اور وہ اُس فریق کا دوست بھی ہو تو ایسی صورت
مین گواہی اُس گواہ کی عند الشرع مدعا علیہ کے باب مین قبول کی جاویگی یا نہین بینوا توجروا

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین وہ گواہ مذکور اگر اُس فریق کی دوستی کے سبب سے اُس مقدمہ
مین کوشش او سعی کرتا ہی اور عادل بھی ہو تو گواہی اُسکی قبول کی جاوے گی مگر ہان ایسی
دوستی ہو کہ ایک دوسرے کے مال کو اپنے تصرف مین لے آتا ہی تو گواہی اُسکی مقبول
نہ ہوگی فی الدر المختار رد الا الصدیق لصدیقہ فتقبل الا اذا کانت الصداقۃ متناہیۃ بحیث
یتصرف کل فی مال الآخر انتہی اور گواہ مذکور اگر ایسا پیروکار اور ساعی ہی کہ مدعا علیہ کے
غم و رنج پر توخوش ہوتا ہو اور اُسکی خوشی پر محزون اور مغموم ہوتا ہی تو یہ دشمن اور
حاسد ٹھہرا اسکی گواہی اُسکے حق مین قبول نہ کی جاوے گی گو عادل ہو مگر البتہ عداوت کو
معتبر اور شرعی طور سے ثابت کیا جاوے نہ مجرد احتمال اور تعقول سے اور عداوت
دینی ہو تو گواہی مقبول کی جاوے گی فی الدر المختار وتقبل من عدو بسبب الدین لانہا
من التدین بخلاف الدنیویۃ فانہ لا یامن التقول علیہ انتہی اور نیز پیروکار مثل مختار اور کارندہ
اور وکیل کے ہو تو شہادت قبول نہ کی جاوے گی فی الحدیث لا تجوز شہادۃ خائن ولا ذی
غمر علی اخیہ والغمر الحقد رواہ وقال العلامۃ الخیر الرملی فی فتاواہ فتحصل من ذلک ان شہادۃ
العدو علی عدوہ لا تقبل وان کان عدلاً وصرح یعقوب باشا فی حاشیتہ بعدم نفاذ قضاء
القاضی بشہادۃ العدو علی عدوہ وسبب الحقد انہم من یفرحون بحزنہ ویحزن لفرحہ العدا
فیہ والعدو من یفرح بحزنہ ویحزن بفرحہ کما فی البحر انتہی وایضاً فی الفتاوی الحمادیۃ کالوکیل
لا تقبل شہادتہ فی من ہو وکیل ونحو ذلک انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد المجیب ابو الحسنات محمد عبد الحی

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ زید نے دو پنچ اپنے کسی معاملہ کے واسطے کہ جو بکر سے قائم ہی بنائے اب ایک پنچ سے منجملہ اُن دونون پنچون سے اور زید سے کچھ مخاصمت واقع ہوگئی زید چاہتا ہی کہ ان دونون کو پنچ نہ بنایا جاوے اور حاکم نے اُن کو پنچ مقرر کر دیا تو اب سوال یہ ہی کہ زید کا اُن کو پنچ اپنے معاملہ مین نہ بنانا شرعًا پہنچتا ہی یا نہین بینوا توجروا۔ الجواب ہو الموفق للصواب۔

صورت مسئول عنہا مین زید مذکور کو اُن دونون پنچون مین سے ایک کو یا دونون کو پنچ نہ بنانا شرعًا پہنچتا ہی فی الہدایۃ ولکل واحد من المحکمین ان یرجع مالم یحکم علیہما لانہ مقلد من جہتہما فلا یحکم الا برضاہما جمیعا انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ عمرو کے بلوغ کا حال معلوم نہین اور نہ کوئی علامت بلوغ پائی جاتی ڈاکٹر نے سارٹیفکٹ بلوغ عمرو کا درباب بلوغ عمرو دیدیا تو سوال یہ ہی کہ یہ سارٹیفکٹ وشہادت دینا ڈاکٹر کا لائق قبول عدالت ہے یا نہین بینوا توجروا الجواب الحمد للہ الملہم للصواب

صورت مسئول عنہا مین سارٹیفکٹ دینا ڈاکٹر کا درباب بلوغ عمرو لائق قبول عدالت نہین کیونکہ شرعًا ثبوت بلوغ چند طور سے ہوا کرتا ہی ایک تو یہ کہ کوئی علامت بلوغ متحقق ہو مثل احتلام کے یا اپنی زوجہ یا لونڈی سے وطی کرے تو حمل قائم ہو جاوے یا کسی سبب سے انزال ہونے لگے اور اگر یہ علامت نہ پائی جاوے تو پھر موافق قول مفتی بہ کے پندرہ سال کی عمر ہو تو حکم بلوغ دیا جاوے گا اور اگر یہ کوئی صورت مذکورہ نہ پائی جاوے اور مشکل ہو معلوم کرنا بلوغ کا تو ایک صورت یہ بھی ہی کہ قول عمرو کا اس باب مین مقبول کیا جاویگا جبکہ ظاہر حال کے خلاف نہ ہو وہ یہ کہ عمر اُسکی بارہ ۱۲ سال سے کم نہ ہو اور اگر بارہ ۱۲ سال کی بھی ہو جائے تو اُسکے ساتھ یہ بھی شرط ہی کہ وہ شخص مذکور ایسی حالت پر ہو کہ جیسا وہ ہی ویسے شخص کو احتلام ہوتا ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر اُس کا قول بھی قبول نہ کیا جاوے گا فی الہدایۃ بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال اذا وطی فان لم یوجد ذلک فحتی یتم لہ ثمانی عشرۃ سنۃ عند ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ وقالا رح اذا تم الغلام والجاریۃ خمس عشرۃ سنۃ فقد بلغ انتہی وفی الدر المختار بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال

والانزال فان لم یوجد فیهما شیٔ فحتی یتم لکل منهما خمس عشرة سنة وبه یفتی انتهی وفی رد المحتار
علی قوله بالانزال) بای سبب کان وایضا فی الهدایة واذا راهق الغلام او الجاریة الحلم واشکل
امره فی البلوغ فقال بلغت فالقول قوله واحکامه احکام البالغین لانه معنی لایعرف الامن
جهتهما ظاهراً فاذا اخبرا به ولم یکذبهما الظاهر قبل قولهما فیه انتهی قال فی العینی علی قوله ولم یکذبهما
الظاهر) اشارة الی ان الغلام اذا ادعی البلوغ وعمره اقل من اثنی عشر سنة لایصدق
انتهی وفی الدر المختار فبعد ثنتی عشرة سنة یشترط شرط آخر لصحة اقراره بالبلوغ وهو انیکون
بحال یحتلم مثله والا لایقبل قوله شرح وهبانیة انتهی پس ڈاکٹر مذکور کی شہادت اور سارٹیفکٹ
ان جملہ صور مذکورہ سے خارج ہی پس قول ڈاکٹر کا اس باب مین ہرگز لائق قبول عدالت نہین
واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ زید نے بکر کو جاموش عاریۃً دی
کہ اس سے نفع تم اٹھاؤ اور گھی اور دودھ وغیرہ اس کا کھاؤ بکر نے باجازت زید عمرو کو
عاریۃً اس شرط پر دیدی کہ مثلاً ایک ماہ مین پندرہ روپیہ کا تخمیناً دودھ ہوتا ہی تو اسکی
ثلث قیمت کا گھی مجھکو ہر ماہ مین دیدیا کرو یعنی مقدار پانچ روپیہ کی قیمت کا گھی بکر نے
کہا مجھکو دیدیا کرو باقی عمرو سے کہا تم اپنے صرف مین لایا کرو تو سوال یہ ہی کہ یہ گھی
مقدار معین کی بکر کا عمرو سے لینا شرعاً جائز ہے یا نہین۔

الجواب ہو الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین بکر معیر کو گھی مقدار معین عمرو مستعیر سے شرعاً لینا جائز ہی اس لیے
کہ زید نے بکر کو جاموش مذکور عاریۃً دی ہی اور بکر نے عمرو کو باجازت زید جاموش مذکورہ
عاریۃً دی اور یہ بکر کا جاموش عاریۃً دینا عمرو کو جائز ہی فی الاشباہ والنظائر والعاریۃ
تعار ولا توجر انتهی وفی العالمگیریة وله ان یعیر غیره انتهی اب رہا یہ امر کہ عمرو سے بکر نے یہ شرط
کی کہ گھی مجھکو مقدار پانچ روپیہ کی ہر ماہ مین دیدینا تو یہ مثل اسکی ہی کہ کھیت کسی کو یا باغ
مع زمین عاریۃً دیا اور شرط یہ کی کہ اسقدر خربزہ یا کدو یا اسقدر انبہ ہمکو دیدینا تو یہ صورت
شرعاً جائز ہی اسی طرح صورت مسئول عنہا مین اور یہ انتفاع تعیین کے ساتھ انتفاع

مقید ہوا اور انتفاع مقید واسطے مستعیر اور نیز معیر کے شرعاً جائز ہے فی الفتاوی العالمگیریۃ

واما انواعہا فاربعۃ احدہا ان تکون مطلقۃ فی الوقت والانتفاع وحکمہ ان للمستعیر ان ینتفع بہا

بای نوع شاء والثانی ان تکون مقیدۃ فیہما فلا یتجاوز ماسماہا المعیر انتہی وفی الدر المختار وان

اطلق المعیر او الموجر الانتفاع فی الوقت والنوع انتفع ماشاء ای وقت شاء لما مر وان

قیدہ بوقت او نوع او بہما ضمن بالخلاف الی شر فقط وکذا التقیید الاجارۃ بنوع او قدر مثل العارۃ

انتہی پس انتفاع جاموش سے چند قسم پر ہے اُسکے گوبر کا اُسکے مٹھے کا اُسکے گھی کا اُسکے

دودھ کا تو معیر نے اس جگہ مستعیر کو انتفاع مقید کی اجازت دی ہے یعنی صرف گھی مقدار

معین آپ لینا چاہتا ہے اور یہ شرعاً جائز ہے لما مر فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی زوجہ ہندہ بعد وفات زوج اپنے کے رافضی ہو گئی تو ترکہ زوج مذکور اپنے کی وارث ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب ومنہ الوصول الی الصواب

اگر وہ زوجہ مذکورہ رافضی اس عقیدے کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا تہمت زنا کی لگاتی ہے یا منکر خلافت اور صحابیت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی ہے یا یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کو حق تعالی نے وحی لے جانے کا پاس حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حکم فرمایا تھا جبرئیل علیہ السلام غلطی سے جناب محمد صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے پاس لے گئے تو وہ کافرہ اور مرتدہ ہے اور مرتدہ مال مسلم کی وارث نہ ہوگی

فی رد المحتار نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ رضی اللہ تعالے عنہا او انکر

صحبۃ الصدیق او اعتقد الالوہیۃ فی علی او ان جبرئیل غلط فی الوحی انتہی وفی شرح فقہ الاکبر

اجمعا علی ان من انکر صحبۃ ابی بکر الصدیق کفر انتہی وایضا فی الخلاصۃ من انکر خلافۃ الصدیق فانہ کافر انتہی

پس زوج مسلم کے ترکہ سے اُسکی زوجہ مذکورہ کو کچھ نہیں ملے گا فی السراجیۃ واما المرتد فلا یرث

من احد لامن مسلم ولامن مرتد وکذلک المرتدۃ انتہی وفی رد المحتار ولاتوارث بین مسلم ومرتد

انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی اراضی کرایہ پرلی ہے ایک مدت مقررہ کے واسطے اوراب اُس مدت مذکورہ سے اول چھوڑنا چاہے توکس صورت سے چھوٹ سکتی ہے۔

الجواب ہوالموفق للصواب

صورت مسئول عنہا مین اگر اراضی مذکورہ کو مدت مذکورہ سے اول چھوڑنا چاہے توحساب سے جو ایک سال کا منافع اور اُجرت ٹھہری ہو اُس حساب سے جتنے دن کم ہون وہ مجری کرلے مثلاً سو روپیہ سال کی اُجرت ٹھہری تھی اب چھہ مہینے کے عرصہ مین چھوڑنا چاہا تو پچاس روپیہ دینا پڑیگا فی ردالمحتار اعلم ان اباحنیفۃ رضی اللہ عنہ کان اولاً یقول لا یجب شئی من الاجرۃ مالم یستوف جمیع المنفعۃ والعمل لانہ المعقود علیہ فلا یتوزع الاجر علی الاجزاء کالثمن فی المبیع ثم رجع فقال ان وقعت الاجارۃ علی المدۃ کما فی اجارۃ الدار والارض او قطع المسافۃ کما فی الدابۃ وجب بحصۃ ما استوفی لو لہ اجرۃ معلومۃ بلا مشقۃ ففی الدار لکل یوم وفی المسافۃ لکل مرحلۃ انتہی واللہ اعلم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ۔

سوال گائے بکری کو واسطے دودھ کے کرایہ پر لینا جائز ہے یا نہین۔

الجواب ہوالموفق للصواب

گائے بکری کو واسطے دودھ وغیرہ پینے کے کرایہ پر لینا جائز نہین فی الہدایۃ استاجر بقرۃ لیشرب منہا لبنہا لایجوز انتہی واللہ اعلم۔ العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال زمین کرایہ پر دینے کے شرائط کیا ہین۔ **الجواب ہوالموفق للصواب**

زمین کرایہ پر دینے کے شرائط یہ ہین کہ منفعت اوراجرت اور مدت مقرر اور متعین کردے فی الدرالمختار وشرطہا کون الاجرۃ والمنفعۃ معلومتین لان الجہالۃ تفضی الی المنازعۃ ویعلم النفع ببیان المدۃ کالسکنی والزراعۃ مدۃ کذا ای مدۃ کانت وان طالت انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ زید کے مثلاً ایک پسر اور ایک دختر ہے اُس نے اپنی صحت سے اول وصیت نامہ یہ تحریر کیا کہ میرے بعد میری

جائداد کا مالک میرا پسر ہوگا تو دریافت طلب یہ امر ہو کہ جائداد مذکورہ کس طور سے تقسیم ہوگی اور یہ وصیت جائز ہے یا ناجائز۔ بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب:

صورت مسئول عنہا مین جائداد متروکہ مذکورہ کے تین حصہ کیے جاوین گے دو حصہ تو زید کے پسر کو دیے جاوین گے اور ایک حصہ زید کی دختر کو دیا جاوے گا اور وصیت مذکورہ اسکی باطل اور ناجائز ہوگی قال فی الہدایۃ ولا تجوز لوارثہ لقولہ علیہ السلام ان اللہ تعالے اعطی کل ذی حق حقہ الا لا وصیۃ للوارث ولانہ یتاذی البعض بایثار البعض ففی تجویزہ قطیعۃ الرحم ولانہ حیف بالحدیث الذی رویناہ ای جار فی الحدیث الحیف فی الوصیۃ من اکبر الکبائر انتہی ہدایہ۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ریاست علی عفی عنہ

فہرست جلد ثانی جامع الفتاوی